D

OSMANIA UNIVERSITY

جامعہ عثمانیہ

تاریخ طبری

جلد دوم - حصہ سوم و چہارم

سلسلۂ نصابیاتِ علمیۂ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

جلد دوّم

حصۂ سوّم - حصۂ چہارم

سنہ ۱۲ ہجری تا سنہ ۱۳۲ ہجری کے واقعات

تصنیف

امام ابی جعفر محمدؐ بن جریر الطبری

ترجمۂ

مولوی سیّد محمد ابراہیم صاحب ندوی - ایم اے
رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۴۷ھ م سنہ ۱۳۳۷ف م سنہ ۱۹۲۸ء

از مطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

تاریخ طبری

جلد دوم حصہ سوم و چہارم

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت

اسی سنہ میں عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم کو سلیمان نے اپنے بعد خلیفۃ المسلمین بنایا

یوم جمعہ ۱۰ ماہ صفر سنہ ۹۹ ہجری بمقام دابق عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے۔
رجا بن حیوۃ کہتے ہیں کہ ایک جمعہ کے دن سلیمان نے باریک سبز ریشم کا لباس زیب تن کیا۔ آئینہ میں اپنی صورت دیکھکر کہا کہ میں کیسا بہادر جوان فرمانروا ہوں۔ جمعہ کی نماز کو گیا۔ نماز جمعہ پڑھا کر گھر واپس بھی نہ آسکا تھا کہ بخار چڑھ آیا۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اپنے ایک کم سن نابالغ لڑکے کے لئے عہد خلافت لکھدیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ منجملہ اور باتوں کے جو ایک خلیفہ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتی ہیں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بعد خلق اللہ پر ایک نیک اور قابل شخص کو اپنا جانشین مقرر کر جائے سلیمان کہنے لگا کہ میں اللہ سے استخارہ کر رہا ہوں اور اس معاملہ پر غور کر رہا ہوں۔ اس سے زیادہ میں نے اُس وقت کسی بات کے لئے اُن پر زور نہ ڈالا۔

ایک یا دو دن کے بعد سلیمان نے اُس فرمان کو چاک کر ڈالا اور مجھے بلایا۔ اور داؤد بن سلیمان کے متعلق میری رائے دریافت کی۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسطنطنیہ میں ہیں اور یہ بھی آپ کو معلوم نہیں کہ اس وقت وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں، سلیمان نے پھر مجھ سے کہا کہ تم کسی کا نام پیش کرو، میں نے اس خیال سے کہ دیکھوں گا کس کا نام خود لیتے ہیں عرض کیا کہ جناب ہی کی رائے رائے ہے آپ خود ہی انتخاب فرمائیں۔ اِس پر اُنھوں نے کہا کہ اچھا

عمر بن عبد العزیز کے متعلق کیا کہتے ہو، میں نے کہا کہ میں اُنھیں نہایت ہی نیک عالم و فاضل اور اس بار گراں کے اُٹھانے کا اہل سمجھتا ہوں، سلیمان کہنے لگا کہ بس تو وہی میرے بعد خلیفہ ہونگے، اس کے بعد ہی پھر سلیمان کہنے لگا کہ اگر میں صرف اُنھیں کو اپنا ولی عہد نامزد کر دوں اور کسی اور کو نہ کروں تو اس سے فساد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ میرے خاندان والے اُس وقت تک ان کی ولی عہدی کو تسلیم نہیں کریں گے جب تک کہ اُن کے بعد اُس کا ولی عہد بھی میں ہی نامزد نہ کر جاؤں، اور میں یزید بن عبد الملک کو اُن کے بعد اُن کا جانشین نامزد کئے دیتا ہوں اس طریقہ سے میرے خاندان والے خاموش ہو رہیں گے اور اسے پسند کر لیں گے (یزید بن عبد الملک اُس وقت جہاد کے لئے باہر گئے ہوئے تھے) میں نے کہا کہ جناب والا کی رائے انسب ہے، ایسا ہی کیجئے۔

پھر انہوں نے حسب ذیل فرمان لکھا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حمد و ثنا کے بعد، یہ فرمان سلیمان کی جانب سے عمر بن عبد العزیز کے نام لکھا جاتا ہے کہ آپ کو میں اپنے بعد خلیفۃ المسلمین مقرر کرتا ہوں اور آپ کے بعد یزید بن عبد الملک اس منصب پر فائز ہوں گے، تمام لوگوں کو چاہیئے کہ وہ عمر بن عبد العزیز کی اطاعت و فرماں برداری کریں۔ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ پھوٹ نہ ڈالیں کہ مبادا دشمن کو تمھارے خلاف کارروائی کرنے کی جرات ہو۔

فرمان پر مہر ثبت کر کے کعب بن حامد العبسی اپنے محافظ دستہ کے افسر اعلیٰ کو بلا کر حکم دیا کہ میرے تمام خاندان والوں کو ایک جا جمع ہونے کا حکم دو۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم میرے اس خط کو اُن کے سامنے لیجا کر کہدو کہ یہ میرا فرمان ہے جس شخص کو میں نے اپنے بعد اپنا جانشین نامزد کیا ہے اور اُن کا نام اس میں لکھدیا ہے آپ سب صاحب اُس کے لئے حلف وفاداری اُٹھائیں۔ جب میں نے وہ سر بمہر فرمان اُن کے سامنے پیش کیا تو سب کہنے لگے کہ ہم امیر المومنین کے پاس جا کر اُنھیں سلام کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا بہتر ہے تشریف لے چلئے۔ یہ سب کے سب سلیمان کے پاس آئے۔ سلیمان نے اسی فرمان کی طرف اشارہ کر کے اُس کے متعلق کچھ گفتگو کی اور کہا کہ رجا بن حیوٰۃ کے ہاتھ میں جو سر بمہر فرمان ہے یہ میرا فرمان ہے۔ آپ سب لوگ اس کی تعمیل کریں، اور جس شخص کو میں نے اپنا جانشین مقرر کیا ہے آپ اُس کے لئے حلف وفاداری

کیجئے۔ چنانچہ ہر شخص نے فرداً فرداً حلف وفاداری کیا، اور میں نے سلیمان کے حکم سے وہ سر بمہر فرمان اُن سب کے سامنے کر دیا۔

جب سب لوگ چلے گئے تو عمر بن عبدالعزیز میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید اس بار گراں کو میرے کندھوں پر ڈالا گیا ہے؟ اس لئے میں خدا اور اپنے ذاتی دوستانہ تعلقات کا واسطہ دلاکر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اسی وقت بتادیں تاکہ اگر یہ میرا خیال درست نکلے تو میں اسی وقت اس عہدہ سے دست کش ہو جاؤں ورنہ شائد پھر مجھے اُس بات کا موقع نہ ملے جو اس وقت مجھے حاصل ہے، میں نے کہا کہ بخدا میں ایک حرف نہیں بتا سکتا۔ اس پر عمر ناراض ہو کر چلے گئے، پھر ہشام بن عبدالملک مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کے اور میرے قدیم سے دوستانہ مراسم ہیں اور میں آپ کا بیحد شکر گذار ہونگا اگر آپ یہ بات مجھے بتادیں۔ اگر یہ فرمان میرے متعلق ہے تو مجھے معلوم ہو جائیگا اور اگر کسی اور کے متعلق ہے تو آپ فرما دیجئے۔ مجھ جیسے شخص سے کم از کم یہ بات تو آپ دریغ نہ رکھیں مجھے بتا دیجئے اور میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ کسی اور سے ہرگز اس کا تذکرہ نہ کروں گا، میں نے صاف انکار کر دیا اور کہدیا کہ یہ ایک راز ہے جو میرے سپرد کیا گیا ہے میں ایک حرف نہیں بتا سکتا، ہشام مایوس ہو کر واپس چلے گئے، کف افسوس ملتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اگر میں نہوا تو اور کون ہو گا کیا عبدالملک کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی، میں پھر سلیمان کے پاس آیا۔ اب ان کا دم واپسیں تھا۔ جب اُن پر سکرات طاری ہوی تو میں نے قبلہ کی طرف اُن کی کروٹ کر دی۔ جب پھر آنکھ کھولی تو کہا کہ رجا ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ میں نے دو مرتبہ یہ ہی کیا مگر تیسری مرتبہ سلیمان نے کہا کہ ہاں اب میرا دم واپسیں ہے، لو۔ اب میں تمھارے سامنے پڑھتا ہوں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اس کے بعد ہی اِدھر میں نے قبلہ کی طرف اُن کا رخ کر دیا اُدھر سلیمان نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا میں نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں۔ ایک سبز چادر انھیں اُڑھا دی۔ اور دروازہ بند کر دیا۔ اُن کی بیوی نے مجھ سے ان کی خیریت دریافت کرائی۔ میں نے کہا کہ سو رہے ہیں۔ اُس وقت چادر اوپر پڑی ہوی تھی۔ قاصد نے یہی دیکھکر بیان کر دیا اور اُس نے اس بیان کو سچ سمجھ لیا، اور یہی خیال کیا کہ وہ سو رہے ہیں۔

میں نے دروازہ پر اپنے ایک خاص معتمد شخص کو بٹھادیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک میں نہ آجاؤں تم یہاں سے کہیں مت جانا اور نہ کسی کو سلیمان کے پاس اندر جانے دینا۔

سلیمان کے پاس سے نکل کر میں نے کعب بن حامد العبسی کو بلایا۔ اُس نے سلیمان کے تمام خاندان والوں کو دابق کی مسجد میں جمع کیا۔ میں نے اُن سب سے درخواست کی کہ آپ بیعت کیجئے۔ وہ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ تو ہم بیعت کر چکے ہیں اور دوبارہ پھر کریں؟ میں نے کہا کہ جی ہاں امیر المومنین کا یہ سر بمہر فرمان ہے، جس شخص کو انھوں نے اپنا جانشین نامزد کیا ہے اُس کے لئے آپ لوگ بیعت کریں چنانچہ ہر شخص نے فرداً فرداً پھر بیعت کی۔

جب میں نے دیکھ لیا کہ سلیمان کی موت کے بعد بھی یہ لوگ بیعت کر چکے تو میں نے خیال کیا کہ اب میں نے معاملہ کو پختہ کر دیا ہے اب امیر المومنین کی موت کا اعلان کر دینا چاہیئے چنانچہ میں نے سلیمان کی موت کا اعلان کر دیا۔ سب نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ پھر میں نے فرمان چاک کر کے سب کے سامنے پڑھا۔ جب میں عمر بن عبد العزیز کے نام پر پہنچا تو ہشام نے چلاّ کر کہا کہ میں ہرگز اُن کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا، میں نے ڈانٹا اور کہا کہ میں ابھی تمھاری گردن مار دونگا۔ کھڑے ہو جاؤ۔ اور بیعت کرو، ہشام لڑکھڑاتے ہوے اُٹھے اور بیعت کی۔

میں نے عمر بن عبد العزیز کے دونوں بازو پکڑ کر اُنھیں منبر پر بٹھایا۔ عمر اپنے اس بار گراں کی ذمہ داریوں کے خیال سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے جاتے تھے اور ہشام اپنی ناکامی پر۔ چنانچہ جب ہشام بیعت کرنے کے لئے عمر کے پاس پہنچے تو عمر اس بات پر اظہار افسوس کر رہے تھے کہ اپنی مرضی کے خلاف میں اس مصیبت میں گرفتار ہوا اور ہشام اپنی ناکامی پر متاسف تھے۔

پھر سلیمان کو غسل دیا گیا۔ کفنایا اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے نماز جنازہ پڑھی سلیمان کی تجہیز و تدفین سے فارغ ہونے کے بعد اُس کے تمام سواری کے جانور مع ایک ایک سائیس کے عمر کے سامنے پیش کئے گئے، اُنھوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا گیا کہ خلیفۃ المسلمین کی سواری کے جانور ہیں حضرت عمر بن عبد العزیز فرمانے لگے کہ میرا جانور ہی میرے لئے زیادہ مناسب ہے اور پھر اپنے ہی گھوڑے پر سوار ہوئے،

یہ تمام جانور واپس کر دیئے گئے حضرت عمر بن عبد العزیز وہاں سے آگے آئے، لوگوں نے کہا کہ اُسی مکان میں چلیئے جہاں سابق خلیفۃ المسلمین فروکش تھے، فرمانے لگے کہ اُس میں ابو ایوب کے اہل و عیال ہیں جب تک وہ اُس مکان کو خالی کریں میرے لئے میرا خیمہ ہی کافی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی ہی فرودگاہ میں بیت الامارہ کے خالی ہونے تک قیام پذیر رہے؛

شام کے وقت مجھ سے کہا کہ منشی کو بلوا دو، سواری کے جانوروں اور جائے قیام کے متعلق جو طرز عمل آپ نے اختیار کیا تھا اُس سے مجھے بیحد خوشی ہوی تھی۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ دیکھیں اب کیا کرتے ہیں آیا ایک ہی خط سب کے نام لکھتے ہیں یا مختلف خطوط، جب منشی سامنے آیا تو امیر المومنین نے اپنے منہ سے بولکر ایک ہی خط جو نہایت ہی جامع و مانع اور بلیغ تھا لکھوایا اور فرمایا کہ اس کا ایک ایک نسخہ تمام شہروں کو بھیجدیا جائے؛

عبد العزیز بن الولید کو جو اُس وقت دابق میں تھے جب سلیمان کے مرنے کی خبر ہوی تو اُنھیں یہ بات تحقیق معلوم نہ تھی کہ اس طرح عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوے ہیں اور خود سلیمان نے اُنھیں نامزد کر دیا تھا، انھوں نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا۔ مگر جب اُنھیں معلوم ہوا کہ تمام لوگ عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو یہ آپ سے ملنے آئے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اور آپ زبردستی دمشق میں داخل ہونا چاہتے تھے؛

عبد العزیز کہنے لگے کہ بے شک یہ صحیح ہے مگر مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ سلیمان نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں کیا ہے اس بنا پر میں نے خیال کیا کہ اگر میں اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان نہ کروں گا تو ہمارا تمام مال و متاع لوٹ لیا جائے گا، عمر بن عبد العزیز فرمانے لگے۔ خیر کیا ڈر ہے اگر آپ بیعت لے لیتے اور حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تو میں آپ سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کرتا بلکہ خود اپنے گھر میں بیٹھ جاتا۔

عبد العزیز کہنے لگے کہ کاش سوائے تمھارے کوئی اور خلیفہ مقرر کیا جاتا تو میں دیکھ لیتا پھر انھوں نے بھی حضرت عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر لی؛

رجاء کہتے ہیں کہ پہلے ہی سے اس بات کی توقع کیجاتی تھی کہ سلیمان عمر بن عبد العزیز ہی کو اپنا جانشین نامزد کریں گے اور اپنے بیٹوں کو اس حق سے محروم کر دیں گے؛

اسی سنہ میں عمر بن عبد العزیز نے مسلمہ بن عبد الملک کے پاس قاصد بھیجا اور حکم دیا کہ تمام مسلمانوں کے ساتھ واپس چلے آؤ۔ عمدہ عمدہ گھوڑے اور بہت سا سامان خوراک بھی

اُن کے لئے بھیجا۔ لوگوں کو اُن کی امداد کی ترغیب و تحریص دلائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے پالنو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے مسلمہ کو بھیجے تھے، اسی سال ترکوں نے آذربیجان پر غارت گری کر کے مسلمانوں کی ایک جماعت کو لوٹ لیا اور اُنھیں قتل کر ڈالا، امیر المومنین نے ابن حاتم بن النعمان الباہلی کو ان کی سرزنش کے لئے روانہ کیا، ابن حاتم نے اُن میں سے اکثر کا صفایا کر دیا، بہت تھوڑے اُن میں سے بچکر بھاگ سکے، اور پچاس قیدی مقام خناصرہ میں عمر بن عبد العزیز کے پاس لائے گئے۔

امیر المومنین نے یزید بن المہلب کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا۔ بصرہ اور اُس کے ماتحت علاقہ پر عدی بن ارطاہ الفزاری کو عامل بنا دیا۔ اور کوفہ پر عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب الاعرج القرشی متعلقہ بنی عدی بن کعب کو عامل مقرر کیا۔ اور ابو زناد کو عبد الحمید کا میر منشی مقرر کر کے اُن کے ساتھ کیا، عدی نے موسیٰ بن وجیہہ الحمیری کو یزید کی تلاش میں بھیجا۔

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم جو عمر بن عبد العزیز کی جانب سے مدینہ کے عامل تھے اس سال امیر حج تھے، مکہ کے عامل اس سال عبد العزیز بن عبد اللہ بن خالد بن اسید تھے، کوفہ اور اُس کے ماتحت علاقہ کے عامل عبد الحمید بن عبد الرحمن تھے اور بصرہ کے عدی بن ارطاۃ جراح بن عبد اللہ خراسان کے گورنر تھے، ایاس بن معاویہ بن قرۃ المزنی بصرہ کے قاضی تھے۔ پہلے امیر المومنین نے حسن بن ابی الحسن کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا تھا، جب لوگوں نے اُن کی شکایت کی تو پھر آپ نے معاویہ بن قرہ کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا، بیان کیا گیا ہے کہ عامر الشعبی اس سال کوفہ کے قاضی تھے؛

واقدی نے کہا ہے کہ شعبی حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد خلافت میں عبد الحمید بن عبد الرحمن کی طرف سے کوفہ کے قاضی تھے اور حسن بن ابی الحسن عدی بن ارطاۃ کی جانب سے بصرہ کے قاضی تھے، مگر پھر حسن نے اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا۔ عدی نے استعفا منظور کر کے اُن کی جگہ ایاس بن معاویہ کو بصرہ کا قاضی مقرر کر دیا؛

سنہ ۱۰۰ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سنہ میں عراق میں خارجیوں نے پھر سر اُٹھایا جب ان کی شورش کی اطلاع دربار خلافت میں ہوئی تو امیر المومنین نے عبد الحمید کو لکھا کہ تم خارجیوں کو کتاب اللہ

وسنت رسول اللہ پر کاربند ہونے کی دعوت دو، عبدالحمید نے اس حکم کی تعمیل کی اور پھر اُن کے مقابلہ کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ خارجیوں نے اس فوج کو شکست دی۔ جب امیرالمومنین کو اس واقعہ کا علم ہوا آپ نے مسلمہ بن عبدالملک کو شام کی ایک فوج کے ساتھ جو مقام رقہ سے تیار کر کے روانگی گئی، خارجیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا اور عبدالحمید کو لکھدیا کہ مجھے تمہاری قابل نفرین فوج کی درگت کی خبر معلوم ہو چکی ہے اب میں مسلمہ کو خارجیوں کی سرکوبی کے لئے اہل شام کی فوج کے ساتھ بھیج رہا ہوں۔ تم ان کے کسی معاملہ میں دخل مت دینا۔ غرض کہ مسلمہ نے اس شامی فوج کے ساتھ خارجیوں سے جنگ کی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ نے اُنھیں خارجیوں کے مقابلے میں فتح دی۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس خارجی نے اس زمانہ میں شورش برپا کی تھی وہ شوذب تھا اور اُس کا نام بسطام الیشکری تھا۔ سب سے پہلے مقام جوخی میں اسّی شہسواروں کے ساتھ اس نے علم بغاوت بلند کیا، یہ شہسوار زیادہ تر قبیلۂ بنی ربیعہ کے تھے۔

امیرالمومنین نے اس واقعہ کی خبر پاتے ہی عبدالحمید کو لکھ بھیجا کہ تاوقتیکہ خارجی خود کسی کو قتل نہ کریں یا کوئی اور اودھم نہ مچائیں تم خود اُن سے چھیڑ مت کرنا، البتہ جب وہ کوئی ایسا فعل کریں تب تم اُن کی مزاحمت کرنا۔ ایک بہادر۔ تجربہ کار آدمی کو منتخب کر کے اُس کے زیر قیادت کچھ فوج بھیجدو، اور اُسے بھی یہ ہی احکام دے دینا جو میں نے تمھیں لکھے ہیں۔

عبدالحمید نے محمد بن جریر بن عبداللہ البجلی کو دو ہزار کوفیوں کے ساتھ اس مہم کا سردار مقرر کیا اور امیرالمومنین کی ہدایات اُنھیں پہنچا دیں۔

امیرالمومنین نے بسطام کو لکھا کہ آپ بتائیے کہ آپ کی بغاوت کا کیا مقصد ہے اور میں آپ کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔

اس خط کے آنے سے پہلے ہی محمد بن جریر خارجیوں کے مقابلہ پر آگئے تھے مگر اس وقت تک چپ چاپ تھے، امیرالمومنین نے اپنے خط میں بسطام کو لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسول کی خاطر میدان کارزار میں آئے ہو، مگر اس بات کے لئے تم مجھ سے زیادہ کسی طرح مستحق نہیں ہو۔ آؤ ہم تم سے بحث کریں۔ اگر تم حق وصداقت پر

نہیں تو پھر تم بھی عامۂ مسلمین کی طرح دائرۂ اطاعت میں شریک ہو جاؤ اگر تم حق پر ہو گے تو اُس وقت ہم اس معاملہ پر غور کر لیں گے۔

بسطام نے ابھی کوئی کارروائی نہیں کی اور امیر المومنین کو لکھا کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ انصاف پر مبنی ہے میں دو شخصوں کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں تاکہ یہ اس معاملہ میں آپ سے گفتگو کر لیں۔

ان دو شخصوں میں سے ایک تو بنی شیبان کا آزاد غلام ممزوج تھا اور دوسرا بنی یشکر کا ایک صحیح النسب شخص تھا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بسطام نے کئی شخص اس غرض سے بھیجے تھے اور اُن میں یہ دونوں مذکور الصدر بھی تھے، جب امیر المومنین نے اُن سے کہا کہ صرف دو شخصوں کو منتخب کر کے بھیجدیا جائے تو اُنھیں دونوں کا انتخاب اس کام کے لئے کیا گیا۔

بہرحال اب یہ دونوں امیر المومنین کے سامنے آئے اور ان سے بحث کرنے لگے، اور امیر المومنین سے سوال کیا کہ یزید کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیوں وہ آپ کے بعد خلیفہ ہو۔ امیر المومنین نے فرمایا کہ میں نے نہیں بلکہ میرے پیشرو نے اس کو ولی عہد کیا ہے، خارجیوں نے کہا اچھا آپ ہی بتائے کہ کیا یہ مناسب ہے کہ آپ کسی دوسرے کے مال کے امین بنائے جائیں پھر اُس مال کو آپ ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو غیر معتبر ہو، تو ایسی صورت میں کیا آپ نے اُس امانت کے فرض کو اُس ذات کے سامنے جس نے آپ کو امین بنایا تھا پورا کیا۔

امیر المومنین فرمانے لگے کہ اس کے جواب کے لئے مجھے تین دن کی مہلت دو، خارجی اُٹھکر چلے آئے مگر اب مروانیوں کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ مبادا ہمارے خاندان سے حکومت اور دولت نکل جائے اور کہیں ایسا نہو کہ امیر المومنین یزید کو ولی عہدی سے محروم کر دیں، اس لئے ان لوگوں نے امیر المومنین کو چپکے سے زہر دلوا دیا۔ اور اس واقعہ کے تین ہی دن بعد آپ نے وفات پائی، نیز اس سال امیر المومنین نے ولید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس الکندی کو ایک حمص کی فوج کے ساتھ موسم گرما میں کفار سے جہاد کے لئے بھیجا۔

اسی سال عمرو بن ہبیرۃ الفزاری عامل جزیرہ مقرر کر کے جزیرہ بھیجے گئے اور یزید بن المہلب عراق سے قید کر کے امیر المومنین کی خدمت میں لایا گیا۔

یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات

یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات میں ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ جب یزید بن المہلب خراسان سے آکر واسط آئے اور وہاں سے بصرہ کے ارادہ سے کشتیوں میں سوار ہوئے تو عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو بصرہ کا عامل مقرر کر کے بھیجا۔ اور عدی نے موسیٰ بن وجیہہ الحمیری کو اپنے آگے روانہ کیا۔ موسیٰ نے یزید کو نہر معقل میں بصرہ کے پل کے پاس جالیا اور گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں عدی نے یزید کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجدیا۔ موسیٰ بن وجیہہ انھیں لیکر آئے، عمر بن عبدالعزیز نے اُنھیں سامنے بلوایا۔

امیر المومنین خود یزید اور اُس کے خاندان والوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بڑے ظالم اسعبدادی خیال کے لوگ ہیں میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح یزید آپ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں انھیں مکار اور ظاہر داری برتنے والا خیال کرتا ہوں۔ مگر جب آپ خلیفہ ہوئے تو یزید کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ مکر و ظاہر داری سے کوسوں دور ہیں۔

امیر المومنین نے یزید سے بلا کر کہا کہ وہ رقم ادا کرو جو تم نے سلیمان کو لکھی تھی، یزید کہنے لگا کہ آپ کو خود معلوم ہے کہ سلیمان کو میری خوشنودی کتنی ملحوظ خاطر تھی۔ میں نے اُس رقم کا اظہار صرف اور لوگوں کو جتانے کے لئے کر دیا تھا اور میں خوب جانتا تھا کہ وہ نہ اس رقم کا مجھ سے کبھی مطالبہ کریں گے نہ اور کوئی ایسا حکم دیں گے جو میری طبیعت کے خلاف ہو۔

امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے تمھارے معاملہ میں سوائے اس کے اور کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا کہ تمھیں قید کر دوں۔ اللہ سے ڈرو، اور جو مطالبہ تم پر ہے اُسے ادا کر دو، یہ مسلمانوں کا حق ہے اور میں اسے کسی طرح چھوڑ نہیں سکتا۔

غرض کہ یزید کو آپ نے جیل خانہ بھیجدیا۔ اور جرّاح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے خراسان روانہ کر دیا۔

یزید کے صاحبزادے مخلد خراسان سے آئے، جس پرگنہ سے گذرتے دل کھولکر لوگوں کو داد و دہش کرتے، امیر المومنین کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد

عرض پرداز ہوے کہ امیر المومنین کی خلافت سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے مگر ہمیں آپ کی ذات سے تکلیف ومصیبت اُٹھانی پڑی۔ تو یہ تو کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ہم ہی آپ کے عہد مبارک میں سب سے زیادہ بدقسمت رہیں، آپ میرے والد کو ناحق محبوس کرتے ہیں۔ جس قدر مطالبہ اُن پر واجب الادا ہے وہ میں اُنکی جانب سے ادا کئے دیتا ہوں۔ آپ جو کچھ اُن سے مطالبہ کرتے ہیں اُس کے بارے میں مجھ سے سمجھوتہ کر لیجیے، امیر المومنین نے فرمایا کہ اُس وقت تک میں اُن سے کوئی مصالحت نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ ایک ایک پائی بیباق نہ کر دیں۔

مخلد نے کہا کہ اگر جناب والا کے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو خیر اُس کے مطابق مطالبہ کیجئے ورنہ یا تو مجرّد اُن کے بیان کو صحیح مان لیجئے یا اُن سے حلف لے لیجئے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر آپ اُن سے کوئی سمجھوتہ کر لیجئے، امیر المومنین نے کہا اسکے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ وہ کل رقم مطالبہ ادا کر دیں، جب مخلد آپ کے سامنے سے اُٹھ آیا تو فرمانے لگے کہ یہ اپنے باپ سے تو زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے، مگر مخلد اس واقعہ کے بعد چند ہی روز اور زندہ رہا۔

جب یزید نے انکار کر دیا کہ وہ ایک پیسہ بھی نہیں دے گا تو امیر المومنین نے حکم دیا کہ اُن کا جُبّہ پہنایا جائے اور اونٹ پر سوار کر کے دہلک لیجایا جائے جب لوگ قیدخانہ سے نکال کر یزید کو تمام لوگوں کے سامنے لیجانے لگے تو یزید کہنے لگا کیا میرا خاندان ہی نہیں ہے، مجھے دہلک کیوں لئے جاتے ہیں۔ دہلک تو وہ شخص بھیجا جاتا ہے جس نے کوئی جرم کیا ہو یا بغاوت کی ہو یہ کیا عجیب وغریب بات ہے! کیا میرا خاندان باقی نہیں رہا!!

یہ سن کر سلامۃ بن نعیم الخولانی امیر المومنین کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مناسب یہ ہے کہ جناب والا یزید کو قیدخانہ ہی واپس بھیجدیجئے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے اپنے ارادہ کی تکمیل کی تو اُس کے خاندان والے اُسے جبراً لیجائیں گے کیونکہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس بات سے اُن لوگوں میں جوش وغضب پیدا ہو گیا ہے!

امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس بھیجدیا۔ یزید اُس وقت تک جیل خانہ ہی میں رہا جب تک کہ اُسے آپ کی علالت کی اطلاع نہیں ملی۔

یزید کی گرفتاری کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ امیر المومنین نے عدی بن ارطاۃ کو حکم دیا کہ یزید کو بھیجدو اور عین التمر میں جو فوج متعین ہے یزید کو اُس کے سپرد کردو۔

عدی نے یزید کو وکیع بن حسّان بن ابی سود التیمی کے ہمراہ بیڑیاں پہنا کر ایک کشتی میں بٹھا کر روانہ کیا جب یزید نہر ابان پہنچا تو بنی ازد کے کچھ لوگ یزید کو چھڑانے کے لئے وکیع پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہوے۔ وکیع جھپٹا۔ اپنی تلوار نیام سے باہر کی۔ کشتی کے شامیانے کو کاٹ ڈالا۔ یزید کی تلوار بھی چھین لی اور قسم کھا کر کہا کہ اگر تم لوگ منتشر نہ ہو جاؤ گے تو میری بیوی پر طلاق ہے اگر میں یزید کو قتل نہ کر ڈالوں۔

یزید نے اُن لوگوں سے چلا کر کہا کہ آپ لوگ چلے جائیں وکیع نے اس قسم کی قسم کھائی ہے، چنانچہ وہ لوگ یہ سنتے ہی واپس چلے گئے اور وکیع نے یزید کو لا کر اُس فوج کے حوالے کر دیا جو عین التمر میں متعین تھی۔ وکیع تو عدی بن ارطاۃ کے پاس واپس چلا گیا اور یہ فوج یزید کو حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس لے آئی۔ آپ نے یزید کو قید کر دیا اسی سال امیر المومنین نے جرّاح بن عبد اللہ الحکمی کو خراسان کی صوبہ داری سے موتوف کر دیا اور اُن کی جگہ عبد الرحمن بن نعیم القشیری کو مقرر کیا۔ اس طرح جرّاح ایک سال پانچ ماہ خراسان کا صوبہ دار رہا۔ ۹۹ سنہ ہجری میں خراسان آیا۔ اور ماہ رمضان سنہ ۱۰۰ ہجری کے ختم ہونے میں کچھ روز باقی تھے کہ اُس نے خراسان چھوڑا۔

جرّاح کی موقوفی کے اسباب

جرجان سے روانہ ہونے کے وقت یزید نے جہم بن زحر کو جرجان کا عامل مقرر کر دیا تھا، مگر جب یزید گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیجدیا گیا تو عراق کے عامل نے اپنی جانب سے ایک دوسرے شخص کو جرجان کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا، یہ صاحب جرجان آئے جہم نے اُنھیں اور اُن کے ساتھ جو لوگ آئے اُن سب کو پکڑ کر قید کر دیا اور پھر پچاس یمنی سواروں کو لیکر جراح کے ارادہ سے خراسان روانہ ہوا، اب اہل جرجان نے اپنے اس نو مامور عامل کو قید سے رہا کر دیا۔ اس فعل پر جراح نے جہم سے کہا کہ اگر تم میرے چچا زاد بھائی نہ ہوتے تو میں کبھی تمھاری اس حرکت کو گوارا نہ کرتا اس پر جہم نے جواب دیا کہ

آپ سے اگر میرے یہ قرابت نہ ہوتی تو میں بھی کبھی آپ کے پاس نہ آتا، جہم اور جراح دونوں ہم زلف بھی تھے، کیونکہ ان دونوں کی بیویاں حضین بن الحارث کی بیٹیاں تھیں۔ اور چچیرے بھائی بھی تھے کیونکہ حکم اور جعفی دونوں سعد کے بیٹے تھے، جراح نے جہم سے کہا کہ تم نے اپنے امام کی مخالفت کی ہے، اور سرکش ہو گئے ہو اب یہی چارہ کار تمہارے لئے باقی ہے کہ تم جہاد کے لئے جاؤ شاید تم فتح حاصل کرو اور اس طرح پھر تمہاری بات خلیفۃ المسلمین کے پاس بن جائے۔

چنانچہ جراح نے جہم کو ختل پر جہاد کے لئے بھیجا۔ جہم روانہ ہوا۔ جب اُس کے قریب پہنچا تو اپنی فوج کو چھوڑ کر تین آدمیوں کو ساتھ لے بادشاہ ختل کے پاس چلا گیا، اور کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں تخلیہ ہوا جہم نے اپنی خاندانی شرافت وعزت کا اظہار کیا۔ بادشاہ اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور جو اُس نے کہا اُسے منظور کر لیا۔

لوگ بیان کرتے ہیں کہ ختل نعمان کے آزاد غلاموں سے تھے۔

جہم کو بہت سا مال غنیمت ملا۔ جراح نے اس کے متعلق حضرت عمر بن عبدالعزیز کو لکھا اور ایک وفد اُن کی خدمت میں روانہ کیا جس میں دو آدمی تو عرب تھے اور ایک آزاد غلاموں میں سے تھا جس کا تعلق بنی صفیہ سے تھا۔ ابوالصید الکنیت کرتا تھا صالح بن طریق اُس کا نام تھا اور اپنے مذہب کے عالموں میں سے تھا۔

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ آزاد غلام خالد کے بھائی سعید تھے یا یزید النحوی تھے، غرض کہ یہ وفد دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ پہلے دونوں عربوں نے گفتگو کی اور تیسرا شخص جب بیٹھا رہا اس پر امیر المومنین نے پوچھا کہ کیا تم اس وفد کے رکن نہیں ہو؟ اُس نے کہا کہ جی ہاں میں بھی ہوں۔ تو امیر المومنین فرمانے لگے کہ پھر تم کیوں خاموش ہو، اُس نے کہا کہ جناب والا خیال کرنے کی بات ہے کہ بیس ہزار موالی بغیر تنخواہ اور روزینہ کے جہاد کر رہے ہیں اور اسی قدر ذمی مسلمان ہو چکے ہیں مگر پھر بھی اُسی سابقہ مقدار کے موافق مالگزاری لیجا رہی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہمارے صوبہ دار صاحب سخت متعصب اور ظالم ہیں۔ ہمارے ہی ملک میں برسر منبر فرماتے ہیں کہ جب میں آیا تھا تب بہت ہی رحم دل تھا مگر اب میں سخت گیر ہوں۔ اور بخدا میری قوم کا ایک فرد تمہارے سو آدمیوں سے زیادہ میرے

نزدیک وقیع ہے، اُس کے ظلم و تکبر کا یہ حال ہے کہ اُس کے کرتے کی آستین ہمیشہ بازو تک چڑھی رہتی ہے یہ بھی ظلم میں حجاج سے کم نہیں بلکہ اُس کا جانشین ہے،

امیر المومنین یہ سن کر فرمانے لگے کہ واقعی تم جیسے آدمی کو ضرور وفد میں آنا چاہیے تھا، اور جرّاح کو حکم دیا کہ دیکھو جو شخص تمھارے سامنے تمھارے قبلہ کی طرف نماز پڑھے اُس سے جزیہ نہ لو۔ اس حکم کے پہنچتے ہی دھڑا دھڑ لوگ مسلمان ہونے لگے،

یہ حالت دیکھکر جرّاح سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ اسلام کی خوبیوں کی وجہ سے مسلمان نہیں ہو رہے ہیں بلکہ جزیہ سے بچنے کے لئے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ذرا ختنہ کرنے کا حکم دے کر ان کا امتحان تو کیجئے۔

جرّاح نے اس معاملہ کو بارگاہ خلافت میں منظوری کے لئے بھیجا۔ امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ اللہ نے رسول اللہ کو داعی بنا کر مبعوث کیا تھا۔ ختنہ کرنے والا مقرر نہیں کیا تھا،

امیر المومنین نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ کوئی ایسا صادق القول شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کی اصلی حالت دریافت کروں، لوگوں نے عرض کیا کہ ابی مجلز سے بڑھکر اور کون ہو سکتا ہے، امیر المومنین نے جرّاح کو لکھا کہ تم یہاں آؤ اور ابو مجلز کو بھی ساتھ لاؤ،

جراح نے عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کو خراسان کا سپہ سالار مقرر کیا، عبیداللہ یا عبیداللہ بن حبیب کو مالگزاری کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور اب روانہ ہونے کے لئے خود تیار ہوا۔ روانگی سے پیشتر تقریر کی اور کہا کہ اے اہل خراسان میں اپنے انھیں کپڑوں میں جو میرے بدن پر ہیں اور اپنے گھوڑے پر یہاں آیا تھا میں نے تمھارے روپیہ سے صرف اپنی تلوار کے قبضہ کو مرصع کیا ہے،

اور واقعی جرّاح کے پاس سوائے ایک گھوڑے اور ایک مادہ خچر کے جو دونوں بوڑھے ہو گئے تھے اور کوئی سواری نہ تھی۔

غرضکہ جرّاح عبدالرحمٰن بن نعیم کو خراسان پر اپنا جانشین مقرر کر کے ماہ رمضان المبارک میں خراسان سے روانہ ہوا۔ جب امیر المومنین کی خدمت میں

حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم خراسان سے کب روانہ ہوئے تھے۔ جراح نے کہا کہ رمضان میں۔ یہ جواب سن کر امیرالمومنین فرمانے لگے تو اس سے ثابت ہوا کہ تمہارے ظلم و جور کی روایت بالکل درست ہے تم سے یہ نہو سکا کہ رمضان میں وہیں قیام کرتے اور ماہ صیام کے گذر جانے کے بعد آتے۔

خود جرّاح کہا کرتا تھا کہ میں ضرور بڑا سخت خود رائے اور سخت سزا دینے والا شخص ہوں۔

خراسان پہنچکر جرّاح نے امیرالمومنین کو لکھا تھا کہ میں نے خراسان آکر ایسے لوگ دیکھے جو بغاوت و فساد کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں اُن میں جتھا بندی ہے اور ہر وقت کوئی نہ کوئی شاخسانہ ایسا نکالتے ہیں جس سے پھر ایک عام ہڑبونگ اور غیر آئینی حالت پیدا ہو جائے تاکہ وہ خراج وغیرہ نہ دیسکیں تلوار اور کوڑا یہی دونوں چیزیں اُنھیں درست رکھ سکتی ہیں مگر میں نے اس امر کو بُرا سمجھا کہ بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ کار پر عمل پیرا ہوں۔

امیرالمومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ باشندگان خراسان سے زیادہ خود تم فتنہ و فساد کے دلدادہ ہو یاد رکھو کہ کسی مومن یا ذمی شخص کے بلاوجہ ایک کوڑا نہ لگانا اور خون کے قصاص سے ڈرتے رہو کیونکہ تمھیں ایسی ہستی کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا جو تمام ظاہر و باطن باتوں کو جانتا ہے اور تم خود وہ اپنا نامۂ اعمال پڑھو گے جس میں بڑی اور چھوٹی تمام باتیں درج ہونگی۔

جب جراح نے خراسان سے روانگی کا ارادہ کیا تو بیس ہزار درہم ایک یا دوسرے بیان کے مطابق دس ہزار درہم خزانۂ عامرہ سے اخراجات سفر کے لئے بطور قرض لے لئے اور کہا کہ میں اسے امیرالمومنین کو ادا کر دونگا۔ چنانچہ جب جرّاح دربار خلافت میں حاضر ہوا تو امیرالمومنین نے اُس سے دریافت کیا کہ خراسان سے تم کب چلے تھے، جرّاح نے کہا کہ ماہ رمضان کے آخر میں روانہ ہوا تھا، اور مجھ پر کچھ سرکاری مطالبہ بھی واجب الادا ہے وہ آپ وصول کر لیجئے، امیرالمومنین نے فرمایا کہ۔ کیا اچھا ہوتا کہ تم ماہ صیام کے ختم ہونے کے بعد وہاں سے روانہ ہوتے تو میں اس قرضہ کو بھی معاف کر دیتا۔

بعد میں اس رقم کو اُس کی قوم والوں نے اپنی تنخواہوں میں سے وضع کرکے ادا کردیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عبدالرحمٰن بن نعیم اور عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کو خراسان کے والی مقرر کرنے کے اسباب کا بیان

جب جراح کی دربار خلافت میں شکایت پیش ہوی تو امیرالمومنیں نے اُنھیں اپنے پاس بلالیا اور معزول کردیا۔ اب انھیں ان کے جانشین کی ضرورت ہوی تو آپ نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ ایک ایسا راست باز شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کے متعلق دریافت کروں۔ لوگوں نے کہا کہ ابو مجلز لاحق بن حمید ایسے شخص ہیں۔ امیرالمومنین نے انھیں اپنے پاس بلایا۔ یہ ایسے شخص تھے کہ سرسری طور پر دیکھنے سے پہچانے نہیں جاتے تھے، کمرو تھے؛

ابو مجلز بہت سے لوگوں کے ساتھ امیرالمومنین کے پاس آئے، مگر آپ نے اُنھیں شناخت نہیں کیا، اور وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ دربار سے اُٹھکر چلے گئے، جب امیرالمومنین نے اُنھیں پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ وہ آئے تھے اور پھر چلے گئے، امیرالمومنین نے اُنھیں پھر بلوایا اور فرمانے لگے کہ میں نے تمھیں نہیں پہچانا۔ ابو مجلز کہنے لگے کہ اگر جناب والا نے مجھے پہچانا نہ تھا تو اب انکار تعارف کے کیا معنی؟ امیرالمومنین نے پوچھا اچھا کہئے عبدالرحمن بن عبداللہ کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے؟ ابو مجلز نے کہا کہ وہ ایسے سردار ہیں جو اپنے ہمسروں کے مقابلہ کے لائق ہیں۔ دشمنوں سے لڑتے ہیں مگر اُسی کے ساتھ خود رائے ہیں اور اگر کوئی اُن کی مساعدت کرے تو اور بھی بہت کچھ کرنے کے لئے یہ تیار ہوجائیں؛

امیرالمومنین نے پوچھا کہ عبدالرحمن بن نعیم کیسے ہیں۔ ابو مجلز نے کہا کہ وہ

کمزور نرم دل آدمی ہیں۔ عیش آرام کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر شخص اُن کے احکام کی بلا چون وچرا تعمیل کر دے؛

امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے ایسا آدمی زیادہ پسند ہے، چنانچہ آپ نے اُنھیں خراسان کا فوجی گورنر اور امام مقرر کر دیا اور عبد الرحمان القشیری (از بنی اعور) کو مالگذاری کا افسر اعلیٰ بنا دیا۔ اور باشندگان خراسان کے نام خط لکھا کہ میں نے عبد الرحمن کو تمھارا فوجی گورنر مقرر کیا ہے اور عبد الرحمن بن عبد اللہ کو مالگذاری کا افسر اعلیٰ مقرر کیا ہے نہ میں نے خود ان کا انتخاب کیا اور نہ میں ان سے ذاتی طور پر واقف تھا البتہ اور لوگوں نے مجھے ان کے حالات سے مطلع کیا۔ پس اگر یہ دونوں آپ لوگوں کے حسب مرضی کام کریں تو آپ خدا کا شکر بجا لائیں۔ اور اگر یہ ایسے ثابت نہوں تو آپ خدا سے طالب امداد ہوں کیونکہ، تمام طاقت اور قدرت صرف اُسی کو حاصل ہے؛

امیر المومنین نے عبد الرحمن کو لکھا کہ تم خلق اللہ کے خیر خواہ رہنا اور اللہ کے راستہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متاثر نہونا کیونکہ انسانوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے اور اُس کا حق بھی زیادہ ہے کہ اُس سے ڈرا جائے۔ ہمیشہ مسلمانوں کو نیک کام کی ہدایت کرتے رہنا۔ اور نیز شفقت کرنا۔ جو امانت تمھارے سپرد کیجائے اُسے پورا کرنا۔ اور یہ سمجھ لو کہ کوئی بات ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ رہ سکے اور اُس سے بچکر تم کہیں جا بھی نہیں سکتے کیونکہ آخر کار اُسی کے پاس جانا ہے؛

امیر المومنین نے عبد الرحمن کی خراسان و سجستان کی سپہ سالاری کا فرمان عبد اللہ بن مخز القریشی کے ہاتھ بھیجا تھا، عبد الرحمن امیر المومنین کی وفات کے بعد یزید بن المہلب کے قتل تک خراسان کے گورنر رہے، اور ان کے بعد مسلمہ نے سعید بن عبد العزیز بن الحارث بن الحکم کو خراسان بھیجا؛ اس طرح ڈیڑھ سال سے زیادہ عبد الرحمن خراسان کے گورنر رہے، رمضان ۱۰۰ سنہ ہجری میں مقرر ہوئے اور یزید بن المہلب کے قتل کے بعد ۱۰۲ سنہ ہجری میں برطرف ہوئے؛

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ عبد الرحمن سولہ ماہ خراسان کے گورنر رہے؛

خاندان بنی عباس کو برسراقتدار لانے کی پہلی تحریک

اسی سنہ ہجری میں محمدؐ بن علی بن عبداللہ بن عباس نے خارجیوں کے علاقہ سے میسرہ کو عراق بھیجا۔ محمد بن خنیش، ابو عکرمۃ الرّاح (جس کا نام ابو محمدؐ الصادق تھا) اور اور ہیان العطار ابراہیم بن سلمۃ کے ماموں کو خراسان روانہ کیا، اُس وقت جراح بن عبداللہ الحکمی عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے خراسان کا صوبہ دار تھا؛

محمدؐ بن علی نے ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ تم وہاں جاکر میرے اور میرے خاندان کی حمایت اور اعانت پر لوگوں کو برانگیختہ کرو چنانچہ یہ اکثر لوگوں سے ملکر اور اُن لوگوں کے خطوط لیکر جنھوں نے اپنی اعانت کا وعدہ کیا تھا محمدؐ بن علی کے پاس واپس چلے آئے؛

ابو محمدؐ الصادق نے محمدؐ بن علی کے لئے مندرجۂ ذیل بارہ بڑے مقتدر اور بارسوخ شرفا کی حمایت حاصل کرلی۔ اُن کے نام یہ ہیں سلیمان بن کثیر الخزاعی، لاہز بن قریظ التیمی، قحطبہ بن شبیب الطائی، موسیٰ بن کعب التیمی، خالد بن ابراہیم، ابو داؤد متعلقہ قبیلۂ بنی عمرو بن شیبان بن ذھل۔ قاسم بن مجاشع التیمی، عمران بن اسماعیل، ابوالنجم خاندان ابو معیط کے آزاد غلام، مالک بن الہیثم الخزاعی، طلحہ بن رزیق الخزاعی۔ عمرو بن اعین ابوحمزہ خزاعۃ کے آزاد غلام شبل بن طہمان ابو علی الھروی بنی حنیفہ کے آزاد غلام اور عیسیٰ بن اعین خزاعہ کے آزاد غلام؛

اسی طرح ستّر اور آدمی منتخب کئے گئے جنھیں محمدؐ بن علی نے خطوط لکھکر دئے تاکہ وہ اُن کے لئے سند کا کام دیں اور جو ہدایات اُن میں مرقوم تھیں اُس پر عمل کریں؛

ابو بکر بن محمدؐ بن عمرو بن حزم نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال وہی تمام لوگ مختلف صوبجات کے ناظم وصوبہ دار تھے جو سنہ ماقبل میں تھے اور جن کا تذکرہ ہم پہلے کرچکے ہیں البتہ اس سنہ کے آخر میں خراسان پر عبدالرحمٰن بن نعیم فوجی گورنر اور بیتیں امام تھے اور عبدالرحمن بن عبداللہ مالگذاری کے افسر اعلیٰ تھے۔

۱۰۱ سنہ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سنہ میں یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قید سے نکل بھاگا،

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ نے یزید کو دھلک لیجانے کا حکم دیا اور پھر آپ سے کہا گیا کہ ممکن ہے کہ اُس کے خاندان والے اُسے چھڑا لیجانے کی کوشش کریں تو امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس کر دیا۔ یزید امیر المومنین کے علیل ہونے تک چپ چاپ جیل خانہ میں پڑا رہا۔ مگر جب اُسے امیر المومنین کی علالت کا علم ہوا تو اب اُس نے بھاگ نکلنے کی فکر کی اس کی اصلی وجہ یہ تھی کہ چونکہ یزید بن المہلب نے خاندان ابی عقیل کو اپنے زمانۂ اقتدار و عروج میں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی تھیں اور یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی بیوی کے رشتہ دار تھے کیونکہ محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کی بیٹی ام الحجاج یزید بن عبدالملک کی بیوی تھیں اس لئے یزید بن عبدالملک نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں نے کبھی یزید بن المہلب پر قابو پایا تو اُسے قتل ہی کر ڈالوں گا، اس وجہ سے یزید بن المہلب یزید بن عبدالملک سے خوفزدہ تھا اسی خوف کے مارے یزید بن المہلب نے اپنے موالیوں سے کہلا بھیجا کہ میرے بھاگنے کے لئے سواریوں کا انتظام کردیں چنانچہ انھوں نے اونٹ تیار رکھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز دیر سمعان میں بیمار پڑے، جب اُن کے مرض میں شدت ہوئی تو یزید بن المہلب نے اونٹ منگوائے، اور جب اُسے معلوم ہوا کہ اُن کے آنے میں دیر ہے تو جیل خانہ سے نکل کر اُس جگہ آیا جہاں کہ اُس کے موالیوں نے اُس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا، مگر اُس جگہ آکر دیکھا کہ اب تک کوئی نہیں آیا ہے اس پر اُس کے اور ساتھی پریشان ہوئے اور گھبرا گئے یزید بن المہلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں پھر جیل خانہ واپس چلا جاؤں تو یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا میں اب قیامت تک واپس نہ جاؤں گا۔

اسی اثنا میں اونٹ آ گئے یزید سوار ہو کر روانہ ہوا۔ اُس کے ہمراہ محمل کے دوسرے حصہ میں اُس کی بیوی عاتکہ فرات بن معاویۃ العامریۃ متعلقہ قبیلۂ بنی بکاّ کی بیٹی بھی تھی۔

شہر سے دور گذر جانے کے بعد یزید نے امیر المومنین کو لکھا کہ اگر میں جانتا کہ آپ ابھی اور زندہ رہیں گے تو ہرگز جیل خانہ سے نہ بھاگتا۔ مگر کیا کروں کہ مجھے یزید بن عبدالملک سے خوف لگا ہوا تھا، اس پر آپ نے فرمایا کہ اے خداوندا اگر اس حرکت سے یزید کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کرے تو اُس کے خیالات کو

اُسی پر پلیٹ دے اور مسلمانوں کو اُن سے محفوظ رکھ ؛

چلتے چلتے یزید مقام حفت الزقاق پہنچا۔ ہذیل بن زفر یہاں مقیم تھا اور بنی قیس کے لوگ بھی یہاں تھے، جب یزید کا قافلہ ان کے پاس سے گذرا تو ان لوگوں نے اُس کا تعاقب کیا اور اُس کا کچھ سامان اور کچھ شاگرد پیشہ غلام لوٹ لے گئے، مگر پھر ہذیل نے ان لوگوں کو اپنے سامنے پکڑ بلوایا اور سفر سامان وغیرہ واپس کر دیا اور پوچھا کہ بتاؤ تم یزید بن المہلب یا اُس کے خاندان والوں میں سے کیوں کسی شخص کے پیچھے پڑتے ہو یا تمھیں اُن سے کوئی قصاص لینا ہے، ؟ بنی قیس بولے کہ جی نہیں ہمیں کوئی قصاص تو نہیں لینا ؟ اس پر ہذیل نے کہا تو بس اب پھر کیا چاہتے ہو وہ بیچارا جیل خانہ میں پڑا ہوا تھا جب اُسے اپنی جان کا خوف ہوا تو بھاگ نکلا اس میں کیا قباحت ہے ؟

واقدی کا یہ بیان ہے کہ یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد اُن کی قید سے بھاگ کر گیا۔

اسی سنہ ۱۰۱ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے انتقال کیا؛

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ رجب سنہ ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا۔

اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ آپ نے بروز جمعہ ابھی ماہ رجب ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ مقام دیر سمعان میں اُنتالیس سال کچھ ماہ کی عمر اور دو سال پانچ ماہ خلافت کرنے کے بعد انتقال کیا۔

ہیثم بن واقد کہتے ہیں کہ میں سنہ ۹۷ ہجری میں پیدا ہوا تھا اور سنہ ۹۹ ہجری کے ماہ صفر کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ مقام وابق میں عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر متمکن ہوئے چنانچہ خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے جو روپیہ تقسیم کیا اُس میں سے تین دینار میرے حصہ میں بھی آئے، اور مقام خناصرہ میں بروز چہارشنبہ ابھی ماہ رجب سنہ ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا، بیس روز علیل رہے، دو سال پانچ ماہ اور چار روز خلافت کی، اونتالیس سال چند ماہ کی عمر ہوئی اور دیر سمعان میں دفن کیے گئے؛

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس روز آپ نے انتقال کیا ہے

اُس روز آپ کی عمر اونتالیس سال اور پانچ ماہ تھی۔ بعضوں نے چالیس سال کی عمر بتائی ہے، ہشام کی روایت کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال ایک ماہ ہوئی۔ ابو حفص کنیت تھی، اُم عاصم حضرت عمر کی پوتی اور عاصم بن عمر کی بیٹی ان کی ماں تھیں، انھیں بنی اُمیہ کا اشجع کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے باپ کے کسی جانور نے ان کی پیشانی پر لات رسید کر دی تھی جس سے[1] زخم ہوگیا تھا۔

نافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ ابن عمر کو اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ حضرت عمر کی اولاد میں وہ کون شخص ہے جس کی پیشانی پر ایک علامت ہوگی، اور جور و ئے زمین کو عدل و انصاف سے پر کردے گا۔

دمشق میں ایک جانور نے آپ کے لات ماری لوگ اُنھیں اُن کی ماں کے پاس لائے۔ ماں کی ممتا بری ہوتی ہے اُنھوں نے فوراً اپنے سینہ سے لگا لیا اور آپ کے چہرہ سے خون پوچھنے لگیں اتنے میں اُن کے باپ بھی وہاں آگئے، اب اُن کی ماں نے اپنے خاوند کو بکنا جھکنا شروع کیا اور کہا کہ تم نے میرے بچہ کو ہلاک کر ڈالا۔ اور کسی خدمتگار یا محافظ کو اُس کے ساتھ نہیں کیا جو اُس کی نگرانی رکھتا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے باپ کہنے لگے اے اُم عاصم چپ بیٹھو۔ تمھیں مبارک ہو کہ تمھارا لڑکا تمام خاندان بنی امیہ میں اشجع ہے!

حضرت عمر بن عبد العزیز کے بعض عادات و خصائل

آپ نے خلیفہ ہوتے ہی حسب ذیل خط یزید بن المہلب کو لکھا،

حمد و ثنا کے بعد سلیمان بھی اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے نیز اللہ نے اپنا انعام فرمایا پھر اُسے واپس لے لیا انھوں نے مجھے اور میرے بعد یزید بن عبد الملک کو (اگر وہ اُس وقت تک زندہ رہیں) اپنا جانشین چھوڑا، جس اہم خدمت کا بوجھ اللہ نے میرے کندھوں پر ڈال دیا ہے اُس کا اُٹھانا کچھ آسان کام نہیں ہے، اس منصب پر فائز ہونے سے میرا مقصد زر و زن کا شوق نہیں ہے اگر یہ ہوتا تو جو اس سے پہلے مجھے میسر تھا وہی اس قدر ہے کہ

[1] اشجع۔ اُس شخص کو کہتے ہیں جس کی پیشانی پر کسی زخم کی علامت ہو۔

روئے زمین پر اور کسی کو نہیں پاس ہر وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ جو کام میرے سپرد ہے اُس کا مجھ سے سخت حساب لیا جائے گا' اور بازپرس کیجائے گی' جو باتیں اللہ معاف کردے تو معاف کردے' یہاں کے تمام مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے اب تم بھی بیعت کرو۔

جب یہ خط یزید کو ملا اُس نے اسے ابو عینیہ کو دیا۔ ابو عینیہ نے اُسے پڑھکر کہاکہ میں اس وقت سے اُس کے حامیوں میں نہیں ہوں۔ یزید نے اس کی وجہ دریافت کی' ابو عینیہ کہنے لگاکہ یہ تحریر اُس کے خاندان کے پیشرو کی سی نہیں ہے' یہ شخص اُن کے طرز عمل پر کاربند نہیں ہونا چاہتا!

خیر پھر یزید نے تمام باشندوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے آکر بیعت کی۔

بعدازاں امیرالمؤمنین نے یزید کو لکھاکہ خراسان پر کسی شخص کو اپنا جانشین مقرر کرکے تم خود میرے پاس آؤ' یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود دربار خلافت میں حاضری کے لئے روانہ ہوا۔

امیرالمؤمنین نے عبدالرحمن بن نعیم کو لکھاکہ عمل و علم دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں' تمھیں چاہیئے کہ تم اللہ کو جانو اور اُسی کے لئے عمل کرو' کیونکہ اور بہت سی قومیں ایسی گذری ہیں کہ جو علم کی حامل تھیں۔ مگر اُن میں عمل نہ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کا علم اُن کے لئے اور وبال جان ہوگیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عبدالرحمن کو لکھا تھاکہ تم اُس شخص کے جیسے اعمال کرو جو یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفسدین کی کارروائیوں کو کبھی بار آور نہیں ہونے دیتا۔

آپ نے سلیمان بن ابی السری کو لکھاکہ تم اپنے ماتحت علاقہ کے تمام شہروں میں مسافروں کے لئے سرائیں بناؤ جو مسلمان تمہارے علاقے سے گذریں ایک دن اور ایک رات اُونکی مہمان داری کرو' اُونکی سواری کے جانوروں کو دیکھ بھال لو' اگر کوئی بیمار ہو تو دو دن اور دو راتیں اُسے مہمان رکھو اور اگر اُس کی سواری کا جانور ہلاک ہوجائے اور اُس کے پاس روپیہ نہ ہو کہ وہ دوسرا خرید سکے تو تم اپنے پاس سے اُسے اس قدر دے دو کہ جس سے وہ اپنے شہر کو پہنچ جائے۔

جب آپ کا خط سلیمان کے پاس پہنچا تو اہل سمرقند نے اُن سے کہا کہ قتیبہ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا تھا، اور ہم پر ظلم کیا تھا اور دھوکہ سے ہمارے شہروں پر قبضہ کیا تھا، اب اللہ تعالیٰ نے عدل و انصاف کو ظاہر کر دیا ہے۔ آپ اجازت دیجئے کہ ہمارا ایک وفد امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی شکایتیں پیش کرے اگر ہمارا حق ہوگا تو ہمیں مل ہی جائیگا کیونکہ ہمیں اُس کی سخت ضرورت ہے۔

سلیمان نے اُن کی درخواست منظور کرلی۔ اہل سمرقند کا ایک وفد امیر المومنین کی کی خدمت میں باریاب ہوا امیر المومنین نے سلیمان کو لکھا کہ اہل سمرقند نے مجھ سے اُن مظالم کی شکایت کی ہے جو قتیبہ نے اُن پر ڈھائے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے علاقہ سے بھی انھیں نکال دیا تھا، جب تمھیں میرا یہ خط ملے تم فوراً اُن کے فیصلہ کے لئے ایک قاضی مقرر کردو، تاکہ وہ اُن کی شکایتیں سنیں، اگر وہ حق پر ہوں تو تم انھیں اُن کے فوجی قیامگاہ میں چلے جانے کی اجازت دے دینا تاکہ وہی حالت پیدا ہو جائے جو اُن کے اور مسلمانوں کے درمیان قتیبہ کے اُن پر فتح پانے سے پہلے تھی۔

سلیمان نے جمیع بن حاضر القاضی الناجی کو اس معاملہ کے لئے قاضی مقرر کیا۔ جمیع نے یہ فیصلہ کیا کہ عرب سمرقند سے نکل کر اپنے فوجی پڑاؤ میں چلے جائیں اور پھر برابر کا مقابلہ ہو خواہ اُس میں تجدید صلح ہو یا بزور شمشیر فتح حاصل کیجائے۔

مگر اس فیصلہ پر اہل سغد نے کہا کہ ہم اپنی موجودہ حالت سے خوش ہیں دوبارہ آتش جنگ و جدال مشتعل نہیں کرنا چاہتے چنانچہ فریقین نے اسی بات کو تسلیم کرلیا اُن میں سے جو اہل الرائے تھے اُنھوں نے کہا، کہ اب ہم عربوں کے ساتھ رہنے بسنے لگے ہیں ایک دوسرے سے تعلقات پیدا ہو گئے ہیں، انھوں نے ہمیں اماں دی ہے اور ہم نے اُنھیں اماں دیدی ہے اگر ہمارے موافق فیصلہ کیا گیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر لڑائی ہوگی اور ہمیں معلوم نہیں کہ فتح ہوگی مگر بہر حال اگر ہمیں فتح نہ ہوئی تو اس طرح ایک نئی عداوت ہم اور عربوں سے مول لینگے اور یہ بات دانشمندی کے خلاف ہے، چنانچہ ان لوگوں نے اسی حالت کو برقرار رکھا اور پھر کسی قسم کا جھگڑا نہیں کیا۔

امیر المومنین نے عبدالرحمن بن نعیم کو لکھا کہ علاقہ ماوراء النہر میں جس قدر مسلمان ہیں اُنھیں مع اُن کے اہل و عیال کے واپس لے آؤ مگر اُن مسلمانوں نے واپس آنے سے انکار کر دیا

اور کہا کہ مرو ہماری ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ عبدالرحمٰن نے بارگاہ خلافت میں اطلاع دیدی، اُسکے جواب میں امیر المومنین نے عبدالرحمٰن کو لکھا، اے اللہ جو مجھپر فرض تھا وہ میں بجالایا مگر پھر بھی عبدالرحمٰن تم اب مسلمانوں کو لیکر جہاد کے لیے اور نہ آگے نہ جانا کیونکہ جس قدر علاقہ اللہ نے اُنھیں دیا ہے، یہی اُن کے لیے کافی ہے، امیر المومنین نے عقبہ بن زرعة الطائی کو جنھیں آپ نے قشیری کے بعد خراسان کے محکمہ مالگزاری کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا تھا لکھا کہ حکومت کے یہ چار رکن ہیں جنکے بغیر سلطنت کی عمارت ٹھہر نہیں سکتی، صوبہ دار۔ قاضی۔ افسر خزانہ۔ اور چوتھا میں خود، اور یہ بھی سمجھ لو کہ خلافت اسلامیہ کے تمام سرحدی صوبجات میں میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم خراسان کا صوبہ ہے آپ خراج کو پوری طرح وصول کیجیے اور بغیر کسی شخص کے حق کے غصب کرنے کے اوسے حفاظت سے جمع رکھیے اگر وہاں کا خراج فوجی و ملکی اخراجات کے لیے کافی ہو تو فبہا ورنہ مجھے لکھیے تاکہ میں یہاں سے مزید روپیہ ارسال کر دوں اور اس سے مسلمان فوج کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیجیے۔

جب عقبہ خراسان آئے تو معلوم ہوا کہ آمدنی خرچ سے زیادہ ہے، بارگاہ خلافت میں اسکی اطلاع دی، وہاں سے جواب ملا کہ جسقدر روپیہ زیادہ ہے وہ بھی حاجت مندوں پر تقسیم کر دیا جایا کرے۔ امیر المومنین نے حسب ذیل خط عبدالحمید عامل کوفہ کو لکھا۔

یہ خط عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عبدالحمید کو لکھا جاتا ہے،
السلام علیکم، حمد و ثنا کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل کوفہ پر گزشتہ سخت گیر اور ظالم حاکموں نے ضرورت سے زیادہ سختیاں اور ظلم کیے ہیں حالانکہ مذہب کی بنیاد عدل و نرمی پر ہے، سب سے زیادہ تم خود اپنے نفس کی روک تھام رکھنا کیونکہ یہ کچھ چھوٹا موٹا گناہ نہیں ہے، غیر مزروعہ زمین پر وہ لگان مت لگانا جو آباد زمین پر لگایا جاتا ہے۔ اور نہ آباد زمین کی تشخیص لگان غیر مزروعہ زمین کے لگان کی شرح سے کرنا۔ جو غیر مزروعہ زمین ہو اُسے دیکھکر اُسکی حیثیت کے مطابق لگان لگانا۔ اور پھر اُسکی آبادی اور اصلاح کی کوشش کرنا۔ زیر کاشت

رقبہ زمین سے صرف زرِ لگان ہی وصول کرنا اور وہ بھی نرمی اور دلجوئی سے اور اس طرح کہ کاشتکار خوش رہیں، اور خراج میں ہمیشہ پیداوار کا ساتواں حصہ وصول کرنا جسکے لیے کوئی خاص ضابطہ نہیں ہے لگان تشخیص اور وصول کرنے والوں کی تنخواہیں رعایا سے وصول نہ کرنا۔ اور نہ نوروز اور مہرجان کا نذرانہ لینا نہ خطوط اور رٹیپہ رسائی کی اجرت لینا، نہ مکانات کا کرایہ، اور نکاح پڑھانے کے معاوضہ کے درہم وصول کرنا۔ اسی طرح جو شخص مسلمان ہو جائے اُس سے خراج نہ لیا جائے، ان تمام امور میں تم میری اِن ہدایات پر عمل کرو، کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نگرانی کا میرے متعلق کیا ہے اس میں سے اِن اِن امور کا میں تمھیں منصرم مقرر کرتا ہوں میرے مشورہ اور حکم کے بغیر کسی شخص کو نہ قتل کرنا اور نہ سولی پر چڑھانا۔ رعایا میں سے جو شخص حج کرنے جائے اُسے اخراجات حج کے لیے سَو درہم پیشگی دیدینا والسلام،

حضرت عمر بن عبد العزیز نے منصبداروں کی اولاد کے مناصب مقرر کرنے میں یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ قرعہ ڈالا جاتا تھا جسکے نام قرعہ نکل آتا تھا اُس کو سَو درہم منصب مقرر ہوتا تھا اور جسکے نام قرعہ نہیں نکلتا تھا اسکے چالیس درہم ہوتے تھے، بصرہ کے تمام فقرائے کے تین تین درہم مقرر کر دئے تھے البتہ جو لوگ اپاہج اور معذور تھے اُن کے پچاس پچاس مقرر کیے، دودھ چھوٹنے کے وقت سے منصب ایصال ہوتا تھا، خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے اہل شام کے نام یہ فرمان شایع کیا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ، حمد و ثنا کے بعد آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے جو شخص موت کو اکثر یاد کرتا ہے وہ باتیں کم کرتا ہے، اور جو شخص اسبات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ موت ایک دن ضرور آکر رہیگی وہ تھوڑے پر بھی راضی ہو جاتا ہے، والسلام، ایک مرتبہ ابو مجلز نے آپ سے کہا کہ آپ نے ہمیں ریگستان کے کنارے رکھا ہے اِس لیے آپ ہمارے لیے نقد و جنس منگوائیے امیر المومنین نے فرمایا کہ ابو مجلز تم نے تو معاملہ کو اُلٹ دیا۔ ابو مجلز کہنے لگے، کہ امیر المومنین یہ خراج ہمارے لیے ہے یا آپ کے لیے، امیر المومنین نے فرمایا کہ اگر آپ لوگوں کے مقررہ وظائف و مناصب سے خراج کم وصول ہو تب بھی تو اُسکا فایدہ،

آپ ہی لوگوں کو ہوگا، ابو مجلز کہنے لگے کہ پھر اسکے معنے تو یہ ہوئے کہ نہ ہم خراج ادا کریں اور نہ آپ ہماری تنخواہیں دیں، حالانکہ آپ نے بعض لوگوں کی تنخواہیں اور دوسروں سے زیادہ مقرر کی ہیں۔ اسپر امیر المومنین نے فرمایا کہ انشاء اللہ اب میں زر خراج وصول کر کے آپ لوگوں کو دیا کروں گا مگر جسدن یہ گفتگو ہوئی اُسی رات آپ بیمار پڑے اور اُسی مرض سے جاں بحق تسلیم ہوئے۔

عبدالرحمن بن نعیم سولہ ماہ خراسان کا والی رہا۔ نیز اسی سال عمارۃ بن اکیمۃ اللیثی نے جنکی کنیت ابو ولید تھی اُناسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

عُمر وام خناصرہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز نے حسب ذیل خطبہ لوگوں کے سامنے دیا۔

آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ فضول پیدا نہیں کیئے گئے اور نہ یوں ہی چھوڑ دیئے جائینگے، آپ کے لیئے ایک جا بازگشت ہے جہاں اللہ تعالیٰ آپ کا فیصلہ کرنے کے لیئے نزول اجلال فرمائیگا جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی اُس رحمت سے جو ہر شئے پر حاوی ہے خارج ہو گیا اور اُس جنت الفردوس سے جس کا عرض تمام آسمان اور زمین ہیں محروم کر دیا گیا وہ بلاشبہ گھاٹے اور نقصان میں رہا کل قیامت کے دن صرف اُسی شخص کو امان ملیگی جو اللہ سے ڈرا اور جس نے ختم ہونے والی دنیا کو ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی خاطر تھوڑی کو بہت سی کے لیئے اور اندیشہ کی چیز کو محفوظ شئے کے لیئے بیچ ڈالا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ اُن لوگوں کی اولاد میں جو ہلاک ہو گئے، اُسی طرح اور لوگ آکر آپ کے جانشین ہو جائینگے، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہیگا یہاں تک کہ پھر سب کے سب اُس ذات کی طرف عود کریں گے جو ہر شئے کا بہترین وارث ہے، روزانہ صبح و شام اللہ کی طرف آپ لوگ چلے جا رہے ہیں جو اپنی مقررہ میعاد زندگی پوری کر لیتا ہے اُسے آپ زمین کے شگاف میں دفن کر دیتے ہیں نہ اس کے سر کے نیچے تکیہ رکھتے ہیں اور اس کے لیئے فرش بچھاتے ہیں، وہ متوفی اپنے دوستوں اور تمام دوسری دنیاوی اشیا سے قطع تعلق کر کے، زمین میں بود و باش اختیار کر لیتا ہے اور اپنے اعمال کے حساب و کتاب کا سامنا کرتا ہے، بس صرف اُس کے اعمال اُس کے لیے زر رہن ہوتے ہیں، جو کام اُس نے اپنی زندگی میں کر لیے ہیں اُنکا وہ محتاج رہتا ہے اور جو مال و متاع پیچھے

چھوڑ جاتا ہے اُس سے بالکل بے پروا ہوتا ہے، اس لیے موت کے آنے سے پہلے آپ لوگ اللہ سے ڈرتے رہیے خدائے برتر کی قسم ہے کہ جب کہ یہ باتیں میں آپ سے کہہ رہا ہوں اُسکے ساتھ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ مجھسے زیادہ اور کوئی شخص گنہگار نہ ہوگا۔ اس لیے میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی کا خواستگار ہوں اور توبہ کرتا ہوں، جب کبھی آپ لوگوں کی کسی ضرورت کا مجھے علم ہوتا ہے میں اپنے مقدور بھر اُسکے رفع کرنے کی کوشش کرتا ہوں اسطرح اگر کوئی بات مجھے پیش آجائے تو مجھے آپ سے بھی یہی توقع ہے کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہمدردی کریں گے اور میرا ہاتھ بٹائینگے، تاکہ ہم اور آپ دونوں عیش آرام سے زندگی بسر کریں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرے اس بیان سے میرا مقصد اس کے سوا کچھ عیش و آرام کرنا مقصود ہوتا تو خود میرا ضمیر چونکہ مجرم ہوتا۔ اس لیے میری زبان اُن باتوں کو ادا کرتے ہوئے لڑکھڑاتی، مگر اب تو کلام ربانی موجود ہے جس میں سچا قانون منضبط ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف رہبری کرتا ہے اور اُسکی نافرمانی سے روکتا ہے۔"

اس تقریر کے بعد آپ نے اپنی چادر کا کونا اُٹھالیا خود رونے لگے، روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور دوسرے لوگوں کو بھی رُلا دیا۔ بعد ازاں منبر سے اُتر آئے، اور پھر آپ نے ایسا موثر خطبہ اپنی بقیہ زندگی میں کبھی نہیں دیا۔

امیر المومنین کا ایک لڑکا مر گیا تو آپ کے ایک عامل نے تعزیت کا خط لکھا، آپ نے اپنے میر منشی سے فرمایا کہ میری طرف سے جواب لکھدو، میر منشی قلم تراشنے لگا، امیر المومنین اُس سے کہنے لگے کہ قلم باریک بناؤ کیونکہ باریک قلم کے حروف کاغذ پر دیر تک رہتے ہیں اور خوب گٹھے ہوئے لکھے جاتے ہیں اور میری طرف سے یہ لکھو، "بسم اللہ الرحمن الرحیم، موت ایک ایسی شئے ہے کہ جسکے لیے ہم نے اپنے نفسوں کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے اس لیے جب وہ آتی ہے تو ہم اُسکا تذکرہ نہیں کیا کرتے والسلام"

ایکمرتبہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز فرمانے لگے کہ جس شخص نے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو کوئی ایسا نیک مشورہ دیا جو اُس کے دینی و دنیاوی معاملات

میں مفید ثابت ہو تو اُس نے اپنی اسلامی اخوت کے حق کو ادا کر دیا اللہ سے ڈرو یہ تمہارے ایمان کی بہتری کے لئے ایک مفید مشورہ ہے اس پر عمل پیرا ہو، اور ایک ایسی نصیحت ہے جو انجام میں تمھیں ساحل نجات پر پہنچانے والی ہے، ہر شخص کے لیے رزق کی ایک خاص مقدار مقدر ہو چکی ہے، جس کا جتنا مقسوم ہے، وہ ضرور اُسے ملکر رہے گا اس لیے طلب رزق میں کوئی بدنما بات یا کوشش نہ کرنا چاہئے۔ اور قناعت خود ایک بڑی دولت ہے، جسے یہ میسر ہوا وسے کسی اور شے کی ضرورت نہیں تمھیں دنیا سے ایک دن ضرور کوچ کرنا ہے، سامنے دوزخ ہے، جو شئے سامنے ہے مٹنے والی ہے اور جو فنا ہو گئی اُسکا تو گویا کبھی وجود ہی نہ تھا، اور ہم سب کے سب بہت ہی جلد مرنے والے ہیں، مرنے والے کی درگت تو خود دیکھ ہی چکے ہو، کہ حالتِ نزع کی تکلیف سے جب اُسے نجات ملجاتی ہے اور اُسکی رُوح جسد عنصری سے پرواز کر جاتی ہے تو اور لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اُس پر اپنی رحمت کرے مصیبت سے چھٹکارا ہوا پھر فوراً اوسے گھر سے لیجاتے ہیں اور خود بھی دولت پیچھے چھوڑ جاتا ہے اُسکی تقسیم شروع ہو جاتی ہے، اب نہ اُسکی صورت دکھائی دیتی ہے بلکہ کوئی ذکر تک بھی نہیں کرتا، اب اُسکا دروازہ ارباب غرض سے خالی نظر آتا ہے، گویا کبھی اُس نے اپنے خاص من چلے دوستوں سے دوستانہ تعلقات ہی قائم نہیں کیے تھے، اور کبھی وہ آبا دیونہیں رہا یسا ہی نہ تھا، اس لیے اب اُسی دن کے خطرات سے ڈرتے رہیے، جس روز کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بھی میزان عمل میں کچھ نہ کچھ وزن رکھتی ہے۔

امیر المومنین نے اپنے کسی صاحبزادہ کو حکم دیا تھا کہ میرے لیے قبر کی زمین بھی خرید کر لیجائے چنانچہ ایک راہب سے زمین خرید ی گئی ۔

امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بغیر اچھی طرح جانے بوجھے کوئی کام کرتا ہے اُس کام میں بھلائی سے برائی زیادہ ہوتی ہے اور جو شخص کہتا ہے اور پھر عمل سے اپنے کہے کی تائید نہیں کرتا اوسکے گناہ زیادہ ہوجاتے ہیں

دنیا میں خوشی کی مقدار بہت تھوڑی ہے، اور مومن کی جائے بازگشت صبر ہے، اور اگر اللہ تعالےٰ نے کسی شخص کو کوئی نعمت عطا فرمائی اور پھر اُسے واپس لے لیا مگر اسکے سوا وضعہ میرا سے صبر دیدیا تو یہ صبر اُس شے سے بہتر ہے جو اُس کا معاوضہ ہے پھر آپ نے یہ آیت پاک تلاوت فرمائی

انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب

(ترجمہ) صبر کرنے والوں کو اُنکے صبر کا معاوضہ بے حساب دیا جاتا ہے۔

امیر المومنین نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو لکھا کہ کسی ایسے گرجا۔ یا یہودیوں کی خانقاہ یا آتش خانہ کو منہدم نہ کرنا جسکے قایم رکھے جانے کا عہد نامہ صلح میں وعدہ کیا گیا ہو، مگر اُس کے ساتھ ہی نئے معابد نہ بنانے دینا اسی طرح بکریاں آگے سے کھینچکر مذبح کو نہ لیجائیں اور اُسکی بھی ممانعت کردو کہ کوئی شخص ذبح ہونے والے جانور کے سر پر چھری تیز نہ کرے، اور بغیر کسی عذر شرعی کے دو وقت کی نماز ایک وقت میں ادا نہ کرنا۔

امیر المومنین کی بیوی کا بیان ہے کہ جب مرض کی وجہ سے رات میں آپ کو بےچینی زیادہ ہوئی تو آپ رات بھر جاگتے رہے اور ہم لوگ بھی جاگتے رہے، صبح کے وقت میں نے آپ کے خادم مرثد سے کہا کہ تو امیر المومنین کے پاس رہنا اگر کوئی ضرورت ہو تو ہم قریب ہی ہیں ہمیں فوراً اطلاع کر دینا، یہ حکم دیکر ہم وہاں سے چلے آئے چونکہ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے اسلیے سو رہے، دن چڑھے جب میں بیدار ہوئی تو امیر المومنین کے پاس گئی۔ دیکھا کہ مرثد آپ کے پاس نہیں ہے بلکہ کمرہ سے باہر پڑا سو رہا ہے، میں نے اُسے اُٹھایا اور اُس سے پوچھا کہ کیوں باہر چلا آیا۔ مرثد نے کہا کہ خود امیر المومنین نے مجھسے کہا کہ تو باہر چلا جا کیونکہ بخدا میں ایسی شکل دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہے اور نہ جن، ہے، میں باہر چلا آیا اور میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے سُنا

تلک الدار الآخرۃ جعلنا للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین

(ترجمہ) یہ آخرت ہے، ہم نے اسے ان لوگوں کے لیئے بنایا ہے جو دنیا میں نہ نمود چاہتے ہیں اور نہ خرابی ڈالنا چاہتے ہیں اور، عاقبۃ اللہ سے ڈرنے والوں کے لیئے ہی ہے۔"

میں جب آپ کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ سیدھے لیٹے ہوئے ہیں۔ آنکھیں بند ہیں اور روح جسد عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔"

خلافت یزید بن عبدالملک بن مروان

اسی سنہ میں یزید بن عبدالملک بن مروان جسکی کنیت ابو خالد تھی ۲۹ سال کی عمر میں تخت خلافت پر متمکن ہوا یزید نے خلیفہ ہوتے ہی ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ کی عاملی سے برطرف کر کے اوسکی جگہ عبدالرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مقرر کیا، واقدی کے بیان کے مطابق عبدالرحمن بن الضحاک بدھ کے دن ابھی ماہ صیام کے ختم ہونے میں چند دن باقی تھے کہ مدینہ آیا۔ اور اُس نے سلمۃ بن عبداللہ بن عبد الاسد المخزومی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔

ابو بکر بن حزم کہتے ہیں کہ میری برطرفی کے بعد جب عبدالرحمن بن الضحاک مدینہ آئے تو میں اُن کے پاس گیا اور سلام کیا، اُنھوں نے میری طرف کچھ توجہ نہیں کی اسپر میں نے کہا کہ یہ طرز عمل تو کبھی قریش بھی انصار مدینہ کے ساتھ اختیار نہیں کرتے، میں اپنے گھر چلا آیا اور اُسکے طرف سے ڈرتا رہا۔ عبدالرحمن ایک من چلا نوجوان تھا اسی اثنا میں مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ عبدالرحمن یہ کہہ رہا تھا کہ ابن حزم غرور کی وجہ سے مجھ سے ملنے نہیں آتا، اور میں جانتا ہوں، کہ اُس نے سرکاری روپیہ میں خیانت بھی کی ہے، اِن باتوں کے معلوم ہوتے ہی مجھے اُسکی جانب سے جو خطرہ تھا اُس کا یقین ہو گیا، جو شخص میرے پاس یہ پیام لایا تھا میں نے اُس سے کہا کہ تم جا کر کہدو کہ نہ میں خائن ہوں اور نہ بد دیانت لوگوں کو پسند کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے دل کو شاید یہ دھوکہ دیا ہے کہ آپ ہمیشہ حکومت کی اس کرسی پر سرفراز رہیں گے، اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ آپ سے پہلے معلوم نہیں کتنے حاکم اور خلیفہ یہاں آئے اور چل بسے جنکا صرف تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر باقی رہ گیا ہے، اگر وہ اچھے تھے تو لوگ بھی اچھائی سے اُن کا نام لیتے ہیں اگر برے تھے برائی سے یاد کرتے ہیں، اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیے کسی ظالم یا حاسد کی بات پر کان نہ دھریئے۔"

غرض کہ اسی طرح اُن دونوں کے تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے کہ اتنے میں بنی فہر کا ایک شخص اور دوسرا بنی نجار کا شخص اپنا مقدمہ عبدالرحمٰن کے سامنے لائے' اُن دونوں کے درمیان ایک مشترکہ زمین کے متعلق جھگڑا ہوا تھا' اور ابوبکر نے نجاری کے حق میں فیصلہ دیدیا تھا' فہری نے نجاری اور ابوبکر دونوں کی حاضری کا مطالبہ کیا' اور عبدالرحمٰن نے اُن دونوں کو سامنے بلوایا۔ اب فہری نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ ابوبکر نے میرے اُوپر ظلم کیا ہے کہ میری جائداد کو میرے قبضہ سے نکالکر اس نجاری کے حوالے کردی۔ اس پر ابوبکر نے کہا۔ اے اللہ میں تجھسے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں' کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہارے اور تمہارے خصم کے معاملہ میں بہت دنوں تک لوگوں سے استصواب رائے کیا اور سب نے اسی بات پر اتفاق کیا کہ متنازع فیہ زمین تمہارے قبضہ سے نکال کر اُن کے حوالے کردی جائے' میں نے تمھیں سعید بن المسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے پاس بھی جنھوں نے تمہارے خلاف فتویٰ دیا تھا دریافت حقیقت کے لیے بھیجدیا تھا اور تم نے خود اُن دونوں صاحبوں سے دریافت کرلیا تھا۔

فہری کہنے لگا کہ بے شک یہ ٹھیک ہے مگر مجھ پر اُن دونوں کے قول کی پابندی لازمی نہیں ہے' یہ جہل جواب سنکر ابن الضحاک بہت خفیف ہوا اور سب سے کہا کہ کھڑے ہو جاؤ' سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے' ابن الضحاک نے فہری سے کہا کہ تم خود اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ تم نے اُن لوگوں سے جنھوں نے تمہارے خلاف فتویٰ دیا تھا دریافت کرلیا ہے اور پھر بھی تم اُس زمین کا مطالبہ کرتے ہو' چلو یہاں سے۔ تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ تم بڑے جھکی ہو۔ مگر اب بھی ابوبکر برابر ابن الضحاک سے کھٹکتا رہا اتنے میں ابن حیان نے یزید سے کہا کہ چونکہ ابوبکر نے میرے دو حدیں لگوائی ہیں۔ اس لیے آپ مجھے اُن کا معاوضہ ابوبکر سے دلوائیے یزید نے کہا کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا کیونکہ اُس شخص کے ساتھ ہمارے خاندان والوں نے احسان کیا ہے اب یہ نامناسب ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی بیجا حرکت کی جائے۔ البتہ اگر چاہو تو میں تمھیں

مدینہ کا والی مقرر کر دوں۔ ابن حیان نے کہا کہ میں یہ تو نہیں چاہتا کیونکہ اگر میں خود برسرِ اقتدار ہو گیا تو پھر بدلہ لینا کیا معنے؟ ہاں یزید نے ابن الضحاک کو لکھا کہ تم اس معاملہ پر جس کی پاداش میں ابوبکر نے ابن حیان کو حد شرعی کی سزا دی تھی نظرثانی کرو اگر جرم بالکل ثابت و عیاں ہو تو مداخلت نہ کرنا، اور اگر کوئی امر مشتبہ بھی ہو تب بھی توجہ مت کرنا البتہ اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہو تو بے شک ابوبکر سے اسکا عوض دلوانا۔

ابن حیان یہ خط لیکر ابن الضحاک کے پاس آیا۔ خط دیکھکر ابن الضحاک نے کہا کہ واہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اس سے تو تمہاری مقصد برآری نہیں ہو سکتی۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ابن حزم نے بغیر کسی ادنیٰ وجہ کے تمہاری حد لگوائی ہو گی؟ عثمان نے کہا کہ جناب والا بات تو کچھ بھی نہیں ہے مگر آپ چاہیں تو مجھ پر احسان فرما کر عوض دلا سکتے ہیں ابن الضحاک نے کہا کہ ہاں یہ بات دوسری ہے۔ اب تم نے اپنا صحیح مطلب بتایا۔

ابن الضحاک نے ابن حزم کو بلایا اور بغیر پوچھے گچھے ایک ہی جگہ میں اُسے دو حدیں لگوا دیں، اب ابوالمحز ابن حیان اپنا عوض لیکر نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اپنی شخصیت جتاتا ہوا واپس پلٹا۔ اور کہنے لگا کہ بخدا جس روز سے کہ ابن حزم نے میرے حدیں ماری تھیں میں عورت کے پاس نہیں گیا، البتہ آج کے دن میرا یہ عہد ٹوٹ گیا، اسی سنہ میں شوذب الخارجی قتل کیا گیا۔

شوذب الخارجی کے قتل کا بیان

ہم اس سے پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ شوذب نے اپنی مخالفت کے وجوہ پر مناظرہ کرنے کے لیے ایک وفد امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں بھیجا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد عبدالحمید بن عبدالرحمن نے یزید کے سامنے اپنی کارگزاری پیش کرنے اور تقرب حاصل کرنے کے لیے خارجیوں کے خلاف کارروائی کرنا چاہی اور اس لیے محمد بن جریر کو خارجیوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ مگر اب تک شوذب کے دونوں قاصد واپس نہیں آئے تھے اور نہ اُسے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا علم تھا، اسلیے جب خارجیوں نے

محمد بن جریر کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا تو شوذب نے قاصد کے ذریعہ محمد سے پچھوایا کہ وقت معہود کے ختم ہونے سے پہلے تیاری میں عجلت کے کیا معنے؟ کیا ہمارے اور آپ کے درمیان یہ بات طے نہیں پاگئی تھی کہ جب تک ہمارے دونوں قاصد واپس نہ آجائینگے دونوں فریق جنگی کارروائیاں بند رکھینگے، محمد نے جواب دیا کہ ہم تمھیں اس حالت پر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے۔

ابو عبیدہ کے ماسوا اور ارباب سیر نے اس موقع پر یہ بات بھی بیان کی ہے کہ اُس وقت خارجیوں نے یہ کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقض عہد انھوں نے ضرور اس لیے کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز کا جو ایک نیک آدمی تھے انتقال ہو چکا ہے بہر حال شوذب بھی مقابلہ کے لیے میدان مصاف میں آیا، دونوں حریفوں میں جنگ ہوئی، کچھ خارجی کام آئے مگر کوفہ والوں کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ اور وہ شکست کھا کر بھاگے خارجی انھیں قتل کرتے ہوئے اُن کے تعاقب میں چلے۔ اور بڑھتے بڑھتے کوفہ کی جھونپڑیوں تک پہنچ گئے، اہل کوفہ نے عبد الحمید کے پاس جا کر پناہ لی، اس جنگ میں محمد بن جریر کے بھی چوتڑ میں زخم لگا۔

شوذب پلٹ کر پھر اپنی قیام گاہ چلا آیا اور اپنے دونوں ساتھیوں کا جو دربار خلافت میں بھیجے گئے تھے انتظار کرنے لگا وہ دونوں آئے، حضرت عمر بن عبد العزیز سے جو گفتگو ہوئی تھی اُسکی پوری کیفیت سنائی اور ساتھ ہی اُنکی وفات کی بھی اطلاع دی۔

یزید نے خلیفہ ہو کر عبد الحمید ہی کو بدستور کوفہ کا عامل رکھا، اور اپنے پاس سے تمیم بن الحباب کو دو ہزار سواروں کے ساتھ خارجیوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ طرفین میں قاصدوں کا تبادلہ ہوا تمیم نے خارجیوں سے کہلا بھیجا کہ اب یزید کی خلافت کا دور ہے۔ یہ ایسا شخص نہیں جو تمھیں چھوڑ دے گا۔ جیسا کہ عمر بن عبد العزیز نے چھوڑ دیا تھا۔ خارجیوں نے اُس کے جواب میں اُس پر اور یزید دونوں پر لعنت بھیجی، تمیم خارجیوں سے لڑا مگر خارجیوں نے اُسے قتل کر ڈالا، اُسکی فوج شکست کھا کر بھاگی، اُس میں کچھ لوگوں نے کوفہ میں پناہ لی

اور کچھ یزید کے پاس شام واپس چلے گئے۔
دوسری مرتبہ یزید نے نحدہ بن الحکم الازدی کو ایک معتدبہ فوج کے ساتھ اُن کے مقابلہ کیلئے بھیجا۔ خارجیوں نے نحدہ کو بھی قتل کرڈالا اور اس کی فوج کو ہزیمت دی۔
پھر یزید نے شحاج بن وداع کو دو ہزار سواروں کے ساتھ اُن کے مقابلہ پر روانہ کیا طرفین میں نامہ وپیام کا تبادلہ ہوا، جنگ ہوئی خارجیوں نے اُسے بھی قتل کرڈالا اور اس نے بھی کچھ خارجیوں کو جن میں ہدبتہ الیشکری بسطام کا چچا زاد بھائی جو ایک عابد آدمی تھا۔ اور ابو شبیل مقاتل بن شیبان خارجیوں کا ایک فاضل شخص تھا قتل کیا۔
جب مسلمہ کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اُس سے درخواست کی کہ شوذب ہمارے بالکل قریب ہی مقیم ہے اور ہمیں ہر وقت اُس سے خطرہ لگا ہوا ہے آپ اُسکا استیصال کیجئے۔ مسلمہ نے نحبہ بن حمر الحرشی کو جو ایک مشہور بہادر آدمی تھا بلایا اور دس ہزار فوج پر اُسے سردار مقرر کرکے شوذب کے مقابلہ پر بھیجا۔
شوذب اس وقت تک اپنی جگہ پر مقیم تھا جب اُسے معلوم ہوا کہ اس قدر بے شمار فوج جسکا مقابلہ اُسکی طاقت سے باہر ہے اُسکے مقابلہ پر آرہی ہے تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص واصل بحق ہونا چاہتا تھا اُس کے لیے تو اب نعمت شہادت موجود ہے، اور جو محض دنیا کے لالچ سے ہمارے ساتھ شریک تھا تو اُسے بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ اب دنیا اُس کے لیے ختم ہوگئی، بقاء دوام تو صرف عاقبت ہی میں نصیب ہوسکتی ہے، اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ تمام خارجیوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور اس بے جگری سے حملے کرنے لگے کہ کئی مرتبہ سعید اور اُسکی فوج کو پیچھے ہٹادیا یہاں تک کہ جب سعید کو ذلیل شکست کا خطرہ پیدا ہوگیا تو اُس نے اپنے آدمیوں کو غیرت دلائی اور اُن سے کہا کہ تمھیں شرم نہیں آتی کہ اس مٹھی بھر حقیر جماعت کے سامنے سے بھاگتے ہو، اے شامیو اُسی طرح لڑو جسطرح کہ تم ہمیشہ گذشتہ معرکوں میں لڑتے آئے ہو، اب کیا تھا سب نے مل کر ایک ہی حملہ میں انھیں آٹے کی طرح پیس کر رکھدیا کہ کوئی متنفس اُنھیں سے نہ بچ سکا شوذب جسکا نام بسطام تھا۔ اور اوس کے اور تمام بڑے بڑے بہادر تلوار کے

جنمیں الریان بن عبداللہ الشکری جو اپنی جماعت کا کڑکیت بھی تھا موت کے گھاٹ اُوتار دیے گئے۔

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے بصرہ پر آکر قبضہ کرلیا۔ اور یزید بن ارطاۃ الفزاری کو جو یزید بن عبدالملک کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا گرفتار کر کے قید کردیا۔ اور یزید کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا۔

یزید بن المہلب کی یزید بن عبدالملک سے بغاوت

یزید کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قید سے بھاگ جانے کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے اب اس ۱۰۱ہجری میں جو کارروائیاں اُس سے سرزد ہوئیں اُن کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات ہی کے دن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا اور اُسے معلوم ہوا کہ یزید بن المہلب قید سے بھاگ گیا ہے یزید نے عبدالحمید بن عبدالرحمن کو حکم بھیجا کہ تم اُسکی جستجو رکھو اور مقابلہ کرو، اسی طرح عدی بن ارطاۃ کو یزید کے بھاگ جانے کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ اُسکے مقابلہ کے لیے تیار ہو جاؤ اور بصرہ میں جو اُس کے خاندان والے ہوں اُنھیں قید کردو، عدی نے اُن سب کو پکڑ کر قید کردیا۔ اون میں مفضّل، حبیب اور مروان مہلب کے بیٹے بھی تھے جب چلتے چلتے یزید کا گزر سعید بن عبدالملک بن مروان پر ہوا تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیوں نہ ہم اُسپر حملہ کرکے اُسے گرفتار کرلیں اور اپنے ساتھ لیتے چلیں۔ مگر اوس کے ساتھی اس بات پر آمادہ نہ ہوے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں لیکر چلے چلیے اور اُسکا ارادہ ترک کردیجیے، یزید بڑھتے بڑھتے موضع قطقطانیہ پہنچا تھا کہ عبدالحمید بن عبدالرحمن نے، ہشام بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمۃ۔ بن عبدالعزیز۔ بن ابی قیس بن عبدوُد بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی کو کوفہ کی جنگی پولیس اور دوسرے بہت سے معززاور بہادر اشخاص کی ایک کافی جماعت کے ساتھ یزید کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ تم جاکر اُس کا مقابلہ کرو آج وہ مقام عذیب سے گزر رہا ہوگا۔ ہشام تھوڑی دور چلکر واپس آیا اور عبدالحمید سے پوچھنے لگا کہ ہاں یہ تو

فرمائیے کہ کیا اُسے زندہ گرفتار کرلاؤں یا اُس کا سر کاٹ لاؤں۔ عبدالحمید نے کہا جیسا تم چاہو۔

جن لوگوں نے اُس کے اس دعویٰ کو سُنا وہ اس پر تعجب کرتے تھے۔

ہشام کوفہ سے چلکر عذیب آیا۔ اُس کے تھوڑے ہی فاصلہ سے یزید گزرا مگر اسے اُسپر بڑھنے کی جرات نہوئی اور یزید بغیر کسی مزاحمت کے بصرہ کی طرف چلدیا۔

جب یزید بصرہ کی طرف چلدیا تو ہشام اپنا سا منہ لیکر عبدالحمید کے پاس چلا آیا مگر بصرہ میں عدی بن ارطاۃ نے اُس کے مقابلہ کی تیاری کی تھی۔ شہر کے سامنے خندق کھود لی تھی، اور اہل بصرہ کی ایک جماعت کو اُس کے مقابلہ کیلئے آگے روانہ کر دیا تھا۔ بصرہ کے رسالہ پر مغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل الثقفی کو سردار مقرر کیا۔

عدی کا تعلق قبیلۂ بنی فزارہ سے تھا۔

عبدالملک بن المہلب نے عدی سے کہا کہ تم میرے بجائے میرے بیٹے حمید کو قید کر دو اور میں اسبات کا وعدہ کرتا ہوں کہ میں یزید کو بصرہ نہ آنے دوں گا، وہ فارس چلا جائیگا وہاں سے اپنے لئے امان کا خواستگار ہوگا اور تمھارے قریب بھی نہ آئیگا، مگر عدی نے اس درخواست کو مسترد کردیا۔

اب یزید اپنی جماعت کے ساتھ بصرہ پر بڑھا۔ ادھر سے بصرہ والوں نے بصرہ کو اپنی حفاظت میں ڈھانپ رکھا تھا، محمد بن المہلب نے بھی جو قید نہیں ہوا تھا، کچھ دوسرے لوگوں، اپنے خاندان کے نوجوانوں اور اپنے موالیوں کا ایک دستہ مرتب کیا تھا۔ یہ یزید کے استقبال کے لیے بڑھا۔ اس کے ساتھ ایک ایسا دستہ تھا جسے دیکھکر لوگوں کے دلوں میں خوف اور ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔

عدی نے تمام اہل بصرہ کو بلوایا اُن کے پانچ دستہ ترتیب دیئے، ہر دستہ پر ایک سردار مقرر کیا، مغیرہ بن زیاد بن عمر العتکی کو بنی ازد کے دستہ کا محرز بن حمران العدی متعلقہ بنی منقر کو بنی تمیم کے دستہ کا، اور عمران بن عامر بن مسمع متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ کو بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

مگر ایک شخص ابومنقر متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ نے عدی سے کہا کہ بکر بن وائل کے دستہ کا سردار عامر بن مسمع کے بیٹوں کے بجائے مالک بن مسمع کا کوئی بیٹا ہونا چاہیے' اسپر عدی نے نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع کو بلاکر بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کردیا عدی نے منذر بن الجارود کو عبدالقیس کے دستہ کا سردار مقرر کیا' اور عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن عامر القرشی کو اہل العالیہ کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

قریش' کنانہ' ازد' بجیلہ' خثعم' تمام قیس عیلان اور بنی مزینہ اہل العالیہ کہلاتے تھے' کوفہ میں جو اہل العالیہ تھے اون کے دستہ کا نام ربع اہل المدینہ تھا۔ اور بصرہ میں خمس اہل العالیہ تھا۔ پہلے یہ لوگ کوفہ میں بھی اخماس تھے بعد میں زیاد بن عیینہ نے انھیں ارباع کردیا تھا۔

جب یزید نے بصرہ پر بڑھنا شروع کیا تو جو رسالہ یا قبیلہ اوس کے سامنے آتا تھا وہ اُس کے گزرنے کے لئے راستہ سے ہٹ جاتا تھا البتہ مغیرہ بن عبداللہ الثقفی نے رسالہ کے ساتھ یزید کو روکنا چاہا مگر محمد بن المہلب نے اپنے رسالہ کی مدد سے اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو راستہ سے ہٹا دیا۔ یزید اپنے گھر میں آکر اُترا۔ تمام لوگ اُس سے آکر ملنے لگے' عدی بن ارطاۃ سے کہلا بھیجا کہ میرے بھائیوں کو میرے حوالے کردو' میں بصرہ کو تمھارے حوالے کیئے دیتا ہوں' اور یزید بن عبدالملک سے اپنے حسب منشا مراعات حاصل کر کے بصرہ چھوڑ دونگا' مگر عدی نے اس خواہش کو مسترد کردیا۔

حمید بن عبدالملک بن المہلب یزید بن عبدالملک کے پاس گیا' یزید نے خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی کو یزید بن المہلب اور اسکے خاندان والوں کو وعدۂ امان دیکر حمید کے ساتھ بھیجا اب بصرہ میں یزید بن المہلب کا یہ حال تھا کہ جو شخص اُس سے ملنے آتا تھا اُسے سونے اور چاندی کے ٹکڑے دیتا تھا اسطرح تمام لوگ اسی کی طرف جھک پڑے'

چونکہ عدی بن ارطاۃ نے بکر بن وائل کا جھنڈا عمران بن عامر بن مسمع سے چھین کر اُس کے چچازاد بھائی کے حوالہ کردیا تھا اس فعل سے ناراض ہوکر عمران بھی

یزید بن المہلب سے آملا، اسی طرح بنی ربیعہ، تمیم اور قیس کے بقیہ لوگ اور دوسرے اور بہت سے لوگ جنھیں عبدالملک اور مالک مسمع کے دونوں بیٹے بھی تھے یزید بن المہلب سے آملے، اسکے علاوہ پہلے سے بھی یزید کے ہمراہ شام کے بھی کچھ لوگ تھے یزید کی اس سخاوت کے مقابلہ میں عدی کا یہ حال تھا کہ صرف دو دو درہم دیتا اور کہتا، کہ یزید بن عبدالملک کے حکم کے بغیر میں بیت المال سے تمھیں ایک درہم بھی نہیں دے سکتا ہوں یہ تو اب لیلو پھر جب بارگاہ خلافت سے حکم آئیگا دیکھا جائیگا

عمر بن تمیم کے خاندان والے جو عدی کے طرفداروں میں سے تھے وہ بصرہ سے نکلکر مربد میں مورچہ زن ہو گئے، یزید بن المہلب نے اُن کے مقابلہ کے لیے اپنے آزاد غلام دارس کو بھیجا۔ دارس نے انھیں شکست دیکر بھگا دیا۔ جب یزید کے جھنڈے تلے ایک معتدبہ جمعیت آگئی تو وہ بنی یشکر کے قبرستان کے پاس آیا۔ یہ مقام اُس کے اور بصرہ کے قلعہ کے درمیان نصف مسافت پر واقع تھا، یہاں بنی تمیم، قیس اور اہل شام اُس کے مقابل ہوئے اور وہیں دونوں حریفوں میں معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا، محمد بن المہلب نے اُن پر حملہ کیا مسور بن عباد الحبطی پر تلوار کا وار کیا، تلوار خود کی ناک کو کاٹتی ہوئی اُس کی ناک تک اوتر گئی، محمد نے ہریم بن ابی طحمہ بن ابی نہشل بن دارم پر حملہ کرکے اُسے اُس کے پٹکے سے پکڑ کر گھوڑے سے زمین پر گرا دیا۔ ہریم محمد اور اپنے گھوڑے کے درمیان زمین پر آرہا۔ اُس وقت محمد نے اُس سے کہا تیری حالت پر افسوس ہے تجھسے تو تیرا چاؤ زن میں زیادہ ہے اسکے بعد یہ تمام حملہ آور بھاگ گے، یزید ان کا تعاقب کرتا ہوا قلعہ کے قریب پہنچ گیا اور یہاں اون سب کا صفایا کر دیا۔ اب عدی خود قلعہ سے نکلکر مقابل ہوا، یہاں اُس کے ساتھیوں میں سے حارث بن مصرف الاودی جو شام کے عمائدین سے تھا اور حجاج کا ایک بہادر سردار تھا کام آیا۔ موسیٰ بن وجیہ الحمیری ثم الکلاعی اور راشد، الموذن بھی جنگ میں کام آئے اور عدی کے طرفدار شکست کھا کر بھاگے

جب یزید کے بھائیوں نے جو عدی کی قید میں تھے حریفوں کی آوازیں قریب آتے سنیں، اور تیر قلعہ میں آ آ کر گرنے لگے تو عبدالملک بن المہلب نے اپنے دوسرے بھائی مفضل سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیر قلعہ میں آ آ کر گر رہے ہیں۔ اور آوازیں قریب آتی جاتی ہیں۔

جسکے یہ ہی معنے ہیں کہ یزید کو فتح ہوئی ہے، اس لیۓ اب مجھے یہ خوف دامنگیر ہے۔ کہ قبل اسکے کہ یزید ہمیں آکر اس زندان بلا سے رہائی دلائے عدی کے ہمراہی عرب اور شامی ضرور ہمیں آکر قتل کرڈالیں گے اس لیے فوراً دروازہ بند کردو اور اسپر کپڑے ڈالدو ؛

سب نے ملکر اس تجویز پر عمل کیا، تھوڑی ہی دیر کے بعد عبداللہ بن دینار، ابن عامر کا آزاد غلام اور عدی کے محافظ دستہ کا سردار اپنے دستہ فوج کے ساتھ قید خانہ کے دروازہ کی طرف بھاگتا ہوا آیا۔ مگر یہاں تو مہلب کے بیٹوں نے پہلے ہی سے انتظام کر رکھا تھا یہ دروازہ اندر سے بند کرکے سب نے کپڑے اور دوسرا سامان دروازہ سے اڑا دیا تھا اور سب کے سب اُن پر ٹیکہ دیۓ انھیں روکنے کے لیے تیار تھے، حملہ آوروں نے دروازہ کھولنے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی اتنے میں یزید کے طرفدار وہاں پہنچ گئے اور یہ لوگ قیدیوں کو چھوڑ کر چلتے بنے ؛

مہلب سالم بن زیاد بن ابی سفیاں کے مکاں میں جو قلعہ کے ایک پہلو میں واقع تھا آکر مقیم ہوا۔ اور اب سیڑھیاں اس کے پاس لائی گئیں، مگر عثمان نے تھوڑی ہی دیر بعد قلعہ کو فتح کرلیا اور عدی بن ارطاۃ کو یزید کے سامنے لایا۔ عدی جب یزید کے سامنے آیا تو مسکرا رہا تھا، یزید نے اسکی وجہ دریافت کی اور کہا کہ تمھیں تو ان دو باتوں کی وجہ سے ہنسنا چاہیے، ایک تو یہ کہ تم باعزت سپاہی کی موت سے بھاگے اور اسطرح تم نے اپنے تئیں ہمارے حوالے کردیا جسطرح کہ عورت اپنے تئیں کسی کے سپرد کردیتی ہے، دوسرے یہ کہ تم اسطرح میرے سامنے کھینچکر لائے گئے ہو جس طرح کہ ایک مغرور غلام اپنے آقا کے سامنے لایا جاتا ہے علاوہ بریں میں نے تم سے کسی قسم کا عہد یا وعدۂ امان بھی نہیں کیا، اس لیے تمھیں بتاؤ کہ میں تمھارے قتل کرنے سے کیوں باز رہوں،

عدی نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ میں جناب کے قبضۂ قدرت میں ہوں۔ مگر جان لیجیے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اور میری ہلاکت اوس شخص کی ہلاکت کا باعث ہوگی جسکا ہاتھ مجھپر اٹھیگا، شام کے مجاہدین کی قابلیت سے

آپ خود ہی واقف ہیں، اور ہر ایک بغاوت یا شورش کے موقع پر اُنھوں نے جس شجاعت اور وفاداری کا ہمیشہ ثبوت دیا ہے اُسے بھی آپ خوب جانتے ہیں اس لیے موقع کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے ہی آپ اُس کا انتظام کرلیں، قبل اسکے کہ سمندر اپنی موجوں سے آپ پر حملہ کردے آپ اپنی لغزش کے خطرات سے بچ سکتے ہیں مگر اسکے بعد اگر آپ اپنے جرم کا اعتراف بھی کریں اور خواستگار معافی ہوں تو کوئی فائدہ نہیں؛

آپ کے خلاف اگر فوج نے پیش قدمی شروع کردی اور پھر آپ نے صلح کی درخواست کی تو یہ درخواست رائگاں جائیگی، البتہ اگر اُس کے پہلے ہی آپ کوئی کارروائی کرینگے تو وہ آپ اور آپ کے خاندان کی جان و مال کو امان دینے میں دریغ نہ کریں گے؛

یزید نے کہا کہ تم نے یہ جو دعویٰ کیا ہے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اگر یہ حقیقت پر مبنی ہے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہ رہنے دے، اور تمھارا یہ کہنا کہ میری موت کا خمیازہ ضرور اُس شخص کو بھگتنا پڑے گا جو اُس کا ارتکاب کریگا تو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر میرے ہاتھ میں اس وقت دس ہزار تم سے کہیں زیادہ مرتبہ والے شامی سردار ہوں اور میں اُن سب کو ایک ہی مقام پر قتل کرڈالوں تو اہل شام کے دلوں میں اس قتل عام کا اس قدر خوف نہ ہوگا جتنا کہ میری مخالفت اُنھیں دہشتناک معلوم ہوتی ہوگی؛ اگر میں اُن کے خلاف جنگ کرنے سے باز آجاؤں اور پھر اپنے فائدہ کے لئے اُنھیں کٹوانا چاہوں، اُن کے خزانوں پر قبضہ کرلوں اور اُن سے کہوں کہ کسی بڑے صوبہ کی حکومت میرے تفویض کرکے مجھے وہاں کا بادشاہ بنا دیا جائے تو وہ ضرور اُن امور کے لیے تیار ہو جائینگے۔ اور ایسا کر دینگے تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر اُنھیں ہمارے نیک ارادوں کا علم ہو جائے تو وہ تمھاری مطلقاً پروانہ کرینگے، اور جو کچھ وہ کہہ رہے گے یا جو تدبیر اختیار کریں گے اُس سے اُنھیں کو فائدہ پہنچیگا۔ اس وقت وہ نہ تمھیں یاد کرینگے۔ اور نہ تمھاری پروا کریں گے۔ تمھارا یہ کہنا کہ اپنے کیے کی اصلاح کرلو اور معافی چاہو اور ضرور ایسا کرو تو میں نے تم سے اس بارہ میں نہ مشورہ لیا تھا اور نہ تم میرے دوست اور مشیر ہو اُس سے تم نے خود اپنی عاجزی

اور طلب احسان کا اظہار کیا ہے۔
یزید نے حکم دیا کہ عدی کو یہاں سے لیجاؤ، جب لوگ اُسے تھوڑی دیر تک کے لیے اُسکے سامنے سے ہٹالے گئے تو یزید نے اُسے پھر اپنے سامنے بلوایا۔ اور کہا کہ اگرچہ میں تمھیں قید کیے دیتا ہوں مگر میری قید ایسی سخت اور تکلیف دہ نہ ہوگی جیسا کہ تم نے میرے بھائیوں کو قید کیا تھا اور اُن پر سختیاں کی تھیں، اور باوجودیکہ ہم تم سے اس بات کی درخواست کرتے رہے کہ اُن پر جو سختیاں اور مظالم ہو رہے ہیں، اُنھیں کم کردو مگر تم نے مطلقاً اُس پر کان نہ دھرے بلکہ اُس کے خلاف ہی کرتے رہے۔
اس گفتگو کے سننے کے بعد عدی کو اپنی جگہ یہ خیال ہوگیا کہ میری جاں بخشی کردی گئی، اور اُس کے بعد جو شخص اُس سے ملنے جاتا عدی ہمیشہ یزید کے اس احسان کا امتنان کے لہجہ میں ذکر کرتا۔
اسی دوران میں عمان کے ایک باشندے سمیدع الکندی متعلقہ قبیلۂ بنی مالک بن ربیعہ نے جو خارجی ہوگیا تھا سر اٹھایا اور بصرہ پر چڑھائی کی غرض سے روانہ ہوا مگر جب دیکھا کہ عدی اور یزید کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف بستہ ہیں اپنے ارادہ سے باز رہا اور ایک طرف کو ہولیا، اسے دیکھکر طرفین کے بعض لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ سمیدع کو حکم بنایا جائے جو وہ فیصلہ کریگا ہم اُسپر عمل کرینگے۔
یزید نے سمیدع کو بلا بھیجا اور اُسے اپنا طرفدار بنانے میں کامیاب ہوگیا، یزید نے اُسے اُبلہ کا عامل مقرر کردیا۔ اب اس میں امیروں کی شان پیدا ہوگئی، خوشبو لگاتا عیش آرام سے زندگی بسر کرتا لوگوں سے مصنوعی خلق سے پیش آتا یزید بن المہلب کو جب فتح ہوگئی تو بصرہ میں قبائلِ قیس اور تمیم کے جو جو سربرآوردہ لوگ تھے بصرہ سے بھاگ کر عبدالحمید بن عبدالرحمن کے پاس کوفہ چلے گئے اور بعضوں نے شام کا رُخ کیا اور مالک بن المنذر حواری بن زیاد بن عمرو العتکی یزید بن المہلب سے بھاگ کر اور یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچنے کے ارادہ سے شام روانہ ہوا۔
اثناء راہ میں خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی جنکے ساتھ حمید بن عبدالملک بن المہلب بھی تھا اسے یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی جانب سے یزید بن المہلب کے لیے

امان اور تمام اون باتوں کی جسکی وہ خواہش کرے منظوری لیکر یزید بن المہلب کے پاس جارہے تھے۔

حواری اُن دونوں کے پاس آیا۔ اُنھوں نے پوچھا کہ کوئی خبر سناؤ حواری نے جب دیکھا کہ حُمید بن عبد الملک بھی اُن کے ہمراہ ہے اُنھیں ایک طرف کو لیگیا اور پوچھا کہ کہاں جارہے ہو، دونوں نے کہا کہ یزید بن المہلب کے پاس جارہے ہیں اور جو وہ چاہے اُس کی منظوری لیکر آئے ہیں حواری نے کہا کہ اب نہ تم کو اُسکے ساتھ احسان کرنے کا کوئی موقع رہا اور نہ اُسے تمھارے ساتھ، اُس نے اپنے دشمن عدی بن ارطاۃ پر فتح پائی ہے بہت سوں کو تہ تیغ کرڈالا ہے اور عدی کو قید کردیا ہے۔ اس لئے آپ دونوں واپس چلے جائیں؛

ایک باہلی جسکا نام مسلم بن عبد الملک تھا راستہ سے گذر رہا تھا، مگر وہ اُن دونوں کے پاس ٹھہرا نہیں، اور گذرتا ہوا چلا گیا، اُن دونوں نے اُسے آواز دی اور ٹھہرایا مگر وہ نہ ٹھہرا اسپر قسری نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ تم اسے لوٹا لاؤ اور سو کوڑے لگاؤ۔ مگر اس کے ساتھی نے کہا کہ جانے بھی دو درگزرو، مگر یہ اُمید کی کہ یہ خود واپس آئیگا؛

حواری بن زیاد تو یزید بن عبد الملک کی طرف چلتا بنا۔ اور یہ دونوں حمید بن عبد الملک کو لیکر آئے اسپر حمید نے کہا کہ میں تمھیں خدا کا واسطہ دلا کر کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو یزید نے جو حکم دیا ہے اُسکی خلاف ورزی، نہ کیجیے یزید بن المہلب اِن باتوں کو آپ کی جانب سے بخوشی قبول کرلیگا، اور یہ شخص جس نے آپ سے یہ باتیں کہی ہیں وہ اور اُسکا خاندان ہمیشہ سے ہمارے دشمن رہے ہیں آپ خدا کے لیئے اِسکے کہے کو باور نہ کیجیے، مگر اُن دونوں نے اُسکی درخواست کو رو کردیا اور اسے لاکر عبد الرحمٰن بن سلیمان الکلبی کے حوالے کردیا؛

اِس عبد الرحمٰن بن سلیمان کو یزید بن عبد الملک نے خراسان کا عامل مقرر کرکے روانہ کیا تھا، جب اسے یزید بن المہلب کی بغاوت کا علم ہوا تو اُس نے یزید بن عبد الملک کو لکھا تھا کہ میں آپ کے مخالفین سے جہاد کرنے کو خراسان کی عاملی پر ترجیح دیتا ہوں، میں اب خراسان نہیں جانا چاہتا آپ مجھے بھی اُن لوگونکے

ساتھ جو یزید بن المہلب کے مقابلہ پر بھیجے گئے ہیں بھیجد یجیے۔ عبد الرحمٰن نے حمید بن عبد الملک کو یزید بن عبد الملک کے پاس بھیجدیا۔

عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن زید بن الخطاب نے خالد بن یزید بن المہلب کو جو کوفہ میں مقیم تھا اور حمال بن زحر الجعفی کو اچانک جاکر گرفتار کرلیا۔ یہ لوگ ایک لفظ بھی موجودہ حالت کے متعلق اپنی زبان سے نہیں نکالتے تھے البتہ اوس عداوت سے واقف تھے جو عبد الحمید بن عبد الرحمٰن اور مہلب کی اولاد کے درمیان اتھی عبد الحمید نے انھیں بیڑیاں پہنا کر یزید بن عبد الملک کے پاس بھیجدیا۔ یزید نے ان سب کو قید کردیا مرتے دم تک انھیں رہائی نہ ملی یہ لوگ جیل ہی میں راہی ملک عدم ہوگئے۔

اس واقعہ سے بہت پہلے یہ ہوا تھا کہ یزید نے چند لوگوں کو اس غرض سے کوفہ بھیجا تھا کہ وہ وہاں جاکر لوگوں کو تسلی دلاسا دیں، خلیفۂ وقت کی اطاعت کی خوبیاں بیان کریں اور اُن کے مناصب و وظائف میں زیادتی کرکے انھیں ممنون بنائیں۔ اُن لوگوں میں ایک شخص قطامی بن الحصین بھی تھا (جو شرقی کا باپ تھا اور اس شرقی کا اصلی نام ولید تھا) جب اسے یزید کی بغاوت کا علم ہوا تو اُس نے اُس کی تعریف میں چند شعر کہے اور اُن میں یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ کاش میں بھی اُس کے ساتھ شامل ہوتا، کچھ عرصہ کے بعد یہ شخص مقام عقر چلا گیا تھا اور وہاں مسلمہ بن عبد الملک کے ہمراہ یزید بن المہلب کے خلاف شریک جنگ ہوا۔ اس پر یزید نے کہا کہ دیکھو قطامی کا فعل اُسکے قول سے کس قدر منافی ہے۔

بصرہ کے واقعہ کے بعد یزید بن عبد الملک نے عباس بن الولید کو چار ہزار منتخب سواروں کے ساتھ یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ فوج ابھی حیرہ نہ پہنچی تھی کہ یزید نے اُن سے پہلے ہی پہنچکر حیرہ پر اپنا تسلط جما لیا۔ بعد ازاں جب مسلمۃ بن عبد الملک اور شامیوں کی زبردست فوج بصرہ پر بڑھی، اور انھوں نے فرات کے کنارے کنارے علاقہ ملک جزیرہ سے پیشتر ہی شروع کی تو تمام اہل بصرہ پوری طرح سے یزید بن المہلب کے احاطۂ اطاعت میں آگئے۔

یزید بن المہلب نے اپنے عمال اہواز، فارس اور کرمان بھیجے۔

کرمان پر ایک زمانہ میں جرّاح بن عبد اللہ الحکمی عامل تھا۔ یہ تو حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس واپس چلا آیا تھا، اسی طرح عبد الرحمن بن نعیم الازدی بھی کرمان کا عامل تھا مگر صرف امام تھا، بعد میں یزید بن عبد الملک نے عبد الرحمن القشیری کو کرمان کے محکمۂ خراج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے بھیجا۔

جب مدرک بن المہلب صحرا کے کنارے پہنچا تو عبد الرحمن بن نعیم نے بنی تمیم کو خفیہ طور پر اطلاع دی کہ مدرک بن المہلب آرہا ہے یہ تمہارے آپس میں جنگ کرانا چاہتا ہے حالانکہ تم اس وقت نہایت اطمینان و عافیت اور اتفاق و یکجہتی سے زندگی بسر کر رہے ہو۔

بنی تمیم کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ ایک رات کو اُسکا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر نکلے، مگر اسکے ساتھ ہی اس سازش کی خبر بنی ازد کو بھی ہو چکی تھی۔ اُن کے دو ہزار شہسواروں نے بنی تمیم کو اُن کے صحرا کے کنارے پہنچنے سے پہلے ہی جا لیا اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو، بنی تمیم نے ادھر اُدھر کی باتیں بنانا شروع کیں اور اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ ہم مدرک بن المہلب کو ہلاک کرنے آئے ہیں مگر پھر دوسرے ازدیوں نے صاف صاف کہدیا کہ تمھارے یہاں آنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم ہمارے سردار کا جو یہاں سے بالکل قریب مقیم ہے مقابلہ کرنا چاہتے ہو، اسکے سوا اور کیا تمہارا مقصد ہو سکتا ہے؟

اس گفتگو کے بعد بنی ازد آگے بڑھکر صحرا کے سرے پر مدرک سے ملاقی ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کو محبوب رکھتے ہیں اور معزز سمجھتے ہیں، آپ کے بھائی مقابلہ پر نکل آئے ہیں اور دونوں فریق کھلم کھلا ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں، اگر اللہ نے انھیں غلبہ دیا تو ہم تو دل سے یہ ہی چاہتے ہیں سب سے پہلے ہم آپکے جھنڈے کے نیچے آجائینگے کیونکہ آپ ہمارے مرشد زادے ہیں اور ہم پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں البتہ اگر خدانخواستہ اسکے خلاف کوئی اور بات پیش آئی تو اوس صورت میں بخدا اس بات سے آپ کو بھی کوئی راحت نہ ہوگی کہ ہم اس وقت کسی مصیبت یا تکلیف میں مبتلا کر دیے جائیں اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ مدرک نے واپسی کا مستقل ارادہ کر لیا۔

جب تمام بصرہ نے یزید بن المہلب کی اطاعت قبول کر لی تو یزید اہل بصرہ کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ حمد و ثناء کے بعد لوگوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دینے لگا اور اہل شام سے جہاد کے لیئے آمادہ کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اہل شام سے جہاد کرنے میں ترک اور دیلم سے جہاد کرنے کے مقابلہ میں زیادہ ثواب ہے۔

معاذ بن سعد اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ میں اور حسن بصریؒ دونوں جامع مسجد میں داخل ہوئے حسن میرے شانے پر ہاتھ رکھے تھے اور مجھ سے کہتے جاتے تھے کہ ذرا دیکھو تو سہی تم کسی ایسے شخص کو بھی یہاں دیکھ رہے ہو جسے تم پہچانتے ہو میں نے کہا کہ یہاں تو میرا کوئی بھی شناسا نظر نہیں آتا اس پر آپ نے فرمایا کہ "بخدا یہ حد سے گذرنے والے استبدادیوں کا جتھا ہے"۔

ہم دونوں بڑھتے ہوئے منبر کے قریب جا پہنچے، میں نے سنا کہ یزید بھی کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کا تذکرہ کر رہا تھا، حسنؒ سے نہ رہا گیا اور انہوں نے بلند آواز سے کہا کہ ہم تجھے حاکم اور محکوم دونوں حیثیتوں میں دیکھ چکے ہیں اس لیئے تمہارے منہ سے یہ باتیں زیبا نہیں معلوم ہوتیں۔ یہ سنتے ہی ہم نے فوراً اس کا ہاتھ پکڑا اور منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور بٹھا دیا اور اگرچہ مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یزید نے ضرور ان جملوں کو سنا مگر وہ ان سنی کر کے تقریر کرتا رہا۔

جب ہم مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے نضر بن انس بن مالک کو وہاں کھڑا پایا، یہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ کے بندو تم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی دعوت پر لبیک کہنے میں کیوں پس و پیش کر رہے ہو، بخدا عمر بن عبد العزیز کی خلافت کے بعد سوائے ان ایام کے اپنے وقت پیدائش سے نہ تم نے یہ باتیں سنی ہونگی اور نہ ہم نے سنیں۔

حسن بصری یہ سنکر بولے خدا کی قدرت ہے کہ نضر بن انس بھی یہاں موجود ہیں، تمام لوگ باقاعدہ دو صفوں میں کھڑے ہوئے، نشانات علم کیئے نیزے بلند کیئے یزید کے استقبال کے لیئے اسکی آمد کے منتظر تھے، جب حسن بصری اور ہم ادھر سے گذرے تو لوگ آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ یزید ہمیں حضرت عمرؓ اور عمر بن عبد العزیز

کی سنت کی طرف بلا رہا ہے اس پر حسن بصری کہنے لگے کہ یہ وہی یزید ہے کہ جو کل انھی لوگوں کی جو تمھارے سامنے استادہ ہیں گردنیں مارتا تھا اور قیدی بنا کر مروانیوں کے پاس لیجاتا تھا اور اُن کو قتل کر کے خاندان اُمیّہ کی خوشنودی کا جویاں رہتا تھا آج وہ چونکہ اون سے ناراض ہے تو اس نے بھی ڈیڑھ اینٹ کی اپنی مسجد علٰحدہ بنائی اور علم بغاوت بلند کیا اور اب کہتا ہے کہ چونکہ میں اُن کا مخالف ہوں اس لیے تم بھی اُنکی مخالفت کرو، یہ بلے وقوف راضی ہو گئے اور کہتا ہے کہ میں تمھیں حضرت عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیز کے طریقۂ کار کی طرف دعوت دیتا ہوں حالانکہ اُن دونوں حضرات کے آئین کے مطابق تو یہ ہونا چاہیئے کہ ایسے بیڑیاں پہنا کر پھر عمر بن عبدالعزیز کے اُسی قیدخانہ میں ڈالدیا جائے جس میں صاحب موصوف نے اُسے قید کیا تھا، یزید کے طرفداروں میں سے جنھوں نے حسن بصری کے یہ الفاظ سنے ایک شخص کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اے ابو سعید تم شامیوں سے خوش ہو،

حسن بصری فرمانے لگے میں اور شامیوں سے خوش ہوں؟ اللہ ان کا برا کرے اور تباہ کرے، کیا یہ ہی لوگ نہیں ہیں جنھوں نے حرم رسول اللہ کو حلال کرلیا، اور تین شب و روز اُن کے اہل بیت کو قتل کرتے رہے اور اپنے نبطی اور قبطی غلاموں کے لیئے اُنھیں مُباح کیا، جو نیک اور باعصمت شریف زادیوں کو لیگئے اور عصمت دری تک سے باز نہ رہے، پھر خود خانۂ کعبہ تک کو جا کر منہدم کردیا اور غلاف کعبہ اور حجر اسود کو نذر آتش کردیا، اون پر اللہ کی لعنت ہو، اور جہنم نصیب ہو!!

یزید نے مروان بن المھلب کو بصرہ کا عامل مقرر کیا، اور خود تمام اسلحہ اور خزانہ لیکر واسط آیا، جب واسط کا رُخ کیا تو اپنے ساتھیوں سے صلاح و مشورہ لینے لگا اور کہا کہ چونکہ اہل شام تمھارے مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں۔ اس لیے بتاؤ اب کیا کرنا چاہیئے، اسیر حبیب نے کہا (حبیب کے علاوہ اور کسی شخص نے بھی یہی مشورہ دیا تھا) کہ ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ یہاں سے فارس چلیئے تاکہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور دروں میں ہولیں اور خراسان سے قریب ہوتے جائیں اور دشمن کو جنگ میں طول دیکر پریشان کردیں کہ اس طرح

بہت سی پہاڑی قومیں بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گی اور پہاڑ اور قلعے بھی آپ کے قبضہ میں رہینگے۔

یزید نے کہا کہ اس مشورہ کو میں پسند نہیں کرتا تم چاہتے ہو کہ میں ایک پرندہ بنکر پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا رہوں۔

حبیب نے کہا کہ سب سے بہتر طریقۂ عمل جسپر آپ کو کاربند ہونا چاہیئے تھا اس کا تو موقع اب ہاتھ سے جاتا رہا۔ جب آپ نے بصرہ پر فتح پائی تھی میں نے اسی وقت آپ سے باصرار کہا تھا کہ آپ رسالہ کے ایک زبردست دستہ کو اپنے خاندان کے کسی آدمی کی زیر سرکردگی کوفہ روانہ کیجیئے تاکہ آپ اُسپر ہی قابض ہو جائیں اس مہم میں کامیابی اس لیے یقینی تھی کہ کوفہ کا عامل عبدالحمید بن عبدالرحمن ہے جسکی حالت یہ ہے کہ جب آپ صرف ستر سواروں کی معیت میں اس کے قریب سے گذرے تب بھی وہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکا تو اس رسالہ کا کیا مقابلہ کرتا۔ اسطرح ہم کوفہ میں شام کی فوجوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہنچ جاتے اور میں خوب جانتا ہوں کہ کوفہ کے تمام سربرآوردہ لوگ آپ کے طرفدار ہیں اور وہ شامیوں کی حکومت سے آپ کی حکومت کو زیادہ پسند کرتے، مگر میرے اس مشورہ کو بھی آپ نے نہ مانا اب یہ ایک اور طریقہ کار باقی ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کیے دیتا ہوں کہ آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کی زیر قیادت رسالہ کا ایک زبردست دستہ ملک جزیرہ بھیج دیجیئے تاکہ یہ رسالہ شامیوں سے پہلے وہاں پہنچکر کسی قلعہ میں مورچہ زن ہو جائے اور پھر آپ اس کے پیچھے ہی پیشقدمی کیجیے اسطرح جب شامی آپکی جانب پیشقدمی کریں گے تو وہ کبھی اس بات کو گوارا نہ کرینگے کہ اپنی پشت پر آپ کی کسی فوج کو یونہی چھوڑ دیں وہ ضرور جب آپ پر بڑھینگے تو پہلے قلعہ کی فوج کا محاصرہ کرینگے۔ تو گویا یہ جماعت اُنھیں وہیں روک لیگی، پھر آپ اُن پر پیشقدمی کیجیگا، اس اثنا میں موصل میں جو آپ کے ہم قوم ہیں وہ اور دوسرے عراقی اور سرحدی باشندے موجودہ حکومت کو چھوڑ چھوڑ کر آپ کے جھنڈے کے نیچے آجائینگے اسطرح آپکو یہ موقع ہاتھ آجائے گا۔ کہ آپ شامیوں سے ایک زرخیز اور آباد رقبہ ملک میں نبٹ لیں اور گویا سارا عراق آپکی

پشت پر ہو گا۔ مگر یزید نے کہا کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ اپنی طاقت کو تقسیم کر دوں، یزید چند روز واسط میں مقیم رہا
اس سال عبدالرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری امیر حج تھا۔ یہ یزید بن عبدالملک کی جانب سے مدینہ کا عامل تھا اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کا عامل تھا، عبدالحمید بن عبدالرحمن کوفہ کا عامل تھا۔ اور شعبی کوفہ کے قاضی تھے، بصرہ پر یزید بن المہلب نے قبضہ کر لیا تھا، عبدالرحمن بن نعیم خراسان کا گورنر تھا۔

سنہ ۱۰۲ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں یزید بن عبدالملک نے عباس بن الولید بن عبدالملک اور مسلمہ بن عبدالملک کو یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ اور یزاسی سنہ کے ماہ صفر میں یزید بن المہلب قتل ہوا۔

یزید بن المہلب کے قتل کا واقعہ

جب یزید بن المہلب، عباس بن الولید بن عبدالملک اور مسلمہ بن عبدالملک سے جنگ کرنے کیلئے واسط سے روانہ ہونے لگا تو اُس نے اپنے بیٹے معاویہ کو واسط پر اپنا جانشیں مقرر کیا اور تمام سرکاری خزانہ اور دوسرا بیش قیمت مال واسباب اور جنگی قیدی، او سکے تفویض کر دئے، اور اپنے بھائی عبدالملک کو اپنے آگے روانہ کیا ان انتظامات کے بعد خود یزید بن المہلب واسط سے آگے بڑھا نیل کوفہ کے دہانہ پر سے گذرتا ہوا عقر پہنچا،
دوسری جانب سے مسلمہ دریائے فرات کے کنارے کنارے بڑھتا ہوا انبار آیا یہاں اُس نے دریائے فرات پر پل باندھا اور فارط نام ایک موضع کے پاس سے دریا کو عبور کر کے یزید بن المہلب کے مقابلہ پر آگیا۔
یزید نے اُس سے پہلے ہی اپنے بھائی کو کوفہ کی جانب روانہ کر دیا تھا، مقام سورا پر عباس ابن الولید نے اُس کا مقابلہ کیا حریفوں نے اپنی اپنی فوج کی صف بندی کی، اب لڑائی شروع ہوئی، بصرہ والوں نے شامیوں پر ایک ایسا سخت

حملہ کیا کہ انھیں سامنے سے ہٹا دیا۔ عباس کے ساتھ بنی تمیم اور بنی قیس کی بھی ایک کافی جماعت تھی، جو یزید بن المہلب کے مقابلہ میں شکست کھا کر بصرہ سے بھاگ کر آئے تھے، ان میں ہریم بن ابی طحمۃ المجاشعی بھی تھا؛

جب شامی اہل بصرہ کے سامنے سے پیچھے ہٹے اور عبد الملک کی فوج نے انھیں ایک ندی کی جانب پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تو ہریم بن ابی طحمۃ نے انھیں للکارا اور کہا اے شامیو اللہ سے ڈرو، بھلا اسطرح تم ہمیں دشمن کے نرغہ میں چھوڑ کر چلے جا رہے ہو، اسپر شامی کہنے لگے کہ آپ خوف نہ کریں، آپ کسی خطرہ میں نہیں ہیں۔ شامی ہمیشہ ابتداءِ جنگ میں اسیطرح پلٹ جاتے ہیں، آپکو ابھی مدد پہنچتی ہے، چنانچہ پھر شامیوں نے فوراً ہی جوابی حملہ کر کے عبد الملک کی فوج کو شکست دی۔ اور بصریوں نے راہ فرار اختیار کر کے میدان جنگ صاف کر دیا۔

اس جنگ میں بنی بکر کا آزاد غلام نتوف کام آیا۔ اور مسمع کے دونوں بیٹے مالک اور عبد الملک بھی کام آئے، اون کو معاویہ بن یزید بن المہلب نے قتل کیا تھا۔

اس شکست کے بعد عبد الملک اپنے بھائی یزید بن المہلب کے پاس مقام عقر چلا آیا، یزید نے عبد اللہ بن حیان العبدی کو حکم دیا کہ تم دریا کو عبور کر کے مقام حراۃ کی انتہائی حد پر پہنچ جاؤ، چنانچہ عبد اللہ بن حیان نے اس حکم کی تعمیل کی، اب اسکے اور یزید کے درمیان پل ہو گیا، عبد اللہ بن حیان اپنی فوج اور نیز یزید کی خاص فوج کے ایک دستہ کے ساتھ ایک جگہ ٹھہر گیا، اور اُس نے اپنے گرد خندق کھود لی، مسلمۃ نے دریا کے پانی کو اُن کی جانب کاٹ دیا او رنیز سعید بن عمرو الحرشی کو اس جماعت کے مقابلہ کے لیے علیحدہ کر دیا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وضاح اُن کی طرف دریا عبور کر کے گیا اور اُنکے مقابل خیمہ زن ہو گیا،

کوفہ اور علاقہ جبال کے بہت سے لوگ یزید کے پاس چلے آئے، اور کچھ لوگ سرحدی علاقوں سے بھی یزید کے پاس آئے، یزید نے اِن کو فیوں اور اہل مدینہ کے دستہ پر عبد اللہ بن سفیان بن یزید بن المغفل الازدی کو سردار مقرر کیا، بنی مذحج اور اسد کے دستہ پر نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی کو سردار بنایا۔ کندہ اور ربیعہ پر محمد بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث کو اور تمیم و ہمدان پر

حنظلہ بن عتاب بن ورقاء التیمی کو سردار مقرر کیا اور ان تمام سرداروں اور فوج پر مفضل بن المہلب کو سپہ سالار مقرر کیا۔

علاء بن زہیر کہتے ہیں کہ میں ایک روز یزید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یزید نے پوچھا کہ آیا ہماری اس فوج میں ایک ہزار تلواریں ہونگی؟ حنظلہ نے جواب دیا کہ جی ہاں جناب والا بلکہ چار ہزار تلواریں موجود ہیں اس پر یزید نے کہا کہ یہ عراقی کبھی ایک ہزار تلوار کے ساتھ نہیں لڑے، میرے دفتر میں ایک لاکھ بیس ہزار جہیر سے درج ہیں مگر میں خدا سے چاہتا ہوں کہ کاش، اُن کے بجائے اس وقت میرے وہ ہم قوم ہوتے جو خراسان میں ہیں۔

ابومخنف کہتے ہیں کہ ایک روز یزید تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ ہمیں جنگ کی ترغیب وتحریص دلا رہا اور کہنے لگا کہ جب تک ان دشمنوں کی آنکھوں میں تیرے اور ان کی کھوپڑیوں پر تلواریں نہ پڑینگی یہ اپنی اس گمراہی سے باز نہ آئینگے مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ زرد ٹڈی یعنے مسلمۃ بن عبد الملک، اور ناقہ ثمود کی کوچیں کاٹنے والا یعنے عباس بن الولید (عباس نیلگوں چشم۔ سرخ رنگ کا آدمی تھا، اسکی ماں ایک رومن تھی) جسکو کہ سلیمان چاہتا تھا کہ اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کرے مگر میں نے اُس کے بارہ میں سلیمان سے بہت کچھ کہا سنا اس پر اُسے سلیمان نے اپنا بیٹا تسلیم کر لیا تھا اب تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں اُن کے سامنے سے فرار ہو جاؤں اور ادھر اُدھر آوارہ گسر دپراپھروں حالانکہ بخدا اگر وہ تمام دنیا کے باشندوں کو بھی میرے مقابلہ پر لے آئینگے تو بھی میں میدان جنگ سے اُسوقت تک نہ ہٹوں گا جب تک کہ کلیتہً میرے یا اُن کے حق میں جنگ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

اس تقریر پر اُسکی فوج نے کہا مگر ہمیں آپ سے یہ ڈر ہے کہ مبادا آپ بھی ہمیں اسی طرح تکلیف پہنچائیں جیسا کہ عبد الرحمٰن بن محمدؒ نے کیا تھا، اُسپر یزید نے کہا کہ عبد الرحمٰن نے تو اپنے مواعید کو پس پشت ڈالا، اپنی عزت کو رسوا کیا اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنی میعادِ زندگی سے زیادہ زندہ رہتا، یہ کہکر یزید منبر سے اُوتر آیا۔

عامر بن التمیل الازدی جس نے کچھ جمعیت بھی اکھٹی کر لی تھی یزید کے پاس

آیا اور اسکے ہاتھ پر بیعت کی؛
یزید کی بیعت کے شرائط یہ ہوتے تھے، وہ کہ ہم سب کلام پاک اور سنتِ رسول پر عمل کرینگے، فوج ہمارے علاقہ اور املاک کو روند کر تباہ نہ کریگی، نہ ہم پر فاسق حجاج کی طرح حکومت کیجائیگی، جو ان شرائط کو قبول کرنے ہم اُسکی بیعت لے لینگے اور جو ان باتوں کو نہ مانے ہم اُس سے لڑینگے اور اللہ کو اپنے اور اُسکے درمیان حکم بنائینگے، ان الفاظ کے بعد یزید لوگوں سے پوچھتا کہ آیا یہ شرائط آپکو منظور ہیں جو شخص اُنھیں مان لیتا اُس سے بیعت لے لیتا؛
اس وقت عبد الحمید بن عبد الرحمن نے کوفہ سے نکلکر مقام نُخیلہ پر پڑاؤ کیا اور آس پاس کے جس قدر تالاب اور نہریں تھیں اُن کے کنارے توڑ دا دیئے اسی طرح یزید اور کوفہ کا تمام درمیانی علاقہ سیلاب زدہ ہوگیا، تاکہ یزید کوفہ نہ پہنچ سکے علاوہ بریں عبد الحمید نے کوفہ کے چاروں طرف چوکیاں اور پہرے بٹھادئے تاکہ کوئی کوفی یزید کے پاس نہ جاسکے،
نیز عبد الحمید نے کوفہ سے کچھ فوج بھی سیف بن ہانی الہمدانی کی زیر قیادت مسلمتہ کی امداد کے لئے بھیجی، مسلمتہ نے اِس فوج کی بہت آؤ بھگت کی، اُن کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی تعریف و توصیف کی اور پھر کہنے لگا کہ اہل کوفہ کی یہ بہت تھوڑی جماعت ہماری امداد کے لئے آئی ہے عبد الحمید کو ان الفاظ کی خبر ہوئی، اُس نے اس مرتبہ اور زیادہ فوج سبرہ بن عبد الرحمن بن مخنف الازدی کے زیر قیادت مسلمتہ کے پاس بھیجدی، جب سبرہ مسلمتہ کے پاس آیا مسلمتہ نے اُسکی تعریف کی اور کہا کہ یہ اُس خاندان کا شخص ہے کہ جس نے خاندانِ خلافت کی بہت کچھ خدمات انجام دی ہیں اور ہمیشہ اطاعت شعار رہا ہے، اس لیے ہماری فوج میں اِس وقت جس قدر اہلِ کوفہ ہوں وہ سب اسی کے ماتحت کردئے جائیں؛
مسلمتہ نے عبد الحمید بن عبد الرحمن کو ایک قاصد کے ذریعہ حکم بھیجکر معزول کردیا اور اس کی جگہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ (ذوالشامتہ) کو کوفہ کا عامل مقرر کرکے بھیجا۔ اب یزید بن المہلب نے اپنے تمام دستوں کے

سرداروں کو مشورہ کے لئے بلایا اور کہا کہ میری یہ رائے ہے کہ میں بارہ ہزار فوج محمد بن المہلب کی زیر سرکردگی مسلمہ پر شب خون مارنے کے لیے علٰحدہ کردوں اور اُن لوگوں کو حکم دوں کہ وہ اپنے ساتھ مٹی کو ڈاکر کٹ اور زنبیں لیتے جائیں اور دشمن کی فوج کے گرد جو خندق ہے اُسے پاٹ دیں اور بقیہ شب میں وہیں اور اُس کے اصل لشکرگاہ میں دشمن سے لڑتے رہیں اس اثناء میں میں کچھ اور فوج بھی اُن کی امداد کے لیے بھیجدونگا، صبح تک وہ اسیطرح دشمن سے گتھے رہیں اور صبح ہوتے ہی پھر میں خود اپنی پوری طاقت کے ساتھ اُس سے دو دو ہاتھ کرونگا، اس طرح مجھے توقع ہے کہ خداوندِ عالم مجھے فتح دیدیگا، سمیدع نے کہا کہ ہم نے شامیوں کو کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ کی دعوت دی تھی اب اُنکا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس دعوت کو قبول کرلیا ہے۔ لہٰذا اب ہمارے لئے تو یہ زیبا نہیں کہ ہم اُن سے کوئی دھوکا کریں، ہم نہ اُن سے بدعہدی کرینگے اور نہ کوئی اور برائی تاوقتیکہ وہ خود اپنے وعدہ کی تکذیب اپنے کسی فعل سے کریں" اسیر ابو رؤبہ نے جو مرجیہ کے ایک گروہ کا سردار تھا اور اس وقت بھی اسکے پیرو اسکے ہمراہ تھے کہا کہ تم نے بالکل سچ کہا اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے یزید نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ اس بات کو سچ سمجھتے ہو کہ بنی امیہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ پر عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ انھوں نے اپنے ابتدائی زمانہ عروج سے ان چیزوں کو پس پشت ڈالدیا ہے، جب تم سے اُنھوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم تمھاری اِن باتوں کو منظور کرتے ہیں تو اُن کا دلی منشاء یہ نہ تھا کہ وہ اپنے اقتدار و جبروت کی مدد سے جو کچھ کرینگے وہ وہی ہوگا جسکے متعلق آپ کہیں گے یا جسکی آپ کو دعوت دینگے، بلکہ اس سے اُنکا مقصد یہ تھا کہ آپ کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے روکدیں اور پھر خود جسطرح مکروفریب سے چاہیں کام کریں، اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ یہ نہونے دیجیے کہ وہ اپنے مطمحِ نظر کو آپ سے پہلے، پہنچ جائیں، اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہو جائیں۔ بلکہ اس سے پہلے ہی آپ اُنکے خلاف کارروائی شروع کردیجیے۔ مروانیوں کو میں خوب جانتا ہوں مگر اس

زرد ٹڈی یعنی مسلمہ سے زیادہ میں نے کسی کو گہرا اور مکار نہیں پایا۔

خارجیوں نے اسکا یہ جواب دیا کہ کچھ بھی ہو ہم تو اب اُس وقت تک اُن کے خلاف کوئی بات نہ کرینگے جب تک کہ وہ خود اپنے اُس وعدہ سے جو انھوں نے ہم سے کیا ہے پھر نہ جائیں،

مروان بن المہلب جو اسوقت بصرہ میں تھا وہ لوگوں کو اہل شام کے خلاف جنگ کرنے کے لیے اُبھارتا تھا اور اُن کو یزید کی امداد کے لیے بھیجتا تھا اسکے مقابلہ میں حضرت حسن بصریؒ لوگوں کو یزید کے پاس جانے سے روکتے تھے عبد الحمید بصری کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت حسن بصریؒ کہا کرتے تھے کہ اے لوگو، اپنے پیروں کو قابو میں رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو، اپنے مالک خداوند عالم سے ڈرو، جلد چلی جانے والی دنیا اور تھوڑی سی امید کی خاطر ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، دنیا کسی کے پاس ہمیشہ رہنے والی نہیں، اور جو لوگ ایسا کریں گے اللہ تعالیٰ اُن کے اس فعل کو کبھی خوشنودی کی نظر سے نہیں دیکھے گا جو فتنہ اٹھتا ہے اُس میں مقررین، شعراء، ناتجربہ کار۔ اور اہل نخوت وغرور بیشتر شریک ہوتے ہیں، اس قسم کے فتنہ سے صرف دو ہی آدمی الگ رہتے ہیں ایک تو جو بالکل گمنامی میں ہو، دوسرے وہ جو شہرت بھی رکھتا ہے مگر متقی ہے، اس لیے تم میں سے جو شخص ایسا ہو جسے کوئی نہ جانتا ہو تو اُسے لازم ہے کہ حق کو اختیار کرے اور اُن لوگوں کی شرکت سے اپنے آپ کو بچائے رکھے جو محض دنیا کی خاطر ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں تو اس فعل سے وہ اللہ کی بھی خوشنودی حاصل کرے گا اور دنیا میں بھی ایک اچھی یادگار اپنے پیچھے چھوڑ جائیگا۔ اور جو شخص کہ ایک مشہور اور شریف آدمی ہو جو تمام امور سے واقف ہو، وہ اگر ایسی بات کو محض اللہ کی خاطر ترک کردے جسکے لئے دنیا کے بندے ایک دوسرے کے مقابل ہو رہے ہیں تو اُسکا تو کیا ہی کہنا ہے وہ ایک نہایت ہی نیک بخت اور صحیح راستہ پر چلنے والی ہستی ہوگی جسے بڑا اجر ملیگا، اور فردائے قیامت اس کی آنکھ ٹھنڈی اور اللہ کے نزدیک اسکی جائے بازگشت اعلیٰ ہوگی۔

جب مروان بن المہلب کو حضرت حسن بصریؒ کے اس طرزِ عمل کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے حسبِ معمول لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا اور لوگوں کو سعی اور اجتماع کے لیے کہتا رہا اور کہنے لگا کہ مجھے خبر لگی ہے کہ یہ گمراہ اور مکار بڈھا اُن کا نام نہیں لیا، لوگوں کو روکتا ہے، حالانکہ اس کی یہ حیثیت ہے کہ اگر اُس کا پڑوسی اُسکی جھونپڑی کے چھپر میں سے پھوس کا ایک مٹھا بھی نکال لے تو ناک رگڑنے لگے گا، کیا وہ اس وجہ سے ہمیں کہ ہم اپنی بھلائی چاہتے ہیں اور جو مظالم ہم پر ہوئے ہیں اُنھیں دور کرنا چاہتے ہیں ہمیں اور ہمارے ہم وطنوں کو بُرا سمجھتا ہے ابخدا یا تو وہ ہمارا تذکرہ چھوڑ دے اور اُبلہ کے نکموں اور فرات و بصرہ کے دہقانیوں کو ہمارے پاس نہ آنے دے کیونکہ یہ لوگ نہ ہمارے ہم قوم ہیں اور نہ ہمارے کسی خرد نے اُن پر کوئی احسان کیا ہے۔ ورنہ وہ یاد رکھے کہ میں اس کی بُری طرح خبر لونگا۔

حضرت حسن بصری کو جب اس دھمکی کا علم ہوا تو فرمانے لگے کہ میں اسے برا نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی توہین کی وجہ سے میری تکریم کرے۔

حضرت حسن بصریؒ کے متبعین میں سے بعض لوگوں نے کہا بھی کہ اگر وہ آپ کے خلاف کوئی کارروائی کرے اور آپ چاہیں گے تو ہم آپ کی حمایت کریں گے، مگر آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو اُسکے یہ معنے ہوئے کہ جس بات سے میں تمھیں منع کرتا ہوں اُسے خود میں کروں۔ میں تو تمھیں منع کرتا ہوں کہ تم کسی اور کے ساتھ ایک دوسرے کی جان کے دشمن نہ ہو اور پھر میں خود یہ چاہوں کہ میرے ہی ساتھ تم ایک دوسرے کو قتل کرو، یہ ہرگز نہیں ہوسکتا،

مروان بن المہلب کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ اُس نے پیروان حضرت حسن پر سختیاں کیں اُنھیں ڈرایا دھمکایا تلاش و جستجو بھی، آخر کار وہ لوگ تو منتشر ہوگئے اور حضرت حسن بصریؒ برابر لوگوں کو وہی مشورہ دیتے رہے، مگر مروان بن المہلب نے بھی اُن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی آٹھ روز تک تو یزید اور مسلمہ ایک دوسرے کے مقابل ڈیرے ڈالے پڑے رہے آخر کار ۱۴ صفر یوم جمعہ کو مسلمہ نے وضاح کو حکم بھیجا کہ تم اپنے دستہ اور کشتیوں کو لے آؤ اور پھر پل جلا ڈالو، وضاح نے اس حکم کی تعمیل کی۔

اب مسلمہ میدان جنگ میں آیا۔ پہلے اُس نے اپنی شاہی فوج کو ترتیب دیا اور پھر اُنھیں لیکر یزید بن المہلب کی جانب بڑھا، مسلمہ نے اپنے میمنہ پر جبلہ بن مخرمۃ الکندی کو۔ میسرہ پر ہذیل بن زفر بن الحارث العامری کو مقرر کیا تھا۔ اسی طرح عباس نے سیف بن ہانی الہمدانی کو اپنے میمنہ پر اور سوید بن قعقاع التیمی کو اپنے میسرہ کا افسر اعلیٰ بنایا۔ مگر اس تمام فوج کا سپہ سالار اعظم مسلمہ ہی تھا۔

یزید نے بھی مقابلہ کی تیاریاں کیں، اپنے میمنہ پر حبیب ابن المہلب کو اور میسرہ پر مفضل بن المہلب کو سردار مقرر کیا مفضل کے ساتھ اہل کوفہ تھے، اور مفضل ہی اُن کا سردار تھا، نیز اسکے، ہمراہ بنی ربیعہ کے سواروں کی بھی ایک اچھی خاصی جماعت تھی اور یہ عباس بن الولید کے متصل متعین تھی۔

محمد بیان کرتے ہیں کہ ایک شامی مبارزت کیلئے میدان میں آیا۔ جب اہل عراق کی طرف سے کوئی شخص اسکے مقابلہ پر نہیں نکلا، تو محمد ابن مہلب اُسکے مقابلہ کیلئے باہر آیا اور اُسپر حملہ آور ہوا۔ اس شخص نے محمد کے وار کو اپنے ہاتھ پر لیا، جبہ وہ فولادی دستانے چڑھائے ہوئے تھا، مگر تلوار اُن آہنی دستانوں کو قطع کرتی ہوئی کف دست تک جا اُتری اور وہ شخص اپنے گھوڑے سے چمٹ گیا، اب محمد سامنے آکر اُسپر تلوار مارتا جاتا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا کہ یہ درانتی ہی تجھ پہ زیادہ دلیر ہے، اس شخص کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا کہ یہ حیان النبطی تھا۔

وضاح نے پل کے پاس پہنچتے ہی اُس میں آگ لگادی جس سے دھوئیں کا ایک بادل اوٹھا۔ فریقین اگرچہ ایک دوسرے سے دست گریبان ہوگئے تھے اور باقاعدہ جنگ شروع ہوچکی تھی مگر ابھی اُس نے زیادہ شدید صورت اختیار نہیں کی تھی کہ عراقیوں نے دھواں دیکھا اور اُن سے کہا گیا کہ پل جلا ڈالا گیا ہے یہ سنتے ہی شکست کھاکر بھاگے، یزید کو جب اس ہزیمت کی اطلاع دیگئی تو اُس نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں بھاگے، ابھی تو جنگ بھی کوئی ایسی سخت نہیں ہوئی تھی کہ اُس سے بھاگتے، مگر جب اس سے کہا گیا کہ چونکہ پل جلا ڈالا گیا ہے اس لئے کسی کے پاؤں میدان جنگ میں نہ جم سکے، تو کہنے لگا کہ خدا اُن کا برا کرے اُنکی مثال مکھیوں جیسی ہے کہ دھوئیں کے ساتھ ہی اُڑ جاتی ہیں، اب خود یزید

اپنے خاص دوستوں ۔ رشتہ داروں اور موالیوں کو لیکر میدان جنگ میں آیا اور حکم دیا کہ جو شخص دشمن کے مقابلہ سے بھاگ کر آئے اُسکے چہرہ پر ضربیں لگاؤ، اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اسطرح بہت سے لوگ یزید کے پاس جمع ہو گئے، اور جب ایک پہاڑ کا پہاڑ اُسکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تو اُس نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ انھیں جانے دو، کیونکہ مجھے خدا سے یہ توقع ہے کہ دوبارہ اب کبھی ایسا موقع نہ آئیگا کہ میں اور یہ ایک مقام میں جمع ہوں، انھیں جانے دو، اللہ ان پر اپنا رحم کرے، انکی مثال اُن بکریوں کے گلے جیسی ہے جسکے چاروں طرف بھیڑیئے دوڑ رہے ہوں، مگر خود یزید کو بھاگنے کا خیال تک نہ تھا۔

مقام عقر آنے سے پہلے یزید بن الحکم بن ابی العاص اور اسکی ماں زہرقان العدی کی بیٹی یزید بن المہلب کے پاس آئے تھے اور یزید بن الحکم نے یہ شعر پڑھا تھا۔

ان بنی مروان قد باد ملکھم — فان کنت لم تشعر بذالک فاشعر

(ترجمہ) کوئی شک نہیں کہ مروانیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا ۔ اگر اب تک تجھے اس حقیقت کا علم نہ تھا تو اب معلوم ہو جانا چاہیئے

یزید نے کہا کہ مجھے تو اب تک اس بات کا علم نہیں ہے اسپر یزید بن الحکم نے یہ دوسرا شعر پڑھا ۔

عش ملکاً او مت کریماً وان تمت — وسیفک مشہوراً بکفک تعذر

ترجمہ (بادشاہ بنکر جی) یا عزت سے جان دے ۔ اور اگر تو اس حال میں مرا کہ تیری تلوار کی شہرت تیرے ہاتھ کی قوت کی وجہ سے برقرار رہی تو لوگ تجھ پر کوئی الزام نہیں رکھینگے بلکہ تجھے معذور سمجھینگے

اس شعر کو سنکر یزید نے کہا کہ "ہاں شاید یہ ہو جائے"۔

غرض کہ جب یزید اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور اُس کی ہزیمت خوردہ فوج اُسکے سامنے آئی تو اُس نے سمیدع سے کہا کہ بولو تمھاری رائے صحیح ہوئی یا میرا خیال ٹھیک نکلا، میں نے تم سے دشمن کے ارادہ کا اظہار نہیں کر دیا تھا سمیدع نے کہا کہ بے شک آپ ہی کی رائے درست ہے میں اب آخر دم تک آپ کے ساتھ ہوں جو مناسب سمجھئے مجھے حکم دیجیے ۔ اُسپر یزید نے کہا اب کیوں نہیں گھوڑے سے اتر پڑوں، چنانچہ یزید اپنے لوگوں میں گھوڑے سے اُتر پڑا اور اسی وقت کسی آنیوالے نے اُسے یہ خبر دی کہ حبیب مارا گیا۔

زیبیر بن سلمۃ الازدی کا آزاد غلام ثابت بیان کرتا ہے کہ جب وقت حبیب کی موت کی خبر یزید کو معلوم ہوئی اُسے میں نے یہ کہتے سنا کہ حبیب کے بعد اب جینے کا مزا نہیں رہا شکست کے بعد تو میں زندگی کو پہلے ہی اچھا نہیں سمجھتا تھا اور اب تو اور بھی زیادہ مجھے زندگی تلخ معلوم ہوتی ہے، پس اب آگے بڑھو! اس جملہ سے ہم نے سمجھ لیا کہ یزید بغیر قتل ہوئے میدان جنگ سے ہٹنے والا نہیں، چنانچہ جو لوگ لڑنا نہیں چاہتے تھے وہ میدان جنگ چھوڑ واپس جانے لگے، اور وہاں سے کھسکنے لگے، مگر اب بھی یزید کے ساتھ مرنے مارنے کے لیئے ایک اچھی خاصی جماعت موجود تھی

اب یزید نے پیش قدمی شروع کی، شامیوں کے سواروں پر حملہ آور ہوا تو اونہیں پیچھے ڈھکیل دیا یا اگر پیدل فوج سے اُسکا مقابلہ ہوا تو وہ بھی اُس سے اور اُسکے ہمراہی جانبازوں کے نیزوں کی تاب نہ لاکر کائی کی طرح پھٹ گئے، اسی اثناء میں ابو روبۃ المرجبی نے یزید سے آکر کہا کہ تمھاری فوج میدان چھوڑ کر بھاگی جارہی ہے، ساتھ ہی اسکے ہاتھ کے اشارے سے بھی بتادیا۔ اور اس لیے اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ واسط واپس چلیئے، واسط ایک قلعہ بند مقام ہے، وہاں ٹھہر کر دشمن کا مقابلہ کیجیے اس اثناء میں بصرہ اور عمان و بحرین سے کشتیوں کے ذریعہ آپ کو کمک بھی پہنچ جائیگی، مزید احتیاط کے لیئے اپنے گرد خندق بھی کھدوالیجیگا،

یزید نے یہ تقریر سنکر کہا، "خدا تیرا برا کرے، مجھسے تم یہ بات کہتے ہو!۔ میں موت کو اس سے زیادہ آسان سمجھتا ہوں"۔

اس پر ابو روبۃ نے کہا مجھے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے (اسکی طرف اشارہ کرکے) کہ آپکے سامنے لوہے کے پہاڑ کھڑے ہیں، یزید نے کہا کہ میں اُن کی بالکل پروا نہیں کرتا چاہے یہ لوہے کے پہاڑ ہوں یا آگ کے۔ اگر تم میرے ساتھ ہو کر لڑنا نہیں چاہتے ہو تو جاؤ یہاں سے چلے جاؤ اِسکے بعد یزید نے اعشیٰ کے دو شعر پڑھے جنکا مطلب یہ تھا کہ بہادر اور شریف موت سے کبھی نہیں ڈرتے۔

یزید اپنے ایک سرنگ ٹٹو پر سوار مسلمہ کی طرف چلا۔ جب اُسکے قریب پہنچا تو مسلمہ نے اپنا گھوڑا اپنے قریب کر لیا تاکہ اُسپر سوار ہو جائے۔ مگر اسی اثنا میں شامیوں کے رسالہ نے اُسے اور اُسکے ساتھیوں کو گھیرے میں لیکر حملہ کر دیا۔ یزید اور اسکے ساتھ سمیدع اور محمد بن المہلب اس موقعہ پر مارے گئے۔

قبیلۂ کلب کے خاندان بنی جابر بن زہیر بن جناب الکلبی کے ایک شخص قحل بن عیاش نام نے جب یزید کو دیکھا تو کہا اے شامیو بخدا یہی یزید ہے یا تو میں اسے ہلاک کر دونگا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا، مگر چونکہ اسکے سامنے اور بھی لوگ ہیں اس لیے اگر کچھ اور لوگ میرے ساتھ ہو جائیں تو وہ ان سے نبٹ لیں تاکہ میں یزید تک پہنچ جاؤں"

اُسکے ساتھیوں میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم تمہارے ساتھ حملہ کرنے کیلئے تیار ہیں، چنانچہ سب نے ایک ساتھ حملہ کیا۔ تھوڑی دیر تک فریقین میں تلوار چلی۔ مگر غبار کے پردہ میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ جب دونوں مقابل علیحدہ ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یزید مقتول پڑا ہے اور قحل بن عیاش میں صرف رمق باقی ہے، مگر قحل نے اس حالت میں بھی اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے بتایا کہ دیکھو وہ یزید مقتول پڑا ہے اور میں نے ہی اُسے قتل کیا ہے اسی طرح اُس نے اشارہ سے یہ بھی بتا دیا کہ مجھے بھی یزید نے قتل کر ڈالا، جب مسلمہ محل بن عیاش کے پاس سے گذرا جو یزید کے پہلو میں پڑا ہوا تھا تو اُس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اسی نے مجھے قتل کیا ہے۔

بنی مُرہ کا ایک آزاد غلام یزید کا سر لایا۔ جب اُس سے پوچھا کہ کیا تو نے اسے قتل کیا ہے تو اُس نے کہا نہیں، جب یہ مسلمہ کے سامنے لایا گیا تو وہ نہ اُسے شناخت کر سکا اور نہ اُس سے انکار کر سکا" اُسپر حواری بن زیاد بن عمرو العتکی نے کہا کہ پہلے اسے آپ غسل دلوائیے تاکہ یہ کپڑے میں لپیٹا جائے جب ایسا کیا گیا تو مسلمہ نے اُسے شناخت کر لیا، اور خالد بن الولید بن عقبہ بن ابی مُعیط کے ہاتھ یزید بن عبد الملک کی خدمت میں بھیجدیا۔

ثابت، زہیر کا آزاد غلام راوی ہے کہ اب جنگ کی یہ حالت تھی کہ اگرچہ یزید

قتل اور اُسکی فوج شکست کھا چکی تھی مگر مفضل بن المہلب برابر شامیوں سے لڑ رہا تھا۔ اسے یزید کے مارے جانے کی اطلاع نہ تھی۔ اور نہ وہ یہ جانتا تھا کہ ہماری فوج شکست کھا کر بھاگ چکی ہے، وہ ایک پستہ قد مضبوط ٹٹو پر سوار تھا۔ اور اُسکے ساتھ اُسکے آگے ایک گروہ تھا جو زرہیں پہنے ہوے تھے، اسی صورت سے جب وہ شامیوں پر حملہ کرتا تھا تو بیدل گروہ کا دستہ جو سامنے تھا وہ اُسکے لئے راستہ صاف کر دیتا تھا تا کہ اُسکے سامنے سے ہٹ جاتے تھے اور کائی کی طرح پھٹ جاتے۔ یہ اپنی جماعت کو لیکر بڑہتا اور دشمن کی صفوں میں جا گھستا اور پھر واپس آکر اپنی فوج کے پیچھے اپنے مقام پر ٹھہر جاتا، جس شخص کو میدان جنگ سے رو گرداں دیکھتا اُسے اشارے سے باز رکھتا تا کہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے اور صرف یہ ہی خیال اُسے رہے۔

تھوڑی دیر تک ہم اسیطرح لڑتے رہے۔ میں نے عامر بن العمیثل الازدی کو دیکھا کہ رجز یہ شعر پڑہتا جاتا ہے اور تلوار مار رہا ہے اتھوڑی دیر تک ہم اسی طرح اور شمشیر زنی کرتے رہے کہ اسکے بعد بنی ربیعہ کے سواروں کا گروہ پیچھے ہٹا۔ اور سچ بھی یہ ہے کہ میں نے کوفہ والوں کو اس روز دیکھا کہ وہ نہ کچھ ایسے زیادہ استقلال سے میدان میں جمے اور نہ لڑے، بنی ربیعہ کو واپس جاتے دیکھکر مفضل تلوار لیکر اُن کے سامنے آیا اور کہنے لگا اے بنی ربیعہ دوبارہ حملہ کرو، جوابی حملہ کرو، بخدا تم تو کبھی بھاگنے والے نہ تھے۔ نہ تم ذلیل و بزدل ہوا اور نہ یہ تمھاری عادت ہے، ہم عراقیوں کے سامنے آج یہ بُری مثال نہ پیش کرو، میں تم پر سے قربان ہو جاؤں، تھوڑی دیر استقلال دکھاؤ۔

غرض کہ اُس کے کہنے اور غیرت دلانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنی ربیعہ اُسکے گرد جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر اُسکے پاس آئے اور اب ہم سب جوابی حملہ کے لیے ایک جا جمع ہو گئے، مگر اتنے ہی میں کسی شخص نے آکر کہا کہ اب آپ کیا کرتے ہیں یزید، حبیب اور محمد سب کے سب مارے گئے اور عرصہ ہوا کہ ہماری فوج کو شکست ہو گئی اس خبر کو لوگوں نے ایک دوسرے سے بیان کیا، یہ سنتے ہی سب کے سب متفرق ہو گئے، اور مفضل نے بھی واسط کا راستہ لیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے مفضل سے زیادہ اپنے نفس کو جنگ کے خطرات میں ڈالنے والا زیادہ تلوار مارنے والا اور بہتریں اسلوب پر فوج کا انتظام اور اسکی ترتیب دینے والا اور کسی شخص کو نہیں دیکھا میں خندق پر سے گزرا تو دیکھا کہ اُس پر ایک دیوار ہے اور اُس دیوار پر کچھ لوگ تیر انداز کھڑے ہیں چونکہ میں اُس دستہ فوج میں تھا جنکے گھوڑوں پر فولادی زرہیں پڑی ہوئی تھیں اس لیے انھوں نے مجھ سے کہا کہ اے زرہ والے کہاں جاتے ہو؟ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ اُس وقت اس فولادی جھول کا بوجھ سب سے زیادہ مجھ پر گراں گذر رہا تھا جیسے ہی میں اُن سے آگے نکل گیا۔ اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا اور اُس کے بوجھ کو ہلکا کرنیکے لیے اُس جھول کو اُتار ڈالا اب شامیوں نے آکر یزید کے لشکر گاہ پر حملہ کیا، یہاں ابو رویہ صاحب المرجبۂ دن کے کچھ عرصہ تک اُن کی روک تھام کرتا رہا اُس طرح یزید کی فوج کا بیشتر حصہ لشکر گاہ سے صیح وسلامت واپس جا سکا۔ البتہ تین سو قیدی شامیوں نے گرفتار کیے مسلمہ نے ان کو محمدؐ بن عمرو بن الولید کے پاس بھیجدیا۔ محمدؐ نے اُنھیں قید کردیا عُریان بن الھیثم محمدؐ کا کوتوال تھا، یزید بن عبد الملک نے محمدؐ بن عمرو کو لکھا کہ اِن قیدیوں کی گردن ماردو، اسپر محمدؐ نے عریاں سے کہا کہ اُنھیں بیس بیس اور تیس تیس کی تعداد میں جیل خانہ سے نکالو۔ اس حکم کے مطابق بنی تمیم کے تیس آدمی باہر نکلے اور کہنے لگے کہ چونکہ ہم نے میدان جنگ سے اور لوگوں کے ساتھ مُنہ پھیرا اور بھاگے اس لیے ہم آپ کو خدا کا خوف دلا کر کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں قتل کیجیے عریان نے کہا اچھی بات ہے، خدا کا نام لیکر اُنھیں کو سب سے پہلے باہر نکالو چنانچہ حسب الحکم یہ لوگ چبوترہ پر لائے گئے، عریان نے قاصد کے ذریعہ اُن کے قتل کے لیے نکالے جانے اور جو بات اُنھوں نے کہی تھی اوس کی اطلاع محمدؐ بن عمرو کو کی محمدؐ نے اُن کے قتل کا حکم بھیجدیا۔

ابو عبداللہ زبیر کا آزاد غلام اپنا چشمدید واقعہ بیان کرتا ہے کہ قتل کے وقت یہ لوگ کہہ رہے تھے، افسوس ہم بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ شکست کھا کر بھاگے اور اُنھی کی یہ سزا ہمیں مل رہی ہے۔ عریان اُن کے

قتل سے فارغ ہوا تھا کہ محمد بن عمرو کا دوسرا امتناعی حکم پہنچا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔
حاجب بن ذبیان متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم نے چند شعر کہکر اپنے دل کا بخار نکال لیا، خود عریان اُن کے قتل کے متعلق کہا کرتا تھا کہ میرا ارادہ اُن کے قتل کرنے کا نہ تھا مگر جب کہ خود اونھوں نے کہا کہ ہمیں سے ابتدا کیجائے میں مجبور تھا کیا کرتا جب میں نے اُنھیں باہر نکالا تو میں نے اُن کی اطلاع اُس شخص کو دی جو اُنکے قتل پر مامور تھا اُن کی توجیہ قابل پذیرائی نہیں ہوئی اور اُس نے اُن کے قتل کا حکم دیدیا مگر بخدا اسپر مجھے بھی نہیں چاہتا تھا کہ اُن کی جگہ میری قوم کا ایک شخص بھی مارا جائے، اگر اسپر اُنھوں نے مجھے برا بھلا کہا تو مجھے اُسکی کچھ پروا نہیں اور نہ میں اُسے کچھ اہمیت دیتا ہوں ؎

اب مسلمہ نے حیرہ میں آکر قیام کیا یہاں اُس کے پاس پچاس قیدی پیش ہوئے یہ قیدی اُن میں نہ تھے جنھیں اُس نے کوفہ بھیجدیا تھا بلکہ انھیں مسلمہ خود اپنے ساتھ لایا تھا، جب لوگوں نے دیکھا کہ مسلمہ ان سب کو قتل کرنا چاہتا ہے تو حصین بن حماد الکلبی نے اُس سے اِن تین شخصوں زیاد بن عبدالرحمن القشیری عتبہ بن مسلم اور اسمٰعیل بن عقیل بن مسعود کے آزاد غلام کی جان بخشی چاہی، مسلمہ نے اُسکی درخواست کو منظور کرلیا اور اِن تینوں کو اُسکے حوالے کردیا۔ اسی طرح مسلمہ کے اور دوستوں نے بقیہ قیدیوں کو مانگ لیا اور مسلمہ نے اُن سب کو معاف کردیا۔

جب یزید کی ہزیمت خوردہ فوج واسط پہنچی تو معاویہ بن یزید بن المہلب نے اون بتیس ۳۲ آدمیوں کو جو اسکے پاس قید تھے قتل کردیا۔ ان لوگوں میں عدی بن ارطاۃ۔ محمد بن عدی بن ارطاۃ، مالک بن مسمع اور عبدالملک بن مسمع، عبداللہ بن عزرۃ البصری، عبداللہ بن وائل، اور ابن ابی حاضر التمیمی متعلقہ قبیلہ بنی اسید بن عمرو بن تمیم بھی تھے۔

جب معاویہ نے ان قیدیوں کے قتل کا ارادہ کیا تو اُنھوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے باپ مارے گئے، مگر ہمارے قتل کرنے سے نہ دنیا میں تو تمھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا بلکہ عقبیٰ میں تو اور نقصان ہوگا، مگر معاویہ نے

اُن کی ایک نہ سنی سب کو تہ تیغ کر ڈالا۔ البتہ ربیع بن زیاد بن الربیع بن انس بن الریان کو چھوڑ دیا۔ اس پر لوگوں نے اُس سے کہا کہ شاید آپ انھیں بھول گئے، معاویہ نے کہا نہیں میں بھولا نہیں میں نے انھیں جان کر قتل نہیں کیا اس لئے کہ وہ میری قوم کے ایک معزز و مشہور سردار ہیں۔ نہ اب مجھے اُن کی دوستی پر شبہ ہے اور نہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ وہ ہمارے مخالف ہو جائینگے۔

اس کارروائی کے بعد معاویہ تمام مال و نقدی کے ساتھ بصرہ آیا۔ مفضل بن المہلب بھی بصرہ آگیا، یہاں مہلب کے خاندان کے تمام لوگ جمع ہوئے، اور چونکہ انھیں یزید بن عبد الملک کی جانب سے خطرہ تھا کہ وہ اُن کے ساتھ برا سلوک کرے گا اس لیے انھوں نے سمندر کے سفر کے لئے جہاز مہیا کر لئے اور سفر کے تمام انتظامات مکمل کر لئے۔

یزید بن المہلب نے اپنے دورِ اقتدار میں وداع بن حمید الازدی کو شہر قندابیل کا امیر مقرر کر کے بھیجا تھا اور اُس سے یہ کہدیا تھا کہ میں اپنے دشمن مسلمہ کے مقابلہ پر جا رہا ہوں جب میرا اوسکا سامنا ہو گا تو میں ہمیشہ کے لیے جنگ کا آخری تصفیہ کر کے ہی میدان سے ہٹوں گا۔ اگر مجھے فتح حاصل ہوئی تو تمھیں اور ترقی دونگا۔ اور اگر کوئی دوسری شکل ہوئی تو تم قندابیل میں رہنا تاکہ میرے اہل و عیال اور خاندان والے تمھارے پاس آجائیں اور یہاں قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہیں تاکہ وہ اپنے لئے امان حاصل کر سکیں۔ میں نے تمھیں اپنی قوم والوں میں سے اپنے خاندان کی حفاظت و جان نثاری کے لیے انتخاب کیا ہے اس لیے تمھیں چاہیے کہ تم میری توقعات کو پورا کرو۔

اسکے علاوہ یزید نے اوس سے اس معاملہ کے لیئے سخت قسم بھی لی تھی کہ اگر میرے خاندان والوں کو کبھی اوسکے پاس آنے اور پناہ لینے کی ضرورت داعی ہوئی تو وہ اُن کے ساتھ خیر خواہی کرے گا۔

غرض کہ جب تمام بنی المہلب اس شکست کے بعد بصرہ میں جمع ہو گئے تو اونھوں نے اپنے تمام مال و متاع اور بال بچوں کو جہازوں میں سوار کیا اور سمندر میں روانہ ہوئے، اثناء راہ میں ہرم بن القرار العبدی کے پاس جسے یزید نے

بحرین کا حاکم مقرر کیا تھا پہنچے، اُس نے ان سب کو یہ مشورہ دیا کہ آپ کی سلامتی اس میں ہے کہ جہازوں سے اُتر کر خشکی پر قدم نہ رکھئے گا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ بنی مروان کا تقرب حاصل کرنے کے لئے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ بدستور بحری سفر کرتے ہوئے مضافات کرمان پہنچے۔ وہاں اُنھوں نے جہازوں کو چھوڑا، اور اب اپنے مال ومتاع اور اہل وعیال کو خشکی کے سفر کے لئے سواری کے جانوروں پر سوار کیا۔

معاویہ بن یزید بن المہلب جب بصرہ آیا تو اُسکے ساتھ تمام نقد وجنس اور بیت المال ساتھ تھا اس سے گویا اُسکا یہ ارادہ تھا کہ وہ بھی اپنی تمام جماعت کا امیر ہو، اسباب کو محسوس کر کے مہلب کے تمام خاندان والے ایک جا جمع ہوئے اور سب نے مفضل سے کہا کہ آپ ہی ہم میں سب سے بڑے ہیں اور ہمارے سردار ہیں اور معاویہ سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے اور نوجوانوں کی طرح ابھی بالکل نوجوان ہو اس خدمت کے اہل نہیں ہو۔

غرض کہ اب مفضل اُن کی ساری جماعت کا سردار تھا۔ اسی کی سرداری میں یہ سب لوگ کرمان پہنچے۔ کرمان میں اُن کی شکست خوردہ فوج کے اور بہت سے لوگ موجود تھے، وہ سب کے سب مفضل کے جھنڈے تلے آ گئے۔

دوسری جانب سے مسلمہ نے مدرک بن ضب الکلبی کو اُن کی تلاش اور مفرور دشمن کے تعاقب میں روانہ کیا۔ مدرک نے مفضل کو مقام فارس میں جا لیا۔ مگر اس سے پہلے ہی اُسکے علم کے نیچے بہت سی شکست خوردہ فوج جمع ہو چکی تھی، مدرک نے انکا تعاقب کیا اور ایک گھاٹی میں اُنھیں جا لیا۔ دشمن مدرک پر پلٹ پڑا۔ لڑائی چھیڑ دی اور نہایت سخت لڑائی اُس سے لڑا۔ مفضل کے ساتھ نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی محمد بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث میدان میں کام آئے بادشاہ کوہستان کا بیٹا قید ہوا مفضل کی ایک لونڈی عالیہ بھی گرفتار ہوئی۔ عثمان بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث شدید زخمی ہوا۔ مگر بھاگ کر حلوان پہنچا۔ وہاں کسی نے اسکی مخبری کردی۔

قتل کیا گیا۔ اور اُس کا سر مسلمہ کے پاس حیرہ میں پیش کیا گیا۔

یزید کے ساتھیوں میں بعض لوگ واپس بھی چلے آئے، اُنھوں نے امان مانگی اُنھیں امان دیدی گئی، اِن لوگوں میں مالک بن ابراہیم بن الاشتر، اور ورد بن عبداللہ بن حبیب السعدی التیمی بھی تھے، ورد وہ شخص ہے جو عبدالرحمٰن بن محمدؒ کے ساتھ اُسکے تمام واقعات اور جنگوں میں شریک رہا تھا، محمدؒ بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان نے اپنے چچا مسلمہ سے اُس کی سفارش کی اور چونکہ محمدؒ مسلمہ کا داماد بھی تھا اس لیئے اُس نے اُسکی سفارش مان لی اور ورد کو امان دیدی۔ جب ورد اُس کے سامنے آیا تو مسلمہ نے اُسے اپنے سامنے کھڑا کر کے خوب گالیاں دیں اور لعن طعن کیا اور کہا کہ تو ہمیشہ سے فتنہ اور بغاوت میں شریک رہا ہے کبھی تو کندہ کے جُلاہے کے ساتھ ہوتا کبھی تو ازد کے ملاح کا ساتھ دیتا ہے تو اس بات کا مستحق تو نہ تھا کہ تجھے امان دیجاتی پھر وہ چھوڑ دیا گیا۔

مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی حسن بن عبدالرحمٰن بن شراحیل نے سفارش کی، (شراحیل کو رستم الحضرمی کہتے تھے) جب مالک مسلمہ کے سامنے آیا اور اُس سے دو چار ہوا تو حسن نے کہا کہ یہی مالک بن ابراہیم بن الاشتر ہے، مسلمہ نے اُس سے کہا کہ جاؤ تمھیں معاف کردیا۔ حسن نے مسلمہ سے پوچھا کہ آپ نے انھیں کیوں اسی طرح بُرا بھلا نہیں کہا جیسے کہ اُسکے دوسرے ساتھی کو آپ کہہ چکے تھے، مسلمہ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو اُن باتوں سے مستثنیٰ کردیا ہے۔ میں تمھاری دوسرے لوگوں سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہوں، اور تمھاری اطاعت وفاداری دوسروں سے بڑھ چڑھ کر رہی ہے، حسن نے کہا تو اسی وجہ سے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ اُنھیں لعن طعن کرتے، کیونکہ وہ اپنے باپ دادا کے اعتبار سے اشراف ہے اور شامیوں میں سے اُس نے ورد بن عبداللہ سے کہیں زیادہ اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں۔ اس واقعہ کے کئی ماہ بعد حسن کہا کرتا تھا کہ مسلمہ نے محض حسد کی وجہ سے ہمارے قبیلہ کے ایک سردار کو یوں ہی چھوڑ دیا تاکہ ہمیں بتادے کہ اُسکی کوئی وقعت اُسکی نظروں میں نہ تھی جو اُسے

اپنا مخاطب بناتا۔ بنی المہلب اور اوس کے دوسرے شکست خوردہ ساتھی قندابیل پہنچے۔ مسلمہ نے مدرک بن ضب الکلبی کو واپس بلا لیا اور ہلال بن احوز التمیمی متعلقہ قبیلۂ بنی مازن بن عمرو بن تمیم کو اِن کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ہلال نے قندابیل پر اُنھیں جا لیا۔ مہلب کے خاندان والوں نے قندابیل میں داخل ہونا چاہا مگر وداع بن حمید نے اُنھیں شہر کے اندر نہ آنے دیا ہلال بن احوز نے وداع سے مراسلت کر کے اُسے خفیہ طور پر اپنے ساتھ ملا لیا، مگر وداع نے اب تک کوئی بات ایسی نہیں کی جس سے بنی المہلب یہ سمجھ جاتے کہ یہ ہم سے الگ ہو گیا ہے۔ مگر جب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا تب اُون پر یہ راز آشکار ہوا کہ وداع دشمن سے ملگیا ہے، اُس کی صورت یہ ہوئی کہ جب حریفوں نے میدان جنگ میں صف بندی کی تو وداع تو میمنہ پر رہا اور عبد الملک بن ہلال میسرہ پر۔ یہ دونوں ازدی تھے، میدان میں مقابلہ ہوتے ہی ہلال بن احوز نے نشان امان بلند کر دیا اُسے دیکھتے ہی وداع بن حمید اور عبد الملک بن ہلال دونوں کے دونوں دشمن سے جا ملے یہ دیکھکر اور لوگ بھی بنی المہلب کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے، مروان بن المہلب پر جب یہ بات ظاہر ہوئی تو اُس نے عورتوں کی طرف پلٹنے کا ارادہ کیا مفضل نے اُس سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو، مروان نے کہا کہ میں اپنے حرم میں جاتا ہوں کہ اُنھیں قتل کر دوں تاکہ ان فاسقوں کی اُنپر دسترس نہ ہو سکے، مفضل نے کہا نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم اپنی ہی بہنوں اور خاندان والیوں کو قتل کرنا چاہتے ہو، ایسا ہرگز مت کرو مجھے مطلقاً اس بات کا خوف نہیں ہے کہ وہ لوگ کوئی بات ہماری عورتوں کے خلاف شان کرینگے۔

غرض کہ مفضل نے مروان کو اِس ارادہ سے باز رکھا، اب یہ سب کے سب تلواریں لیکر میدانِ جنگ میں دشمن کی طرف چلے اور لڑتے لڑتے سب کے سب مارے گئے، صرف ابو عیینہ بن المہلب، اور عثمان بن مفضل نے اپنی جانیں بچائیں۔ بھاگ کر خاقان و رتبیل کے پاس پناہ لی۔ ہلال نے اُنکی عورتوں اور بچوں کو مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیجدیا نیز اُن کے سر بھی مسلمہ کے پاس

بھیجدیئے، مسلمہ نے اُن سروں کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجا اور یزید نے انھیں عباس بن ولید بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ عباس اسوقت حلب کا گورنر تھا۔ جب یہ تمام سر شہر کے بڑے دروازہ پر نصب کردئے گئے تو عباس اُن کے دیکھنے کے لئے اپنے حشم وخدم کے ساتھ نکلا۔ ایک ایک سر کو دیکھتا اور اپنے ہمراہیوں سے کہتا کہ یہ عبدالملک کا سر ہے اور یہ مفضل کا ہے ایسے دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔

خاندان مہلب کی عورتیں اور بچے سرکاری بھنڈار خانہ میں مقیم تھے، مسلمہ نے قسم کھاکر کہا کہ میں اُنھیں بیچڈالوں گا اسپر جراح بن عبداللہ نے کہا کہ لائیے میں آپ کی قسم کو پورا کرنے کے لئے انھیں خریدے لیتا ہوں چنانچہ ایک لاکھ پر انھیں خریدلیا مسلمہ نے رقم کا مطالبہ کیا۔ جراح نے کہا کہ جب چاہیے لے لیجیگا، مگر مسلمہ نے اُس سے کچھ نہ لیا، اُن سبکو چھوڑ دیا۔ البتہ نو بالکل نوجوان لڑکے تھے اُنھیں یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ جراح انھیں لیکر یزید کے پاس آیا۔ یزید نے اُنھیں قتل کرادیا۔

جب مسلمہ یزید بن المہلب کے قضیہ سے فارغ ہو گیا تو یزید نے اُسی سال میں کوفہ، بصرہ اور نیز خراسان کا گورنر جنرل مسلمہ ہی کو بنا دیا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد مسلمہ نے ذوالشامہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔

بصرہ کی کیفیت یہ ہوئی کہ جب مہلب کے خاندان والے بصرہ چھوڑکر چلے گئے تو شبیب بن حارث التمیمی نے بصرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر جب بصرہ بھی مسلمہ کے تحت آگیا تو مسلمہ نے عبدالرحمن بن سلیم الکلبی کو اُسکا عامل مقرر کر کے بھیجا اور عمرو بن یزید التمیمی کو بصرہ کا کوتوال مقرر کیا، عبدالرحمن بن سلیم نے ارادہ کیا کہ تمام بصرہ والوں کو سامنے بلاکر انھیں ڈانٹے، اور برا بھلا کہے، اُس نے اپنا یہ خیال عمرو بن یزید سے ظاہر کیا، عمرو نے اِسکی مخالفت کی اور کہا کہ مقام کو لیفہ میں ابھی ایک قلعہ فتح ہونا باقی ہے جسکی تمھیں ضرورت ہے اِس لئے بخدا اگر تم نے ایسا کیا اور بصرہ والوں نے صرف پتھروں

ہی سے تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو مارا تو وہ تم سب کو ہلاک کر ڈالینگے، اگر یہ کرنا ہی ہے تو ذرا دس دن خاموش بیٹھے رہو، اس اثنا میں میں ضروری انتظام کئے لیتا ہوں۔

مگر اسکے ساتھ عمرو نے ایک قاصد کے ہاتھ اس واقعہ کی مسلمة کو خبر کردی۔ مسلمة نے عبدالرحمن کی جگہ عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصرہ کا والی مقرر کر کے بھیجدیا۔ مگر عمرو کو بدستور اُسکی خدمت پر بحال رکھا۔

اسی سنہ میں مسلمة نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص جسے سعید خُذینہ کہا جاتا تھا خراسان بھیجا تھا۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک نہایت ہی نازک اندام نرم دل نازونعم میں پرورش یافتہ شخص تھا۔ ایک بختی، اونٹنی پر سوار ہو کر خراسان آیا۔ کمر کے پٹکہ میں ایک چھری لگی ہوئی تھی ملک الغبر اُس سے ملنے گیا تو اُس وقت سعید پر تکلف رنگیں لباس پہنے بیٹھا تھا۔ اُس کے گرد رنگین گاؤتکیئے رکھے تھے، ملک الغبر جب اُس سے ملاقات کر کے واپس نکلا تو لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ تم نے امیر کو کیسا پایا تو جواب میں اُس نے کہا کہ وہ خذینیہ ہے اور اُسکے زلف سکینیہ ہے۔

(خذینہ اصل میں وہ دیوی ہے جو خاندان کی سرپرست اور مالک ہوتی ہے)

سعید کے خراسان کا والی مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ سعید مسلمة کا داماد تھا، مسلمة کی ایک بیٹی سعید سے منسوب تھی۔

سعید کی ولایت کے واقعات

جب مسلمة نے سعید خذینہ کو خراسان کا والی مقرر کیا تو اُس نے اپنی روانگی سے پہلے سورۃ بن الحر الدارمی کو خراسان بھیجدیا ارباب سیر کے بیان کے مطابق سورۃ سعید کے آنے سے ایک ماہ پہلے خراساں پہنچا، سورۃ نے شعبہ بن ظہیر النہشلی کو سمرقند کا عامل مقرر کر کے بھیجا، اپنے، خاندان کے پچیس آدمیوں کو لیکر شعبہ سمرقند روانہ ہوا۔ آمل کے راستہ سے بخارا آیا۔ یہاں سے دوسو آدمی اُسکے ساتھ ہو گئے، سُغد پہنچا۔ سُغد کے باشندوں نے عبدالرحمن

بن نعیم الغامدی کے دور ولایت میں بغاوت کردی تھی؛

عبدالرحمن اٹھارہ ماہ سغد کا والی رہا، بعد میں باشندگان سغد نے اطاعت قبول کرلی اور فرمان بردار ہو گئے تھے؛

شعبہ نے اہل سغد کو مخاطب کرکے ایک تقریر کی جس میں سغد کے عرب باشندوں کو خوب لعنت ملامت کی، انھیں بزدل ٹھہرایا اور کہا کہ میں نے تم میں کسی شخص کو مجروح نہیں دیکھا اور نہ کسی کے منہ سے کراہنے کی آواز سنتا ہوں، عربوں نے اُس کے سامنے معذرت کی اور کہا کہ ہمیں ہمارے فوجی گورنر علباء بن حبیب العبدی نے بزدل بنادیا؛

جب سعید خراسان آیا تو اُس نے عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کے اُن تمام عمال کو جو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں مقرر کئے گئے تھے گرفتار کرکے قید کردیا۔ عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری نے اُن کی سفارش کی، سعید نے اُن سے کہا کہ مجھے شکایت کی گئی ہے کہ اُن کے پاس خراج کا روپیہ ہے، عبدالرحمن نے کہا کہ میں اُس روپیہ کی ضمانت کرتا ہوں اور اُن کی طرف سے سات لاکھ درہم کی ضمانت کرلی۔ مگر سعید نے اس رقم کا پھر کوئی مطالبہ نہیں کیا۔

علی بن محمد کے بیان کے مطابق سعید سے شکایت کی گئی کہ جہم بن زحر الجعفی، عبدالعزیز بن عمرو بن الحجاج الزبیدی منتجع بن عبدالرحمن الازدی اور القعقاع الازدی نے جو یزید بن المہلب کے مقرر کردہ عمال تھے اِن میں کچھ اور بھی تھے اسطرح یہ کل آٹھ آدمی تھے مسلمانوں کی مالگزاری کے روپیہ میں کچھ روپیہ خورد برد کیا ہے۔ سعید نے اُن سب کو بلا بھیجا اور قہندز مرو میں قید کردیا؛

سعید سے کہا گیا کہ جب تک اُن لوگوں پر سختی نہ کیجائیگی یہ روپیہ نہ دینگے، سعید نے جہم کو بلوایا۔ لوگ اُسے ایک گدھے پر سوار کرکے قہندز مرو سے لائے، جب اُسے فیض بن عمران کے پاس لے گئے تو فیض اُسکے پاس گیا اور ناک پر ایک مکا رسید کیا، اسپر جہم نے کہا اے فاسق تو نے

یہ کیوں کیا۔ اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ شراب کے نشہ کی حالت میں لوگ تجھے میرے پاس لائے تھے تو میں نے تجھپر حد جاری کی تھی، سعید یہ بات سنکر بہت برہم ہوا اور اُس نے دوسو کوڑے جہم کے مارے، جسوقت جہم پٹ رہا تھا تو بازار والوں نے تکبیر کہی۔

سعید نے جہم اور اُن آٹھ آدمیوں کے قتل کا حکم دیدیا جو قید تھے یہ سب ورقا بن نصر الباہلی کے حوالے کردئے گئے مگر پھر ورقا نے اُنکی سفارش کی اور اُن کو معافی دلوادی۔ (دوسری روایت) مگر عبدالحمید بن وثاریا عبدالملک بن وثار ادعبیر بن نشیط باہلہ کے آزاد غلام نے جو کہ اس سعید خذنیہ کی ماں کا شوہر تھا سعید سے کہا کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے سپرد کردیجئے سعید نے یہ درخواست منظور کرلی۔ اِن لوگوں نے جہم۔ عبدالعزیز بن عمرو منتجع کو طرح طرح کی تکلیفیں دیکر مار ڈالا۔ اور قعقاع اور دوسرے لوگوں کو بھی اسقدر اذیتیں پہنچائیں کہ وہ بھی ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔

یہ لوگ اسی طرح جیل میں پڑے سڑتے رہے البتہ جب ترکوں اور اہل سغد سے جہاد شروع ہوا تو اُن لوگوں میں سے جو باقی بچے۔ تھے سعید نے اُنکی رہائی کا حکم دیا۔ سعید کہا کرتا تھا کہ خدا زبیر کا برا کرے کہ اُس نے جہم کو مار ڈالا۔

اس سنہ میں مسلمانوں نے اہل سغد اور ترکوں سے جہاد کیا اور اسی جنگ کے دوران میں قصر الباہلی کا مشہور واقعہ پیش آیا۔

نیز اسی سنہ میں سعید نے شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند کو موقوف کردیا۔

شعبہ کی برطرفی کے اسباب و واقعات

جب سعید خراسان آیا تو اُس نے وہاں کے چند مقامی روساء کو بلایا اور مشورہ کیا کہ کن شخصوں کو ضلع پر بھیجا جائے، اس جماعت نے چند عربوں کے نام پیش کئے، سعید نے انھیں لوگوں کو مامور کردیا مگر جب اُن ناموز لوگوں کی شکایتیں اُن کے پاس پہنچیں تو سعید نے ایک دن اُن لوگوں سے جو اُسکے دربار میں اُس روز آئے تھے کہا کہ جب میں اس شہر میں آیا تھا۔ یہاں کے

لوگوں سے ناواقف تھا، میں نے لوگوں سے مشورہ لیا۔ اور جب انھوں نے چند نام میرے سامنے پیش کیے تو میں نے اُن کے تفصیلی حالات اُن سے دریافت کیے، اور اُن کی تعریف کی گئی، اسی بنا پر میں نے اُنھیں مختلف مقامات کا عامل مقرر کردیا۔ اب میں سختی سے تم سے جواب طلب کرتا ہوں کہ تم نے کیوں مجھے میرے عمال کی حالت سے آگاہ نہیں کیا، اس پر تمام لوگوں نے اُن کی تعریف کی اس پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری نے کہا کہ اگر آپ تحکمانہ طریقہ پر ہم سے نہ پوچھتے تو میں خاموش رہتا مگر اب اس صورت میں تو میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے صرف مشرکین سے مشورہ کیا تھا اور انھوں نے صرف ایسے لوگوں کے نام لیے جو اُن کے مخالف نہ تھے یا جنکی مخالفت کا انھیں اندیشہ نہ تھا بس ہم تو اُن کے متعلق صرف اتنا ہی جانتے ہیں، سعید نے تکیہ کا سہارا لیا پھر بیٹھ گیا، اور یہ کہنے لگا، خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاہلین

(ترجمہ) (عفو اختیار کرو، نیک کام کا حکم دو، اور جاہلوں سے اعراض کرو)۔

اچھا جاؤ، دربار برخواست۔

سعید نے شعبہ کو سمرقند کی عاملی سے موقوف کردیا۔ اُسکی جگہ عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشخیر کو سپہ سالار اور سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو تحصیلدار مقرر کردیا۔ نیز معقل بن عروۃ القشیری کو ہرات کا عامل مقرر کیا اور معقل اپنے مستقر کو روانہ ہوگیا۔

لوگ سعد کی کچھ زیادہ پروانہ کرتے تھے اسکو کمزور سمجھنے لگے تھے اور خذینہ کہا کرتے تھے اسی بنا پر ترکوں کو بھی ہمت ہوئی کہ اسکا مقابلہ کریں۔ خاقان نے ترکوں کی ایک بڑی فوج جمع کرکے سغد بھیجدی کورصول ترکوں کا سپہ سالار تھا، ترک بڑھتے ہوئے قصر الباہلی پر آدھمکے؛ مگر بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اُس علاقہ کے ایک بڑے زمیندار نے بنی باہلہ کی ایک عورت سے جو اِس قلعہ میں تھی شادی کرنا چاہی ایک قاصد کے ذریعہ سے اُس عورت کے پاس پیام شادی بھیجا۔ مگر اُس عورت نے انکار کردیا اس پر زمیندار بہت برہم ہوا اور یہ امید لگائی کہ قلعہ کے اندر جسقدر

آدمی ہیں سب کو گرفتار کرلے اسطرح وہ عورت بھی اُسکے ہاتھ آجائے گی۔
کورصول نے اُس قلعہ کا محاصرہ کرلیا، قلعہ میں ایک سو خاندان والے مع اپنے اہل وعیال کے مقیم تھے اور عثمان بن عبداللہ اُسوقت سمرقند کا عامل تھا، محصورین نے اس ڈر سے کہ ممکن ہے کہ ہمیں مدد دینے والی فوج کے آنے میں تاخیر ہو جائے چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر ترکوں سے صلح کرلی اور اپنے سترہ آدمی بطور یرغمال ترکوں کے حوالے کردئے۔

دوسری طرف عثمان بن عبداللہ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے لوگوں میں منادی کردی، مسیب بن بشر الریاحی اور اُن کے ساتھ تمام قبائل کے چار ہزار بہادر اس مہم کے لئے تیار ہوگئے، اس پر شعبہ بن ظہیر نے کہا کہ اگر یہاں خراسان کے سوار ہوئے تو وہ اپنے مقصد کو حاصل نہ کرسکیں گے۔
بنی تمیم میں سے جو لوگ اس مہم پر جانے کے لئے آمادہ ہوئے اُنمیں شعبہ بن ظہیر النہشلی، بلعاء بن مجاہد العنبری، عمیرہ بن ربیعہ (متعلقہ قبیلہ بنی العجیف اور یہی عمیرۃ الشرید ہے) غالب بن المہاجر الطائی، (یہی ابوالعباس الطوسی ہے) ابوسعید معاویہ بن الحجاج الطائی، ثابت قطنہ، ابوالمہاجر بن دارۃ الغطفانی، ہلبیس الشیبانی، حجاج بن عمرو الطائی، حسان بن معدان الطائی، اشعث ابو جعامۃ الطائی اور عمرو بن حسان الطائی قابل ذکر ہیں،

جب سب لوگ فوجی میدان میں روانگی کے لئے تیار ہوگئے تو مسیب نے فوج کے سامنے ایک تقریر کی جس میں اُس نے کہا کہ تم لوگ خوب سمجھ لو کہ تم ترکوں اور خاقان وغیرہ کے بہترین سواروں پر پیش قدمی کررہے ہو اگر تم نے مقابلہ میں صبر و استقلال سے کام لیا تو اُسکے معاوضہ میں جنت ملیگی اور اگر بھاگے تو جہنم، اس لئے جس شخص کا ارادہ جہاد اور جہاد میں صبر و استقلال ظاہر کرنے کا ہو صرف وہ ہمارے ساتھ چلے، اس تقریر کو سنکر تیرہ سو (۱۳۰۰) آدمی واپس پلٹ گئے اور اب مسیب باقی ماندہ فوج کے ساتھ آگے بڑھا ایک فرسخ مسافت طے کرنے کے بعد اُس نے پھر وہی تقریر کی جو پہلے کرچکا تھا، اس مرتبہ اور ایک ہزار آدمی واپس چلے گئے، اس مقام سے ایک فرسخ آگے

بڑھکر پھر اُس نے وہی تقریر کی اور اس مرتبہ ایک ہزار اور رقم ہو گئے، غرض کہ اب یہاں سے بھی آگے بڑھا۔ اشہب بن عبید الحنظلی اس مہم میں رہبر تھا بڑھتے بڑھتے جب مسیب ترکوں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر رہگیا تو اُتی کا رئیس اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس علاقہ کے تمام رؤسا نے سوائے میرے ترکوں کی اطاعت کا حلف اُٹھا لیا ہے میرے ساتھ یہ تین سو جنگجو ہیں جو آپ کے جلو میں مرنے مارنے کے لئے تیار ہیں، علاوہ بریں مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ محصورین قلعہ نے ترکوں سے چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر صلح کر لی ہے اور ضمانت کے طور پر اپنے سترہ آدمی اُن کے حوالے کئے ہیں اس لئے جب ترکوں کو یہ علم ہوگا کہ آپ اُن کی امداد ہی کے لئے آئے ہیں وہ فوراً اُن سترہ آدمیوں کو قتل کر ڈالینگے۔

اِن سترہ آدمیوں میں جو ترکوں کے ہاتھ میں بطور ضمانت اسیر تھے نہشل بن یزید الباہلی بھی تھا، یہ بچ کر بھاگ آیا اور مارا نہیں گیا۔ اور نیز اشہب بن عبید اللہ الحنظلی بھی تھا، اور قرارداد یہ تھی کہ یا تو کل لڑو اور یا قلعہ کا دروازہ کھول دو۔

مسیب نے دو آدمیوں کو جنمیں ایک عرب اور ایک عجمی تھا اُسی رات گھوڑوں پر سوار کر کے روانہ کیا اور اُن سے کہا کہ دشمن کے قریب پہنچکر اپنے گھوڑوں کو کسی درخت سے باندھ دینا اور اُن کی حالت کی خبر لگانا، یہ دونوں شخص تاریک رات میں اپنے کام پر روانہ ہوئے، ترکوں نے قلعہ کے اطراف پانی بہا دیا تھا اور اس لئے کوئی شخص قلعہ کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا، بہر حال یہ دونوں قلعہ کے قریب پہنچے پہرہ والے نے انھیں ٹوکا، انھوں نے اُسے چلانے سے منع کیا اور کہا کہ عبد الملک بن وثار کو ہمارے پاس بلا لاؤ پہرہ والا عبد الملک کو بلا لایا۔ اُن دونوں نے اُس سے کہا کہ ہمیں مسیب نے بھیجا ہے، اور آپ کے لئے کمک آ گئی ہے، عبد الملک نے پوچھا کہ مسیب کہاں ہیں اُن دونوں نے کہا کہ یہاں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہیں، کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ آج رات اور کل کا دن کسی طرح دشمن کو روکے رکھیں، عبد الملک نے کہا کہ ہم نے تو اس بات کا اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے سامنے ہی اپنی عورتوں کو ہلاک کر دیں تاکہ کل ہم سب کے سب

ہی اس دنیائے فانی سے رحلت کر جائیں، وہ دونوں شخص پلٹ آئے، اور مسیب سے سارا ماجرا بیان کیا، یہ سنکر مسیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تو کل دشمن پر حملہ کروں گا جس کا جی چاہے میرے ساتھ چلے، مگر کسی شخص نے اس موقعہ پر اُس کا ساتھ نہیں چھوڑا اور سب نے آخر دم تک لڑنے کے لیئے اُس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اب مسیب روانہ ہوا۔ اس اثنا میں شہر کی حفاظت کے لیئے اُس کے چاروں طرف جو بانی چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہ اور بھی چڑھ گیا تھا۔ جب مسیب دشمن سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر رہگیا گھوڑے سے اوتر پڑا شب خون مارنے کا تہیہ کر لیا اور رات ہونے کے ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دیا۔ سب کے سب گھوڑوں پر جم گئے، مسیب بھی سوار ہوا، اپنے ساتھیوں کو صبر و استقامت پر ابھارتا رہا اور کہنے لگا کہ جس طرح اشراف، و جوانمرد ایسے نازک موقعہ پر صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں، اسی طرح تم بھی رہنا۔ اور ایسے ہی لوگوں کو فتح کی صورت میں اخلاقی اور مالی دونوں فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

مسیب نے انھیں حکم دیا کہ گھوڑوں کے توبڑے چڑھادو اور آگے سے اون کی لگام پکڑ کر چلو پھر جب دشمن کے بالکل قریب پہنچ جاؤ فوراً گھوڑوں پر سوار ہو جانا، اور انتہائی شجاعت اور عزم سے، حملہ کرنا تکبیر کہتے جانا اور یا محمدؐ، نعرۂ جنگ بلند کرنا۔ اور کبھی پیٹھ موڑنے والے کی تقلید نہ کرنا، دشمن کے جس قدر جانور ملیں سب کو تہ تیغ کر ڈالنا۔ کیونکہ جانوروں کے ہلاک کا نقصان تمھارے مقابلہ میں انھیں زیادہ محسوس ہوگا ایک چھوٹی ثابت قدم جماعت ایک بڑی بزدل جماعت سے زیادہ اچھی ہے اور تم لوگ ایسے تھوڑے بھی نہیں ہو کیونکہ سات سو تلواریں جس لشکر پر پڑیں، اُسی کا تمام کس بل نکال دیں۔ اگرچہ اُس لشکر کی تعداد کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

اس تقریر کے بعد مسیب نے اُنھیں باقاعدہ طریقہ جنگ پر تقسیم کیا، کثیر الدبوسی کو میمنہ حوالے کیا بنی ربیعہ کے ایک شخص کو جس کا نام ثابت قداتہ تھا۔ میسرہ کا سردار بنایا۔ اور اب اس ترتیب سے یہ جماعت دشمن کی طرف بڑھی۔

صبح نمودار ہو چکی تھی کہ یہ جماعت دشمن سے دو سو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی، اور ایک دم تکبیر کی آوازہ سے ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ ترک سراسیمگی کی حالت میں اٹھے مگر اس وقت تک تو مسلمان اُن کے پڑاؤ میں جا گھسے تھے مسلمانوں نے اُنکے جانوروں کو ذبح کر ڈالا مگر ترکوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا بلکہ مسلمانوں کی ترتیب جاتی رہی اور وہ شکست کھا کر مسیب کی طرف پلٹے ترک بھی برابر تعاقب میں بڑھتے چلے آئے اور انھوں نے مسیب کی سواری کے جانور کے پچھلے حصّہ پر تلوار کا وار کیا اس نازک موقع پر مسلمانوں میں سے بختری ابو عبداللہ المرائی۔ محمد بن قیس الغنوی۔ (یا محمد بن قیس العنبری) زیاد الاصبہانی معاویہ بن الحجاج اور ثابت قطنہ گھوڑوں سے اُتر کر دشمن سے دست و گریبان ہو گئے لڑتے لڑتے بختری کا دایاں ہاتھ کٹ گیا انھوں نے بائیں ہاتھ میں تلوار لے لی اور اُسی سے لڑتے رہے وہ بھی کٹ گیا، تو اپنے دونوں مقطوع ہاتھوں ہی سے بچاؤ کرتے رہے آخر کار اسی طرح شہید ہوئے۔ محمد بن قیس العنبری یا غنوی اور شبیب بن الحجاج الطائی بھی شہید ہوئے مگر یہ مشرک شکست کھا کر پیچھے ہٹے، ثابت قطنہ نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا، مسیب نے یہ منادی کر دی کہ مسلمان مشرکین کا تعاقب نہ کریں کیونکہ کفار کو رعب کی وجہ سے یہ معلوم نہیں کہ آیا ہم اُن کا تعاقب کریں گے یا نہیں۔ قلعہ کا رخ کرو، سوائے نقدی کے کوئی اور چیز اپنے ساتھ نہ اٹھاؤ۔ اور جو شخص پیدل چل سکتا ہے اُسے سواری پر سوار مت کرو مسیب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص حسبۃً للہ کسی عورت۔ بچے یا ضعیف العمر کو سوار کرا لیگا اُسکا اجر خدا دیگا اور جس کسی نے انکار کیا اُسے چالیس درہم دیئے جائینگے، اگر قلعہ میں کوئی ایسا شخص ہو جسکی حفاظت جان کا مسلمانوں نے ذمہ لیا ہو تو اُسے بھی سوار کرا لیا جائے غرض کہ مسلمان قلعہ میں جا گھسے اور جسقدر آدمی اُس میں تھے سبکو سوار کرا لیا۔

بنی فقیم کا ایک شہسوار ایک عورت کے قریب پہنچا۔ اُس عورت نے اُس سے مدد مانگی، شہسوار ٹھہر گیا، اور کہا کہ میرے گھوڑے کے پچھلے حصّہ پر

آجاؤ یہ تمہارے لئے موجود ہے، وہ عورت ایک ہی چھلانگ میں گھوڑے کی پشت پر آبیٹھی، معلوم ہوا کہ یہ تو اُس مرد سے بھی اچھی شہسوار ہے شہسوار نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس عورت کے ایک ننھے بچے کو بھی اُٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا۔

دوسری طرف ترک پسپا ہو کر خاقان کے پاس پہنچے۔ خاقان نے انھیں اپنے قلعہ میں فروکش کیا کھانا کھلایا اور کہا کہ تم سمرقند چلے جاؤ، مسلمان تمہارا تعاقب نہ کریں گے، چنانچہ ترک سمرقند چلے گئے،

اس طرف مسیب نے دریافت کیا کہ قلعہ میں کوئی شخص باقی تو نہیں رہا لوگوں نے ہلال الحریری کا نام لیا، مسیب نے کہا کہ میں تو انھیں نہ چھوڑں گا، چنانچہ خود مسیب اُس کے پاس آیا دیکھا کہ کچھ اُوپر تیس زخم اُنھیں آئے ہیں، مسیب نے انھیں سوار کرلیا، ہلال ان زخموں سے اچھا ہو گیا، البتہ اسکے بعد جنید کے ساتھ جنگ شعب میں مارا گیا۔

دوسرے دن ترکوں نے واپس آکر دیکھا تو قلعہ میں کسی کو بھی نہ پایا اور اپنے مقتولین کو دیکھ کر کہنے لگے کہ جو لوگ آئے تھے وہ انسان نہ تھے۔

اس رات کی جنگ میں ابو سعید معاویہ بن الحجاج الطائی کی ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک ہاتھ بھی لنجا ہو گیا بعد میں سعید کی جانب سے کسی مقام کے حاکم بھی مقرر کیے گئے تھے، مگر انپر کچھ سرکاری مطالبہ نکلا جسکے مواخذہ میں گرفتار کیے گئے، اور سعید نے انھیں شداد بن خلید الباہلی کے سپرد کیا کہ وہ حساب فہمی کر کے واجب الادا وصول کرلیں۔

شداد نے انپر طرح طرح کی سختیاں شروع کیں، اُنھوں نے بنی قیس کو مخاطب کر کے کہا کہ سنو میں قصر الباہلی کی جنگ میں شریک ہوا۔ میری گرفت شدید اور میری نظر بہت تیز تھی، اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک ہاتھ بیکار ہو گیا، دوسرے نبرد آزماوں کے ساتھ میں نے بھی داد مردانگی دی اور بنی باہلہ کو ایسے خطرہ سے نکال لیا کہ وہ اُسکے قریب پہنچ گئے تھے کہ قتل کئے جاتے قید کئے جاتے اور لونڈی غلام بنا لئے جاتے، مگر دیکھو

تمہارا یہ ایک بھائی میرے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کر رہا ہے، اس سے میرا پیچھا چھڑاؤ، چنانچہ شداد نے انھیں پھر چھوڑ دیا۔

ایک وہ شخص جو اس رات خود قلعہ کے اندر تھا بیان کرتا ہے کہ جب فریقین کا مقابلہ ہوا تو لوگوں کی آواز، ہتھیاروں کی کھٹا کھٹ اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے ہم سمجھے کہ قیامت برپا ہو گئی ہے۔

اسی سنہ میں سعید غذینہ نے دریائے بلخ کو عبور کر کے سغد پر اس لئے جہاد کیا کہ اہل سغد نے خلاف معاہدہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ترکوں کو امداد دی تھی۔

اس جہاد کے واقعات کا تذکرہ

اس مہم کی وجہ جیسا کہ بیان کی گئی ہے یہ تھی کہ ترک سغد کی طرف پلٹے، لوگوں نے سعید سے کہا کہ تم نے جہاد ترک کر رکھا ہے اور ترکوں نے لوٹ مار مچا رکھی ہے اور اہل سغد بھی باغی ہو گئے ہیں اس بنا پر سعید نے دریا کو عبور کر کے سغد کا قصد کیا، ترکوں اور اہل سغد کی ایک جماعت سے سعید کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے انھیں شکست دیکر بھگا دیا۔

سعید نے حکم دیا کہ تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ سغد امیر المومنین کا باغ ہے تم نے انھیں شکست دیکر بھگا دیا ہے کیا اب تم چاہتے ہو کہ انھیں بالکل نیست و نابود کر دو، اے عراقیو تم نے بارہا خلفاء سے جنگ کی مگر کیا انھوں نے تمھیں ملیامیٹ کر دیا؟

مسلمان آگے بڑھکر ایک ندی پر پہنچے جو اہل سغد اور مرج کے درمیان تھی، یہاں عبدالرحمن بن صبح نے کہا کہ ڈھالوں والے اور پیدل اسے عبور نہ کریں ان کے علاوہ اور فوج اسے عبور کرے، حسب الحکم فوج نے اس ندی کو عبور کیا مگر ترکوں نے بھی انھیں دیکھ لیا تھا، اور اسی لئے وہ کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہے، مسلمانوں کا رسالہ ان سے دوچار ہوا، جنگ ہوئی۔ ترک پیچھے ہٹے، مسلمان ان کے تعاقب میں بڑھتے چلے گئے، جب کمین گاہ سے آگے نکل گئے تو پیچھے سے اور کفار نکل پڑے اور مسلمانوں کو پسپا ہو کر پھر اسی ندی کے کنارے آنا پڑا۔

اس نازک موقع پر عبدالرحمن بن صبیح نے مسلمانوں سے کہا کہ آگے بڑھکر انکا مقابلہ کرو اور
ابھی دریا کو عبور نہ کرو کیونکہ اگر ایسی حالت میں تم نے دریا عبور کیا تو وہ تمھیں تباہ کر ڈالینگے،
اس حکم کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا ترک اُن
سے ہٹ کر چلے گئے، اور پھر اُنھوں نے مسلمانوں کا پیچھا نہیں کیا۔

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اُس روز شعبہ بن ظہیر اور اسکے ساتھی
شہید ہوئے، مگر بعض دوسرے ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اُس روز
تو ترک جنکے ساتھ اہل سغد کی ایک جماعت تھی شکست کھاکر پیچھے ہٹ گئے۔
دوسرے دن مسلمانوں کا طلایہ جس میں بنی تمیم تھے گرداوری کے لیے نکلا۔ اُنکی
بے خبری کی حالت میں ترکوں نے ایک جھاڑی سے نکلکر بنی تمیم کو آلیا بنی تمیم
کے رسالہ کا سردار شعبہ بن ظہیر تھا، شعبہ ترکوں سے مقابل ہوا۔ مگر قبل اسکے
کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو سکے ترکوں نے اُسے شہید کر ڈالا۔

اس جھڑپ میں ایک اور عرب شہید ہوا۔ اُسکی ایک لونڈی نے جس نے
مہندی لگا رکھی تھی بین و بکا شروع کیا کہ میں کب تک تیرے لئے مہندی لگاؤں
حالانکہ اب تو تو خون میں رنگین ہے، اسی طرح اُس نے اور بہت سے دردانگیز
جملے کہے کہ سارے لشکر سے اشکوںکا خراج وصول کیا۔ پچاس آدمی اس موقع
پر کام آئے، مسلمانوں کے طلایہ کو شکست ہوئی اور اصل فوج کو صحیح واقعہ
کی اطلاع ہوئی۔

عبدالرحمن بن المہلب العدوی بیان کرتا ہے کہ خبر ملنے کے بعد سب سے
پہلے میں اُن لوگوں کے پاس پہنچا۔ میں اُسوقت ایک تیز رفتار گھوڑے
پر سوار تھا، مقام جنگ میں پہنچکر میں نے عبداللہ بن زہیر کو ایک چھوٹے
درخت کے پہلو میں پڑا پایا۔ اس کے جسم پر اس قدر تیر لگے تھے کہ وہ سیہ
معلوم ہوتے تھے۔ اور روح پرواز کر چکی تھی خلیل بن اوس العبشمی متعلقہ قبیلہ
بنی ظالم جو ایک نوجوان شخص تھا گھوڑے پر سوار میدان کارزار میں پہنچا۔
اور اُس نے بنی تمیم کو للکارا کہ میں خلیل ہوں میری طرف آؤ، کچھ لوگ اُسکے
پاس آگئے، انھیں لیکر وہ دشمن پر حملہ آور ہوا اور اسے اپنے لوگوں کی طرف

بڑھنے سے روکدیا۔ اتنے میں خود امیر اور پوری فوج آپہنچی اور دشمن نے شکست کھاکر راہِ فرار اختیار کی۔ اُسی روز سے خلیل بنی تمیم کے رسالہ کا سردار ہوگیا، اُس کے بعد نصر بن سیار سردار ہوا۔ اُسکے بعد بنی تمیم کی سرداری پھر خلیل کے بھائی حکم بن اوس کو ملی۔ ایک ــــ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی جنگ کے دوران میں سورہ بن الحر نے حیان سے کہا کہ اے حیان واپس چلو۔ حیان نے کہا کہ یہ خدا کی راہ کی بازی ہے کیا میں اسے چھوڑ دوں اور واپس چلا جاؤں سورہ نے کہا "اے نبطی"، حیان نے جواب دیا خدا تیرے چہرہ کو سفید کردے۔

حیان النبطی کی کنیت جنگ میں ابوالہیاج تھی۔

سعید نے دو مرتبہ دریا کو عبور کیا۔ مگر سمرقند سے آگے نہیں بڑھا۔ پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل فروکش ہو معقلہ بن ہبیرہ الشیبانی کے آزاد غلام حیان نے اُس سے کہا کہ جناب والا اہلِ سغد پر حملہ آور ہوں۔ سعید نے کہا نہیں۔ یہ امیر المومنین کا خاص علاقہ ہے، یہ گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دھواں اُٹھا دریافت حقیقت سے معلوم ہوا کہ اہل سغد نے سرکشی اور بغاوت کردی ہے اور اُن کے ہمراہ کچھ ترک بھی ہیں۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے انھیں جا دبوچا۔ اہل سغد شکست کھاکر بھاگ گئے، مسلمان بھی اُن کے تعاقب میں برابر بڑھتے گئے۔ مگر پھر سعید نے اعلان کردیا کہ ان کا تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ سغد امیر المومنین کا باغ ہے تم نے انھیں شکست دیکر بھگا دیا اب کیا انھیں بالکل نیست ونابود کرنا چاہتے ہو، اے عراقیو تم بھی کئی مرتبہ امیر المومنین سے بغاوت کرچکے ہو مگر انھوں نے تم سے درگزر کیا اور تمہارا استیصال نہیں کیا۔ اس کے بعد سعید واپس چلا آیا۔

دوسرے سال سعید نے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو وَرغسر بھیجدیا۔ اُنھوں نے اپنے دل میں آرزو کی کہ کاش دشمن سے ہمارا آمنا سامنا ہوجائے تو ہم اُسے مزا چکھائیں۔

سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی سریہ بھیجتا تھا اور یہ لشکر مال غنیمت اور لونڈی غلام جہاد سے اپنے ساتھ لاتا تو سعید قیدیوں کو چھوڑ دیتا اور

لشکر کو اِس حرکت پر زجر و توبیخ کرتا۔ اس پر ہجری نام ایک شاعر نے چند طنزیہ شعر بھی کہے۔

"خدا تیرے چہرہ کو سفید کرے" اِس جملہ کے کہنے پر سورہ بن الحر کے دل میں حیان النبطی کی عداوت جاگزیں ہوگئی تھی اسی بنا پر سورہ نے ایک دن سعید سے اُسکی شکایت کی اور کہا کہ اس غلام نے تمام باشندوں کو عربوں اور سرکاری عمال کا دشمن بنا دیا ہے۔ اسی نے قتیبہ بن مسلم کی راہ میں خراسان کی حکومت کرنے میں مشکلات پیدا کر دی تھیں اور یہ تمھارے ساتھ بھی ایسا ہی کریگا اور پھر کسی قلعہ میں جاکر بیٹھ رہیگا۔

سعید نے کہا اے سورہ یہ بات کسی اور کو ہرگز نہ سنانا اس بات کو سنکر سعید چند روز خاموش رہا۔ ایک دن اپنے دربار میں دودھ منگوایا سونا منگوایا اُسے گھول کیا گیا اور وہ حیان کے پیالہ میں ڈالدیا گیا، حیان نے اُسے پی لیا۔ اسکے بعد سعید اور دوسرے لوگ گھوڑوں پر سوار ہوکر مقام بارکث تک جو چار فرسخ کے فاصلہ پر تھا اس طریقہ پر گئے گویا کہ دشمن کی تلاش میں جارہے ہیں۔ بارکث تک جاکر سب واپس آگئے اس دودھ کے پینے کے بعد حیان چار روز اور زندہ رہا اور چوتھے روز اُس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

اب سعید نے لوگوں پر سختیاں شروع کیں۔ اور لوگوں نے سعید کی تضعیف کی، بنی اسد کا ایک شخص اسمٰعیل نامی تھا جو مروان بن محمدؐ سے جا ملا تھا۔ ایک دن کسی شخص نے اسمٰعیل اور مروان سے اُسکی دوستی کا تذکرہ سعید کے سامنے کیا۔ سعید نے اُسپر کہا اس دوغلے کا کیا تذکرہ کرتے ہو اسمٰعیل نے بھی سعید کی ہجو میں چند شعر کہکر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔

اسی سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک عراق و خراسان کی صوبہ داری سے معزول کردیا گیا اور شام واپس آگیا۔

"مسلمہ بن عبدالملک کی معزولی کے اسباب و واقعات کا تذکرہ"

مسلمہ نے جب سے وہ عراق و خراسان کا صوبہ دار ہوا تھا خراج کا

ایک پیسہ امیر المومنین کو نہیں بھیجا۔ یزید بن عاتکہ نے (یزید بن الولید) اسکی برطرفی کا ارادہ کیا مگر بعد میں مروت مانع آئی اسلئے یزید نے مسلمۃ کو لکھا کہ تم کسی شخص کو اپنا جانشین بنا کر میرے پاس آؤ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسلمۃ نے عبد العزیز بن حاتم بن نعمان الباہلی سے مشورہ کیا کہ میں امیر المومنین کی ملاقات کو جانا چاہتا ہوں عبد العزیز نے کہا کہ ابھی حال میں تو تم اُن سے مل چکے ہو پھر ایسا کونسا اُن سے ملنے کا تمھیں شوق پیدا ہوا ہے جسکی وجہ سے بیتاب ہو۔ مسلمہ نے اپنے ارادہ پر اصرار کیا۔ اسپر عبد العزیز نے کہا تو اچھا پھر سمجھلو کہ ادھر تم اپنے علاقہ سے باہر نکلوگے اُدھر دوسرا شخص صوبہ دار ہو کر تمھاری جگہ آتا ہوا تمھیں ملیگا۔

غرض کہ مسلمہ روانہ ہوا۔ دورین پہنچا تھا کہ عمرو بن ہبیرہ ملا جو ڈاک کے پانچ گھوڑوں پر منزلیں طے کر رہا تھا۔ ابن ہبیرہ مسلمۃ سے ملنے گیا۔ مسلمۃ نے اُس سے پوچھا کہاں جاتے ہو، ابن ہبیرہ نے کہا کہ امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال و متاع پر قبضہ کرنے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔

ابن ہبیرہ کے جانے کے بعد مسلمۃ نے عبد العزیز کو بلا کر کہا لیجئے دیکھئے یہ ابن ہبیرہ ہمیں راستہ میں ملا ہے عبد العزیز نے کہا ہاں میں نے تو آپ کو پہلے ہی خبر کردی تھی۔ مسلمۃ نے کہا مگر اُسے تو امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال و متاع کی ضبطی کے لئے بھیجا ہے، عبد العزیز نے کہا آپ کا یہ کہنا پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے، کیا یہ قیاس میں آنے والی بات ہے کہ محض بنی المہلب کے املاک پر قبضہ کرنے کے لئے ایسے شخص کو جزیرہ سے عراق بھیجا گیا ہو، اور واقعہ بھی یہی ہوا چند ہی روز کے بعد مسلمۃ کو معلوم ہوا کہ ابن ہبیرہ نے اُسکے مقرر کردہ تمام عُمّال کو برطرف کر دیا ہے اور اون پر سختیاں شروع کر دی ہیں۔ اسپر فرزوق نے یہ شعر بھی کہے۔

راحت بمسلمۃ الرکاب مودعًا	فارعی فزارۃ لاھناک المرتع
عزل ابن بشر و ابن عمر قبلہ	واخو ھراۃ لمثلھا یتوقع
ولقد علمت لئن فزارۃ اُمّرت	ان سوف یطمع فی الامارۃ اشجع
من خلق ربك ماھو و لمثلھم	فی مثل ما نالت فزارۃ یطمع

(ترجمہ) سواریاں مسلمہ کو رخصت کر کے لیگئیں۔ پس چرایا فزارہ نے۔ تو خوشگوار ہو تجھے چراگاہ۔ ابن بشر موقوف کر دیا گیا۔ اور ابن عمر اُس سے پہلے اور ہراۃ والا بھی ایسی ہی توقع رکھتا ہے، اور میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ اگر فزارہ امیر ہو گیا تو عنقریب امارۃ کی آرزو وہ شخص کریگا جو مخلوقات میں سے سب سے زیادہ بہادر ہوگا۔ اور نہ وہ اور اُن جیسے اس چیز کی آرزو کرتے ہیں جسے کہ فزارہ نے پالیا۔

ابن بشر سے مُراد بشر بن عبد الملک بن بشر بن مروان ہے اور ابن عمر و سے مُراد محمد ذو الشامہ بن عمرو بن الولید اور راعی ہراۃ سے سعید خذینہ بن عبد العزیز مُراد ہے جو خراسان کا مسلمہ کی طرف سے عامل تھا۔

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے آرمینیا میں رومیوں سے جہاد کیا۔ انھیں شکست دی۔ بہت سے قیدی گرفتار کیے، بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے سات سو قیدی گرفتار کیے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسی سنہ میں میسرہ نے عراق سے اپنے قاصدوں کو خراسان بھیجا۔ اور خراسان میں بنی عباس کی حمایت کی تحریک شروع ہوئی۔ بنی تمیم کے ایک شخص عمرو بن بحیر بن ورقاء السعدی نے سعید خذینہ سے آکر کہا کہ یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جنھوں نے ہمارے مفاد کے خلاف باتیں کی ہیں۔ سعید نے اُن لوگوں کو بلوا کر پوچھا کہ تم کون ہو انھوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں۔ سعید نے اُن سے پوچھا کہ ان باتوں کی کیا حقیقت ہے، جو تمھارے متعلق بیان کی گئی ہیں۔ انھوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی، سعید نے کہا تم لوگ داعی بنکر آئے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ خود ہمارے اپنے اور ہماری تجارت کے کاروبار ہی سے ہمیں فرصت نہیں ہم بھلا یہ باتیں کیونکر کرنے لگے، پھر سعید نے پوچھا کہ ان لوگوں کو کون جانتا ہے، اسپر خراسان کے بہت سے متوطن جنمیں زیادہ تر بنی ربیعہ اور اہل یمن تھے سعید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم انھیں جانتے ہیں اور اس بات کے ضامن ہیں کہ کوئی ایسی بات جو آپ کے ناگوار خاطر ہو آپ انکی جانب سے نہ سنیگے، اسپر سعید نے انھیں چھوڑ دیا۔

نیز اسی سنہ میں یزید بن ابی مسلم افریقیا (قیروان) کا صوبہ دار افریقیا میں قتل کیا گیا۔

یزید بن ابی مسلم کے قتل کے حالات

یزید کے قتل کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یزید نے یہاں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا چاہا جو حجاج بن یوسف نے عراق میں اُن دیہات کے رہنے والے ذمیوں کے ساتھ کیا تھا جو شہروں میں آباد ہو گئے تھے۔ بعد ازاں عراق میں وہ لوگ جنھیں حجاج نے اُن کے دیہات اور اُن قصبات میں جہاں بازار لگتا تھا واپس بھیج دیا اسلام لے آئے مگر اُس پر بھی حجاج نے اُن پر وہی جزیہ عاید کیا جو اُن سے کفر کی حالت میں لیا جاتا تھا۔ اسی طرزِ عمل کو یزید نے اپنے علاقہ میں بھی جاری کرنا چاہا باشندوں نے مشورہ کیا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے، سب کی صلاح ہوئی کہ اسے قتل کر ڈالو۔ چنانچہ اُسے قتل کر کے اُسکی جگہ محمد بن یزید انصار کے آزاد غلام کو جو یزید بن ابی مسلم سے پہلے افریقیا کا صوبہ دار بھی رہ چکا تھا اور جو اُسکی فوج میں بھی تھا خود ہی اپنا صوبہ دار مقرر کر لیا اور امیر المومنین یزید بن عبد الملک کو لکھ بھیجا کہ ہم آپ کی اطاعت، اور بیعت سے منحرف نہیں ہوئے ہیں مگر چونکہ یزید بن ابی مسلم نے ہم پر ایسی بات عاید کی جسے نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ مسلمان اس لئے ہم نے اُسے قتل کر ڈالا اور آپ کے سابق صوبہ دار کو پھر اپنا صوبہ دار بنا لیا ہے۔

اس پر یزید نے لکھا کہ جو کچھ یزید بن ابی مسلم نے کیا تھا اُس پر میں نے رضا مندی ظاہر نہیں کی اور یزید نے بھی محمد بن یزید کو افریقیا کی صوبہ داری پر بحال رکھا۔

اسی سنہ میں عمر بن ہبیرہ بن مُعیّہ بن سُکین بن خدیج بن مالک بن سعد بن عدی بن فزارہ عراق و خراسان کا ناظمِ اعلیٰ مقرر ہوا۔

عبد الرحمٰن بن ضحاک اس سال امیرِ حج تھے۔ یہ مدینہ کے عامل تھے۔ عبد العزیز

بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے عامل تھے ۔ محمد بن عمرو بن ذوالشامہ کوفہ کا عامل تھا
قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے ۔ عبدالملک بن بشر بن
مروان بصرہ کا عامل تھا۔ سعید خذینہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔ اور اسامہ بن زید
مصر کے صوبہ دار تھے ۔

سنہ ۱۰۳ ہجری کے واقعات کا تذکرہ

اس سال عمر بن ہبیرہ نے سعید خذینہ کو خراسان کی صوبہ داری
سے معزول کر دیا۔ اس کی وجہ ارباب سیر نے یہ بیان کی ہے کہ مجشر بن مزاحم السلمی
اور عبداللہ بن عمیر اللیثی دونوں عمر کے پاس آئے اور سعید کی شکایت کی ۔
عمر نے سعید کو برطرف کر دیا اُسکی جگہ سعید بن عمرو بن الاسود بن مالک بن کعب
بن وقدان بن الحریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا
سعید خذینہ اپنی برطرفی کے وقت سمرقند کے دروازہ کے سامنے
جہاد میں مصروف تھا جب لوگوں کو اُسکی برطرفی کا علم ہوا تو سعید واپس پلٹ آیا
اور ایک ہزار شہسوار سمرقند میں چھوڑ دیے، اسپر نہار بن توسعہ نے یہ دو شعر کہے

فمن ذا مبلغ فتیان قومی — بان النبل ریشت کل ریش
بان اللہ ابدل من سعید — سعیداً لا المخنث من قریش

(ترجمہ) کون شخص ہے جو میری قوم کے نوجوانوں کو یہ خبر پہنچا دے کہ
اب تیروں پوری طور پر پر لگ گئے ہیں اس لئے کہ اللہ نے سعید کی جگہ
ایک ایسے دوسرے سعید کو بھیجدیا ہے جو مخنث نہیں ہے اور قریش سے ہے ۔
سعید نے سعید خذینہ کے جسقدر مقرر کردہ عمال تھے انھیں بدستور بحال
رکھا، ایک شخص نے اپنے فرمانِ تقرر کو بہت ہی خوش الحانی سے پڑھنا شروع
کیا۔ اُس پر سعید نے کہا کہ چپ ہو جا، جو کچھ تم نے سنا ہے یہ کاتب کی طرف سے
ہے امیر اس سے بے تعلق ہے ۔ اس بات کے کہنے پر ایک شاعر نے
سعید کی ہجو میں یہ شعر کہا۔

تبدلنا سعیداً من سعید — لجدّ السوء والقدر المتاح

(ترجمہ) ہماری بدبختی اور بدقسمتی کی وجہ سے ایک سعید کے عوض دوسرا سعید آیا ہے۔

اس سال عباس بن الولید نے رومیوں سے جہاد کیا اور شہر رسلہ فتح کیا نیز اسی سنہ میں ترکوں نے لان پر غارت گری کی۔

اسی سنہ میں مکہ بھی مدینہ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن ضحاک الفہری کے ماتحت کر دیا گیا، عبدالواحد بن عبداللہ النضری طائف کا عامل مقرر کیا گیا۔ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا گیا، اور نیز عبدالرحمٰن بن ضحاک کو حکم دیا گیا کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور عثمان بن حیان المری کے درمیان صلح کرا دے۔ اُن کے باہمی نزاع کا قصہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

عبدالرحمٰن بن ضحاک ہی اس سال امیر حج تھا۔ جو یزید بن عاتکہ کی طرف سے مکہ و مدینہ کا عامل تھا، طائف پر عبدالواحد بن عبداللہ النضری عامل تھا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق و خراسان کے ناظم اعلیٰ تھے، اور اُن کی طرف سے سعید بن عمرو الحرشی خراسان کا صوبہ دار تھا، قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے، اور عبدالملک بن یعلیٰ بصرہ کے قاضی تھے۔

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

حرشی کے خراسان کا عامل مقرر کیے جانے کے اسباب کا بیان

ابن ہبیرہ جب عراق کا والی ہوا تو اُس نے یزید بن عبدالملک کو اُن لوگوں کے نام لکھے جنھوں نے جنگ عقر میں شجاعت و جوانمردی کا اظہار کیا تھا۔ خط کو پڑھ کر یزید نے کہا کہ ابن ہبیرہ نے حرشی کا ذکر کیوں نہیں کیا اور پھر اُسے لکھا کہ حرشی کو خراسان کا عامل مقرر کر دو، چنانچہ ابن ہبیرہ نے اس حکم کی تعمیل میں حرشی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

سنہ ۱۰۳ھ میں حرشی نے اپنے مقدمۃ الجیش پر مجشر بن مزاحم السلمی کو اپنے آگے روانہ کیا۔ جب حرشی خراسان آیا اُس وقت مسلمان دشمن کے مقابلہ پر تھے اور انھیں دشمن کے مقابلہ میں ناکامی کا منہ بھی دیکھنا پڑا تھا، حرشی

نے انکے سامنے تقریر کی اور جہاد پر برانگیختہ کیا اور کہا کہ تم دشمنانِ اسلام سے محض تعداد اور سامان کی وجہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اسلام کی عزت کی وجہ سے اسلئے لا حول ولا قوۃ الا باللہ (صرف اللہ ہی کو قوت و طاقت حاصل ہے)

اسی سال سعید بن عمرو الحرشی کے خراسان آنے پر اہل سغد اپنے شہروں کو چھوڑ کر فرغانہ چلے گئے اور وہاں کے بادشاہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں امداد کے طالب ہوئے!

اہل سغد کا بادشاہ فرغانہ سے مدد طلب کرنا

اہل سغد نے سعید خذینہ کی لڑائیوں میں ترکوں کی امداد کی تھی، جب حرشی خراسان کا صوبہ دار ہوا تو انھیں اپنی جانوں کا خوف ہوا اور اُن کے سرداروں نے اپنے ملک سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ مگر اُنکے بادشاہ نے کہا کہ تم ایسا نہ کرو۔ یہیں رہو، گذشتہ سنین کا خراج حرشی کے پاس لیجاؤ، آیندہ سالوں کی ضمانت دیدو اور وعدہ کر لو کہ زمینوں کو آباد کریں گے اور اگر وہ چاہے تو ہم اُسکے ساتھ جہاد میں بھی شریک ہوں گے، اپنے گذشتہ طرز عمل کی معذرت کرو اور اپنے یرغمال اُسکے حوالے کردو۔

مگر رعایا نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ خوش نہ ہوگا اور نہ ہماری ان باتوں کو قبول کریگا۔ ہم خجندہ جاتے ہیں اُسکے بادشاہ کے پاس پناہ لینگے اور پھر قاصد کے ذریعہ امیر سے اپنی گذشتہ خطاؤں کی معافی کی درخواست کرینگے اور یہ وعدہ کریں گے کہ اب ہماری جانب سے وہ کوئی ایسی بات نہیں دیکھیگا جو اُسکے ناگوار خاطر ہو، بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تم ہی میں سے ہوں اور جو مشورہ میں نے دیا تھا وہ تمھاری بھلائی کے لئے تھا۔ مگر اُن لوگوں نے بادشاہ کا کہا نہ مانا اور خجندہ کی طرف چلے، کارزنج۔ کشتین بمیارکث اور ثابت باشندگان اشتیخن کو لیکر نکلے۔ فرغانہ کے بادشاہ طار کو لکھا کہ آپ ہماری حفاظت کیجئے اور ہمیں اپنے شہر میں فروکش کیجئے پہلے تو اُسکا ارادہ ہو گیا کہ ایسا ہی کرے مگر پھر اُسکی ماں نے کہا کہ اِن شیطانوں کو اپنے دار السلطنت میں نہ ٹھہرنے دو، اگر ایسا ہی ہے تو

کوئی اور قصبہ خالی کردو تاکہ یہ لوگ اُس میں رہیں۔
بادشاہ نے اس بات کو پسند کیا اور اُن سے کہلا بھیجا کہ کسی قصبہ کو تم بتاؤ میں اوسے تمھارے لیئے خالی کرا دیتا ہوں اور چالیس دن کی مجھے مہلت دو، (بعض راویوں نے بیس روز کی مہلت بیان کی ہے)، اور اگر تم چاہو تو میں عصام بن عبداللہ الباہلی کا درّہ تمھارے لیئے خالی کردوں، (قتیبہ نے عصام کو اُن میں اپنا جانشین بنایا تھا) ان لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ آپ اُس درّہ کو ہمارے لیئے خالی کر دیجیے، بادشاہ نے اُسے منظور کرلیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جب تک تم لوگ اس درّہ میں داخل نہ ہو جاؤ گے تمھارا مجھپر کوئی حق حفاظت نہیں ہے، اور اگر اس درہ میں داخل ہونے سے پہلے عربوں نے تمھیں آلیا تو میں تمھاری حفاظت کے لیے اُن کی مدافعت نہ کروں گا، اُن لوگوں نے اسے بھی منظور کرلیا اور درّہ اُن کے لیئے خالی کر دیا گیا۔
یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قبل اسکے کہ یہ لوگ اپنے شہروں کو خیرباد کہیں ابن ہبیرہ نے اُن سے کہا تھا کہ تم اپنے شہروں میں رہو، جسے تم چاہو تمھارا عامل بنا دیا جائے، مگر اُنھوں نے اسے بھی نہ مانا اور خجندہ چلے گئے۔
درہ عصام۔ یہ اسفرہ کا جو اُس وقت فرغانہ کا ولی عہد تھا رستاق تھا اور فرغانہ کے بادشاہ کا نام بلاذ یا بیلاذ، الوانوجور تھا۔
یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کارزنج نے اُن سے کہا تھا کہ یہ تین باتیں ہیں تمھارے سامنے پیش کرتا ہوں انھیں اختیار کرو، اگر ان پر عمل نہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے پہلے یہ کہ سعید عرب کا شہور بہادر ہے اور اُس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کو اپنے خاص منتخب شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا ہے اُس پر شب خون مارو اور قتل کر ڈالو، کیونکہ جب حرشی کو اسکے قتل کی اطلاع ملیگی وہ تمھارے خلاف فوجکشی کرنے سے رُک جائیگا، مگر اس تجویز کو اُنھوں نے نہ مانا۔
پھر کارزنج نے کہا کہ اچھا یہ کرو کہ دریائے شاش کو عبور کرکے اہل شاش کے پاس چلو اور جو چاہتے ہو اُس کی اُن سے درخواست کرو، اگر وہ مان لیں فبہا ورنہ سویاب چلے چلو اسے بھی اُنھوں نے نہ مانا تیسری بات کارزنج نے یہ کہی کہ تو

پھر اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالے کر دو۔
غرض کہ اب کارزنج اور رجلیج اہل قی کو لیکر، ابادبن ماحنون اور ثابت اہل اشتیخن کو لیکر چلے۔ اہل بیارکث اور اہل سبسکث بزماجن کے رئیسوں کے ساتھ ایک ہزار آدمی جنپر سونے کے پٹکے تھے لیکر روانہ ہوئے، دیواشنی اہل بنجیکث کو لیکر قلعہ الغر کی طرف چلا اور کارزنج اور اہل سغد خجندہ میں آملے۔

سنہ ۱۰۶ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں حرشی نے اہل سغد سے جنگ کی اور اسکے اکثر روساء کو قتل کر ڈالا
اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے سنہ ۱۰۶ ہجری میں حرشی جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ اس نے دریا کو عبور کر کے فوج کا باقاعدہ معائنہ کیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر قصر الریح پر آیا۔ جو دبوسیہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پہ ہے مگر اب تک اسکی کل فوج اسکے پاس جمع نہ ہوئی تھی۔ مگر حرشی نے فوج کو کوچ کا حکم دیدیا، اسپر ہلال بن علیم الحنظلی نے کہا کہ آپ بہ نسبت امیر ہونے کے وزیر زیادہ اچھے ہوتے، ابھی یہیں قیام کیجیے جنگ سامنے ہے اور باوجودیکہ ابھی کل فوج جمع نہیں ہوئی ہے آپ نے کوچ کا حکم دیدیا۔ حرشی نے کہا تو اب میں کیا کروں، ہلال نے کہا کہ کوچ منسوخ کر دیجیے اور قیام کا حکم دیدیجیے، حرشی نے اسی تجویز پر عمل کیا۔
نیلان بادشاہ فرغانہ کا چچیرا بھائی حرشی کے پاس جب کہ حرشی مغون کے خلاف یزد آزما تھا، آیا اور کہنے لگا کہ اہل سغد خجندہ میں فروکش ہیں قبل اس کے کہ وہ درہ میں داخل ہوں آپ ان پر حملہ کر دیجیے کیونکہ اسوقت ہم پر ان کا کوئی حق حفاظت نہیں ہے تاوقتیکہ مدت معہود گذر نہ جائے گی۔
حرشی نے نیلان کے ہمراہ عبدالرحمن القشیری اور زیاد بن عبدالرحمن القشیری کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا مگر ان کے جاتے ہی اپنے کئے پر نادم ہوا اور کہنے لگا کہ ایک کافر نے آکر مجھسے یہ سب کچھ بیان کیا مگر معلوم نہیں کہ اس نے سچ کہا یا جھوٹ، اور مجرد اس کے بیان پر میں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو خطرہ میں ڈالدیا۔ اس خیال کے آتے ہی حرشی خود بھی اس جماعت کے پیچھے روانہ ہوا

اشروسنہ میں آکر قیام کیا اور باشندوں سے تھوڑے سے زرِ تاوان پر صلح کر لی۔

حرشی رات کا کھانا کھا رہا تھا کہ کسی نے اطلاع دی کہ عطار الدبوسی حاضر ہیں یہ صاحب بھی قشیری کے ہمراہیوں میں تھے ان کا نام سنتے ہی حرشی گھبرا گیا، لقمہ ہاتھ سے گر گیا فوراً عطار کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ کیا کسی سے تمھاری جنگ ہوئی۔ عطار نے کہا نہیں، حرشی نے اُس پر خدا کا شکر ادا کیا اور اطمینان سے کھانے سے فراغت کی، عطار نے حرشی سے اپنے آنے کی غرض بیان کی اور پھر حرشی شتابی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو روانہ ہو گیا اور تیسرے دن قشیری سے جا ملا۔

حرشی اس مقام سے روانہ ہو کر خجندہ پہنچا اور فضل بن بسام سے پوچھا کہ اب تمھاری کیا رائے ہے فضل نے کہا کہ میں تو مناسب سمجھتا ہوں کہ فوراً دشمن پر حملہ کر دیا جائے، حرشی نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر کوئی شخص زخمی ہوا تو اُسے کہاں لیجائینگے یا کوئی مقتول ہوا تو کسکے پاس لیجائینگے میری رائے تو یہ ہے کہ یہاں قیام کرو جنگ میں ڈھیل دو، اور لڑائی کی تیاری کرو۔

حرشی نے قیام کر دیا۔ عمارتیں بنوائیں اور جنگ کی تیاری کرنے لگا، مگر دشمن کے ایک شخص کی بھی صورت نظر نہ آئی لوگوں نے حرشی کو بزدل ٹھہرایا اور کہنے لگے کہ عراق میں تو اس شخص کے حسن تدبیر اور شجاعت کا چرچا تھا مگر خراسان آکر بالکل بزدل ہو گیا۔

ایک دن ایک عرب نے خجندہ کے پھاٹک کو گرزکی ضربوں سے توڑ کر کھول دیا اہل خجندہ نے یہ ترکیب کی تھی کہ شہر کے اگلے دروازہ کے پیچھے چھتہ میں ایک خندق کھود کر اُسے سرکنڈوں سے پاٹ کر اوسپر مٹی بچھا دی تھی تاکہ اگر انھیں شکست ہو تو وہ نو معلوم راستہ سے پسپا ہو کر شہر کے اندر چلے جائینگے اور مسلمان لاعلمی میں اس خندق میں گر پڑینگے مگر یہ تدبیر انھیں پر اُلٹی پڑی کہ جب کفار نے شہر سے نکلکر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پسپا ہوئے تو راستہ بھول گئے اور اُسی خندق میں گر پڑے۔ چالیس آدمی اس خندق سے نکالے گئے جنپر دو دو زرہیں تھیں حرشی نے کفار کا محاصرہ کر لیا۔ منجنیقیں نصب کر دیں محصورین نے بادشاہ فرغانہ کے پاس پیام بھیجا کہ تم نے

ہمارے ساتھ بے وفائی کی اور اب تم ہماری مدد کرو، بادشاہ نے جواب دیا کہ نہ میں نے تمہیں دھوکا دیا اور نہ تمہاری امداد کروں گا، تم خود ہی اپنی خبر گیری کرو، کیونکہ مدت معہود سے پہلے عربوں نے تم پر حملہ کردیا ہے اور تم میری پناہ میں نہیں ہو۔ کفار جب اُنکی امداد سے مایوس ہوگئے تو صلح کے خواہاں ہوئے اور امان کے خواستگار، اور یہ بھی درخواست کی کہ ہمیں سغد واپس کردیا جائے، حرشی نے اُن پر یہ شرائط عائد کیے کہ عربوں کی جو عورتیں اور بچے تمہارے پاس ہیں اُنھیں واپس کردو، اور تمام وہ زرخراج جو ابتک تم نے ادا نہیں کیا ہے ادا کرو، کسی شخص پر دھوکہ سے حملہ نہ کرو، اور تم میں سے کوئی شخص خجندہ میں نہ رہے، اگر اسکے بعد کوئی بات تمہاری طرف سے خلاف معاہدہ ہوگی تو تمہارے خون ہمارے لیئے حلال ہو جائینگے، کفار اور مسلمانوں کے درمیان صلح کے مراتب طے کرنے کے لیے موسیٰ بن مشکان آل بسام کا آزاد غلام سفیر تھا، کارزنج نے موسیٰ سے آکر کہا کہ میں ایک بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ اُسمیں آپ میری سفارش فرمائیں، موسیٰ نے پوچھا کیا؟ کارزنج نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر اِن لوگوں میں سے کوئی شخص کسی خطا کا صلح کے بعد ارتکاب کرے تو آپ اُسکا مجھے ذمہ دار نہ ٹھہرائیگا۔ اسپر حرشی نے کہا کہ میری بھی آپ سے ایک خواہش ہے اُسے آپ پورا کریں۔ کارزنج نے کہا کہ فرمائیے، حرشی نے کہا کہ میرے شرائط میں آپ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش نہ کریں جسے میں ناپسند کروں ؛

غرض کہ اب صلح ہوگئی اور شہر کے شرق کی جانب سے اُن کے روسار اور تجار باہر نکالے گئے، البتہ خجندہ کے اصلی باشندوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا گیا، کارزنج نے حرشی سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں حرشی نے کہا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ ہماری فوج تم پر دست درازی نہ کرے ؛

کفار کے تمام بڑے بڑے رئیس مسلمانوں کے لشکر گاہ میں حرشی کے پاس تھے اور اپنے اپنے درجہ اور فوج کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ فروکش تھے، البتہ کارزنج ایوب بن ابی حسان کے پاس مقیم تھا، حرشی کو اطلاع ملی کہ کفار نے

اُن عورتوں میں سے جو اُن کے پاس تھیں ایک عورت کو قتل کر ڈالا ہے، اُس نے اُن کے سرداروں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ثابت الاشتیتنی نے ایک عورت کو قتل کر کے دیوار میں دفن کر دیا ہے سب نے اس واقعہ سے انکار کر دیا۔ حرشی نے خجندہ کے قاضی کو تحقیقات کا حکم دیا۔ انھوں نے جاکر دیکھا تو واقعی عورت کی لاش ملی۔ حرشی نے ثابت کو اپنے دربار میں حاضری کا حکم دیا۔ یہ سنتے ہی کارزنج نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ خیمہ کے دروازہ پر جاکر کھڑا ہو اور جو واقعہ گزرے اُسکی اطلاع دے۔ حرشی نے ثابت اور دوسرے لوگوں سے اُس مقتولہ عورت کے متعلق دریافت کیا۔ ثابت نے بالکل انکار کیا مگر حرشی کو یقین ہو گیا کہ اسی نے اُسے قتل کیا ہے۔ اس کی پاداش میں حرشی نے ثابت کو قتل کر ڈالا۔ کارزنج کے غلام نے آکر کارزنج سے ثابت کے قتل کی خبر دی۔ یہ سنکر کارزنج نے اپنی ڈاڑھی پکڑلی اور دانتوں سے کاٹنے لگا، اور دل میں ڈرا کہ حرشی اب سب کو قتل کر دے گا، ایوب سے کہا کہ میں تمھارا مہمان اور دوست ہوں یہ تمھارے لئے مناسب نہیں کہ تمھارا دوست پھٹے پرانے کپڑوں میں قتل کیا جائے۔ ایوب نے کہا کہ یہ میرے کپڑے حاضر ہیں انھیں لے لو۔ کارزنج نے کہا یہ بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ تمھارے کپڑے پہنے ہوئے قتل کیا جاوں، میرے بھتیجے جلنج کے پاس اپنا غلام بھیجدو کہ وہ نئے کپڑے میرے لئے لے آئے گا۔

واقعہ یہ تھا کہ کارزنج نے اپنے بھتیجے سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ جب میں تم سے کپڑے منگواؤں تم سمجھ لینا کہ میں اب قتل کر دیا جاؤں گا۔

جلنج نے کپڑے بھیجکر سبز فرندہ کا تھان نکلوایا۔ اُسکی پٹیاں کاٹیں اور انھیں اپنے خدام کے سروں پر باندھا اور اُن سب کو لیکر نکلا۔ مسلمان سامنے آئے، بہتوں کو اُس نے شہید کر ڈالا یحییٰ بن حضین کے پاس پہنچا اُسکے پاؤں پر تلوار کا وار کیا جس کی وجہ سے یحییٰ ہمیشہ لنگ کرنے لگا اہل لشکر میں اس جماعت نے ایک ہلچل ڈالدی اور اُن کا بہت سا نقصان کیا ہوتے ہوتے جلنج کا ایک تنگ مقام میں ثابت بن عثمان بن مسعود سے مقابلہ ہوا ثابت نے اُسے عثمان بن مسعود کی تلوار سے قتل کر ڈالا۔

اہل سغد کے پاس جو مسلمان قیدی تھے اُن میں سے اُنھوں نے ایک سو پچاس شہید کر ڈالے۔ (بعض راویوں نے چالیس بیان کئے ہیں۔) اُن کے ایک غلام نے بھاگ کر حرشی کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اُس سے آکر سارا ماجرا بیان کیا۔ حرشی نے روساء سغد سے دریافت کیا اُن سب نے انکار کیا، اسپر حرشی نے ایک شخص کو جو اُن کی حالت سے بخوبی واقف تھا دریافت حال کے لئے بھیجا اُس نے اس واقعہ کی تصدیق کی۔ اس پر حرشی نے اُن سب کے قتل کا حکم دیدیا۔ البتہ تاجر اُن سے علیٰحدہ ہو گئے تھے چار سو تاجر تھے اور اُن کے پاس کثیر مقدار میں مال و اسباب تھا جو وہ چین سے لائے تھے۔

ہتھیار نہ ہونے کی وجہ سے اہل سغد نے ڈنڈوں اور لکڑیوں سے مسلمانوں کی مزاحمت کی مگر سب کے سب مارے گئے دوسرے دن حرشی نے دوسرے کاشتکاروں کو بلوایا۔ اُنھیں معلوم نہ تھا کہ اُنکے اور ساتھیوں نے کیا حرکت کی ہے۔ ہر شخص کی گردن میں داغ دیا جاتا تھا مسلمان ایک فصیل سے دوسری فصیل تک اُسے لیجاتے اور قتل کر دیتے، اُن کی تعداد تین ہزار تھی۔ بعض راویوں نے سات ہزار بیان کی ہے۔

حرشی نے جریر بن ہمیان یحسن بن ابی العمرطہ۔ اور یزید بن ابی زینب کو بھیجا کہ تاجروں کے مال و اسباب پر قبضہ کرلیں۔ یہ تاجر اور دشمنوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور اُنھوں نے مسلمانوں سے لڑنے سے انکار کر دیا تھا، حرشی نے سغد کے تمام مال و متاع عورتوں اور بچوں پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے جو چیز اُسے پسند آئی پہلے خود لے لی پھر مسلم بن بُدیل العدوی عدی الرباب کو بلا کر حکم دیا کہ اس مال کی تقسیم تمھارے سپرد کیجاتی ہے، مسلم نے کہا کہ آپ اب مجھے یہ کام سپرد کرتے ہیں جبکہ ایک رات کامل آپ کے کارندے اُس میں عمل دخل کر چکے ہیں، یہ کام کسی اور کے سپرد کیجئے۔

حرشی نے عبید اللہ بن زہیر بن حیان العدوی کو مقرر کیا اُنھوں نے خمس نکالکر بقیہ مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ حرشی نے اس واقعہ کی ساری کیفیت براہِ راست

یزید بن عبد الملک کو لکھ بھیجی اور عمر بن ہبیرہ کو نہ لکھی، یہ واقعہ بھی منجملہ اور باتوں کے ہے جنکی وجہ سے عمر بن ہبیرہ حرشی کا مخالف ہوا۔
ثابت قطنہ نے اپنے ان دو شعروں میں اہل سغد کے اُن بڑے بڑے سرداروں کا ذکر کیا ہے جو اس واقعہ میں قتل ہوئے۔

اقر العین مصرع کارزنج وکشّین وما لاقی بیادر
ودیواشنی وما لاقی اجلنج بحصن خجندۃ اذ دمّروا فبادوا

(ترجمہ) کارزنج کشّین بیادر۔ دیواشنی اور جلنج کی موت نے جو قلعہ خجندہ میں ہوئی جب کہ وہ تباہ اور ہلاک ہو گئے میری آنکھ کو ٹھنڈا کر دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ دیواشنی اصل میں ایک سمرقند کا رئیس تھا۔ اُسکا نام دیواشنج تھا، دیواشنی اُسکا مُعرب بنا لیا گیا ہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ خجندہ کے مال غنیمت پر قبضہ کر لینے کیلئے علباء بن احمر الیشکری مقرر تھا، ایک شخص نے اُس سے دو درہموں کو ایک چمڑے کی تھیلی خریدی۔ اُس شخص نے اُس میں سونے کی سلاخیں پائیں۔ وہ واپس آیا۔ ڈاڑھی پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اُسے آشوب چشم ہے۔ اُس نے تھیلی واپس کر دی اپنے دو درہم واپس لے لئے، جب اُس کی تلاش کی گئی تو اُسکا پتہ نہ چلا۔

حرشی نے سلیمان بن ابی السّری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو ایک ایسے قلعہ کی طرف روانہ کیا جسکے صرف ایک سمت سے دریائے سغد بہتا تھا۔ سلیمان کے ساتھ شوکر بن حمیک۔ خوارزم شاہ، عورم رئیس آخرون اور شومان تھے سلیمان نے اپنے مقدمۃ الجیش پر مسیب بن بشر الریاحی کو روانہ کیا کفار نے قلعہ سے باہر ایک فرسخ کے فاصلہ پر کوم نام ایک موضع میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا، مسیب نے اُنھیں شکست دیکر قلعہ میں واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ سلیمان نے اُس قلعہ اور اُسکے رئیس کا جسکا نام دیواشنی کہا جاتا ہے محاصرہ کر لیا۔

حرشی نے سلیمان کو لکھا کہ اگر لکھو تو کچھ فوج امداد کے لئے بھیجدی جائے۔ سلیمان نے لکھا کہ ہم دشمن سے ایک تنگ حلقہ میں بنرد آزما ہیں جہاں زیادہ فوج کی ضرورت نہیں۔ آپ رُک جائیے اور ہم انشاء اللہ خدا کی حفاظت اور نگرانی میں ہیں

دیواشنی نے درخواست کی کہ میں اپنے آپ کو حرشی کے حکم پر حوالے کرتا ہوں مجھے شعیب کے ساتھ حرشی کے پاس بھیجدو۔ سلیمان نے ایسا ہی کیا اور دیواشنی کو سعید الحرشی کے پاس بھیجدیا۔ سعید نے دکھلاوے کے لئے اُسکی بہت خاطر مدارات کی اور عنایت و مہربانی سے پیش آیا۔ اُس کے جانے کے بعد قلعہ والوں نے اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ اُن کے سو خاندان والے آدمیوں کو مع اُنکے جورو بچوں کے چھوڑ دیا جائے تو وہ قلعہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں، سلیمان نے حرشی کو لکھا کہ بعض معتمد علیہ دیانت دار لوگوں کو بھیجدیجئے تاکہ وہ قلعہ کے تمام مال و متاع پر قبضہ کرلیں گے

حرشی نے محمد بن عزیز الکندی علباء بن احمر الیشکری کو اس غرض سے بھیجدیا۔ اِن دونوں نے تمام مال غنیمت کو ہراج کر دیا۔ اور خمس لیکر باقی مال فوج پر تقسیم کر دیا۔

حرشی کش آیا۔ اہل کش نے دس ہزار راس پر صلح کرلی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کس کے رئیس نے جسکا نام ویک تھا چھ ہزار راس پر صلح کی۔ اور ادائی کے لئے چالیس دن کی مہلت کی اس شرط پر کہ حرشی اب اُسپر حملہ نہ کریں، کش سے فارغ ہونے کے بعد حرشی نے ربنجن کا رخ کیا۔ دیواشنی کو قتل کر کے اُسے ایک دخمہ پر سولی پر لٹکا دیا اور اعلان کر دیا کہ اگر یہ اپنی جگہ نہ پایا گیا تو تمام باشندوں کے سو سو کر کے گلا سے جائینگے۔

حرشی نے نصر بن سیار کو کس کے تاوان کو وصول کرنے کے لئے متعین کیا پھر سورہ بن الحر کو موقوف کر کے اُسکی جگہ نصر بن سیار کو حاکم مقرر کیا۔ اور سلیمان بن ابی السری کو کس اور نسف کا فوجی اور ملکی عامل مقرر کیا۔ حرشی نے دیواشنی کے سر کو عراق بھیجدیا۔ اور اُسکا بایاں ہاتھ سلیمان بن ابی السری کے پاس طخارستان بھیجدیا۔

قلعہ خزار بہت ہی بلند اور ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ مجشر بن مزاحم نے سعید بن عمرو الحرشی سے کہا کہ میں آپ کو ایسا شخص بتاتا ہوں جو بغیر لڑے بھڑے اس قلعہ کو فتح کرلے۔ سعید نے کہا ہاں ضرور بتائیے! مجشر نے مسربل بن الخریت بن راشد الناجی کا نام لیا۔ سعید نے اُسے خزار بھیجدیا۔ مسربل بادشاہ خزار کا جسکا نام

سبقری تھا دوست تھا وہاں کے تمام لوگ مسربل سے محبت کرتے تھے، مسربل نے بادشاہ سے جاکر جو کچھ سعید نے اہل خجندہ کے ساتھ کیا تھا بیان کیا، اور اُسے سعید کی طرف سے ڈرایا۔ بادشاہ نے کہا پھر تمھاری کیا رائے ہے۔ مسربل نے کہا کہ امان لیکر اپنے کو سعید کے حوالہ کر دو، بادشاہ نے کہا مگر میں اپنی رعایا کے ساتھ کیا کروں، مسربل نے کہا انھیں بھی اپنے عہد امان میں شریک کر لو، چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے اُسے اور اُسکے شہروں کو وعدہ امان دیدیا۔

اب حرشی مرو آیا۔ اُسکے ساتھ سبقری بھی تھا، جب اشان آیا تو یہاں سے اُس نے مہاجرین یزید الحرشی کو اپنے آگے روانہ کیا اِس ہدایت کے ساتھ کہ ابن کشانیشاہ کا گھوڑا، لیکر مجھسے ملے، اور پھر اِس مقام پر حرشی نے سبقری کو قتل کرڈالا اور سولی پر لٹکا دیا باوجودیکہ اُسکے ساتھ عہدنامہ صلح تھا جس میں وعدہ امان کیا گیا تھا!

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اِس زمیندار کا نام ابن ماجہ تھا۔ ابن ہبیرہ کے پاس آیا تھا، اور اُس نے اہل سغد کے لئے وعدۂ امان لے لیا تھا۔ مگر حرشی نے اُسے قہندز مرو میں قید کر دیا اور جب مرو آیا تو اُسے سامنے بُلاکر قتل کر دیا اور میدان میں اسے سولی پر لٹکا دیا۔

اس سنہ میں یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مدینہ اور مکہ کی ولایت سے برطرف کر دیا یہ اِس سنہ کے نصف ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے عبدالرحمن مدینہ پر تین سال سے عامل تھا۔ اور نیز اسی سنہ میں یزید نے عبدالواحد النضری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔

یزید کا عبدالرحمن کو مدینہ کی عاملی سے برطرف کر کے دوسرے عامل کو مقرر کرنا اور اُسکے اسباب و وجوہ کا بیان

عبدالرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری نے حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی فاطمہ کو نکاح کا پیام دیا۔ آپ نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نکاح ہی نہیں کرنا چاہتی

اور میں تو اب اپنے اِن بیٹوں پر بیٹھی ہوئی ہوں ۔ اور اب آپ اُس سے بچتی تھیں اور اس خوف کی وجہ سے جو انھیں اُنکی جانب سے پیدا ہو گیا، اُسکے سامنے آنے کو بُرا سمجھتی تھیں، مگر عبدالرحمٰن آپ سے برابر اصرار کرتا رہا اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر تم ایسا نہ کرو گی تو میں تمھارے بڑے بیٹے کو شراب نوشی کے الزام میں کوڑے لگواؤں گا (بڑے بیٹے سے مراد عبداللہ بن حسنؓ ہیں) یہ سلسلہ جاری تھا کہ اُس زمانہ میں ابن ہرمز ایک شامی مدینہ کے دفتر کا میر منشی تھا یزید بن عبدالملک نے اُسے لکھا کہ میرے پاس آکر حساب پیش کرو اور دفتر عبدالرحمٰن کے سپرد کرو ابن ہرمز فاطمہ سے رخصت ہونے کے لئے گیا، اور پوچھا کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے، آپ نے کہا کہ ابن الضحاک جسطرح مجھسے پیش آیا ہے اور جو بات مجھ سے چاہتا ہے اُسکی اطلاع امیر المومنین کو کر دینا اسکے علاوہ آپ نے ایک قاصد بھی یزید کے پاس اپنا خط دیکر بھیجا جس میں اپنی قرابت اور رشتہ داری کا ذکر کرنیکے بعد آپ نے لکھا تھا کہ ابن الضحاک مجھ سے اِس قسم کی خواہش رکھتا ہے اور اِس بنا پر اُسنے مجھے یہ دھمکی دی ہے!

ابن ہرمز اور یہ قاصد دونوں ایک ساتھ یزید کے دربار میں پہنچے ۔ابن ہرمز یزید کے سامنے گیا، یزید نے اُس سے مدینہ کی حالت پوچھی اور کہا کوئی اور عجیب خبر بھی ہے؟ ابن ہرمز نے حضرت حسینؓ کی صاحبزادی کے واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا کہ اتنے میں حاجب نے عرض کی کہ فاطمہ بنت الحسینؓ کا قاصد دروازہ پر حاضر ہے۔ اب ابن ہرمز نے امیر المومنین سے عرض کی کہ جناب والا جس روز میں مدینہ سے روانہ ہوا تھا فاطمہ بنت الحسینؓ نے مجھے ایک پیام آپکے نام دیا تھا اور وہ یہ ہے' یہ سنتے ہی یزید مسند خلافت سے اُتر آیا اور کہنے لگا خدا تمھارا بُرا کرے کیا میں نے تم سے سوال نہیں کیا تھا کہ کوئی اور عجوبہ خبر ہو تو بیان کرو مگر تم نے بیان نہیں کی؟! ابن ہرمز نے کہا۔ جناب والا معاف فرمائیں میں بھول گیا تھا۔ یزید نے قاصد کو اندر آنے کی اجازت دی قاصد سامنے آیا۔ یزید نے خط لے لیا اور خود پڑھا۔ اُس وقت اُس کے ہاتھ میں ایک بید تھا اُسے زمین پر مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا اللہ اکبر، ابن الضحاک۔ اور یہ جرأت، کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ وہ اُسے ایسی سخت سزا دے کہ اُس کے چیخنے کی آواز میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا سن لوں۔ لوگوں نے عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر النضری

کا نام لیا۔
یزید نے کاغذ منگوایا اور اپنے ہاتھ سے عبدالواحد کو لکھا جو اُسوقت طائف میں تھا
"سلام علیک، امابعد۔ میں نے تمہیں مدینہ کا والی مقرر کردیا جس وقت تمہیں میرا یہ خط ملے تم اسی وقت ابن الضحاک کو معزول کردو اور چالیس ہزار دینار اُسپر جرمانہ عائد کرو، اور اُسے ایسی سخت تکلیف اور سزا دو کہ میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا اُسکی آواز سن لوں"
ٹپہ رساں خط لیکر مدینہ آیا البتہ ابن الضحاک کے پاس نہیں گیا۔ مگر ابن الضحاک کے دل میں خطرہ پیدا ہو گیا تھا اُس نے ٹپہ رساں کو بلوایا اپنی مسند کا ایک کونہ ہٹا کر بتایا تو وہاں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے تھے۔ ابن الضحاک نے اُس سے کہا کہ اگر تم وہ بات مجھے بتادو جس لیے تم بھیجے گئے ہو تو میں تمہیں یہ ایک ہزار دینار دونگا اور یہ بھی حتمی وعدہ کرتا ہوں کہ کسی شخص سے اسکا ذکر نہ کرونگا،
ٹپہ رسان نے ابن الضحاک کو اپنے آنے کی غرض بتادی۔ ابن الضحاک نے ٹپہ رسان کو تین دن تک اس لئے ٹھہرایا تاکہ وہ مدینہ سے چلا جائے۔ ٹپہ رساں ٹھہر گیا پھر ابن الضحاک مدینہ سے روانہ ہوا تیز رفتاری سے منزلیں طے کرتا ہوا مسلمہ بن عبدالملک کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں آپ میری مدد کیجیے، مسلمہ دوسرے دن یزید کے پاس گیا اِدھر اُدھر کی میٹھی میٹھی باتیں کرنے کے بعد عرض پرداز ہوا کہ میں ایک غرض لیکر حاضر خدمت ہوا ہوں یزید نے کہا ابن الضحاک کے علاوہ تمھاری ہر درخواست مجھے منظور ہے، مسلمہ نے کہا مجھے، ابن الضحاک ہی کے بارہ میں عرض کرنا تھا۔ یزید نے کہا اُس نے ایسی ناشائستہ بات کی ہے کہ، میں اُسے کبھی معاف نہیں کرسکتا۔
یزید نے اُسے نضری کے پاس مدینہ بھیجدیا۔ عبداللہ بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے اُسے مدینہ میں اِس حالت میں دیکھا کہ پشمینہ کا جُبہ پہنے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ نضری نے اُسپر طرح طرح کی سختیاں کی تھیں اور اسکا بہت ہی برا حال ہو گیا تھا۔
نصف ماہ شوال ۱۰۴ھ بروز شنبہ نضری مدینہ آیا۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمن بن الضحاک سے کہا تھا کہ تم اپنی قوم کے مقابلہ میں جرأت کرتے ہو حالانکہ وہ ہر ایسی بات کو جو اُن کے طرزِ عمل کے خلاف ہو بُرا سمجھتے ہیں لہٰذا تم اجماعِ اُمت کی پیروی کو اپنے اُوپر لازم کر لو اور قاسم بن محمدؒ اور سالم بن عبداللہؒ سے مشورہ لے لیا کرو کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایسے ہیں جو تمھیں ٹھیک راستہ سے نہ بھٹکنے دینگے۔

"مگر" امام زہری فرماتے ہیں "اِس شخص نے اِس مشورہ سے ذرا سا بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ تمام انصار سے دشمنی پیدا کر لی۔ ایک بالکل جھوٹے الزام کی بنا پر ابوبکر بن حزم کو محض ظلم و زیادتی کی وجہ سے پٹوایا۔ چنانچہ انصار کا کوئی شاعر ایسا نہ بچا جس نے اُسکی ہجو نہ لکھی ہو۔ اور نہ کوئی نیک شخص بچا جس نے اُسے بُرا بھلا نہ کہا ہو، ہشام کے دورِ خلافت میں میں نے اُسے نہایت ذلیل و خوار حالت میں دیکھا تھا۔ اُس کی جگہ عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر مدینہ کا والی مقرر ہوا۔ اس نے مدینہ میں ایسی عمدہ حکومت کی کہ کسی شخص نے اس سے پہلے نہیں کی تھی اور جس قدر مدینہ والے اُسے محبوب رکھتے تھے اس سے پہلے کسی کو اُنھوں نے ایسا نہ سمجھا تھا۔ ہمیشہ نیکی کے راستہ پر چلتا تھا اور بغیر قاسم اور سالم سے مشورہ کیے کوئی کام نہیں کرتا تھا۔"

اس سال جراح بن عبداللہ الحکمی آرمینیا اور آذربیجان کے عامل نے ترکوں کے علاقہ پر جہاد کیا، قلعہ بلنجر اُسکے ہاتھوں مسخر ہوا اُس نے ترکوں کو شکست دی اور اُنھیں اور اُن کے متعلقین کو پانی میں غرق کر دیا بہت سے لونڈی غلام قید کیے اور وہ قلعے بھی جو بلنجر کے قریب تھے اُس نے فتح کر لیے اور اُن کے باشندوں کو جلا وطن کر دیا۔

اسی سنہ میں ابوالعباس عبداللہ بن محمدؒ بن علی ربیع الآخر کے مہینہ میں پیدا ہوا۔

اسی سنہ میں ابومحمدؒ الصادق اور اُن کے چند خراسان کے دوست محمدؒ بن علی کے پاس آئے، ابوالعباس اس ملاقات سے پندرہ روز پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ محمدؒ بن علی ایک خرقہ میں ابوالعباس کو اُن کے پاس لائے اور کہا بخدا اس کام کو یہ لڑکا پورا کریگا یہاں تک کہ تم اپنے دشمنوں سے اپنا بدلہ لے لوگے۔

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کی صوبہ داری سے موقوف کردیا اور اُس کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعۃ الکلابی کو مقرر کیا۔

سعید بن عمرو الحرشی کی برطرفی کے اسباب و واقعات

عمرو بن ہبیرہ نے سعید کو حکم دیا تھا کہ دیواشنی کو چھوڑ دو مگر اُس نے اُسے قتل کرڈالا۔ اس بنا پر عمر سعید سے ناراض ہوگیا علاوہ بریں سعید ابن ہبیرہ کے حکم کی پروا نہیں کرتا تھا۔ جب کوئی قاصد یا نامہ رساں عراق سے آتا تو اُس سے پوچھتا کہ ابو المثنیٰ کیسا ہے اور اپنے کاتب سے جب کوئی خط لکھواتا تو کہتا لکھو ابو المثنیٰ کو اور یہ نہ کہتا کہ امیر کو لکھو۔ اور اکثر کہا کرتا "ابو المثنیٰ نے کہا اور ابو المثنیٰ نے کیا"۔ ابن ہبیرہ کو ان واقعات کا علم ہوا اُس نے جمیل بن عمران کو بلاکر کہا کہ مجھے حرشی کی کچھ باتیں معلوم ہوئی ہیں تم اُن کی تحقیقات کے لئے خراسان جاؤ اور ظاہر یہ کرنا کہ دفاتر کی تنقیح کے لئے آئے ہو، اور پھر آکر مجھ سے اصل حقیقت بیان کرو۔

جمیل خراسان آیا۔ حرشی نے اُس سے پوچھا کہ ابو المثنیٰ کو تم نے کس حال میں چھوڑا۔ جمیل دفاتر کی تنقیح کرنے لگا۔ مگر حرشی سے کسی نے کہا کہ جمیل دفاتر کی تنقیح کے لئے نہیں آیا ہے بلکہ اصل میں وہ تمھاری حالت دریافت کرنے آیا ہے، حرشی نے ایک خربوزہ مسموم کرکے جمیل کو تحفۃً بھیجا۔ جمیل نے اُسے کھایا اور بیمار پڑگیا اسکے سارے بال گر پڑے، جمیل ابن ہبیرہ کے پاس واپس چلا آیا اُسکا علاج کیا گیا اور وہ اچھا ہوگیا، جمیل نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ صورتِ حال اس سے زیادہ نازک ہے جتنا کہ آپ کو معلوم ہوئی ہے سعید تو آپ کو اپنا ایک عامل سمجھتا ہے، یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ حرشی پر برہم ہوا، اور اُسے برطرف کردیا اور اسے سخت تکلیفیں دیں، اور اُسکے پیٹ میں چیونٹیاں بھر دیں۔

حرشی نے اپنی معزولی کے وقت کہا تھا کہ اگر عمرو نے آنکھ میں لگانے کے لئے بھی ایک درہم مجھ سے طلب کیا تو میں ہرگز نہ دوں گا، مگر جب اُسے طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں تو جرمانہ ادا کردیا اسپر ایک شخص نے اُس سے کہا کہ تمھارا تو یہ دعویٰ تھا کہ تم اُسے ایک درہم بھی نہ دوگے، حرشی نے کہا کہ تم اب اس بات پر مجھے طعنہ نہ دو۔

جب مجھ پر سختیاں کی گئیں تو میں گھبرا گیا۔

علی بن محمد لکھتے ہیں کہ ابن ہبیرہ حرشی سے اس لئے ناراض ہوا تھا کہ اُس نے معقل بن عروہ کو ہراۃ کا عامل بنا کر یا کسی اور کام کے لئے بھیجا، معقل حرشی سے ملے بغیر سیدھا ہراۃ آیا۔ مگر جسکام کے لئے ہراۃ آیا تھا اُس کام کو وہ اِس لئے پورا نہ کر سکا کہ کسی نے اُسکے حکم کی تعمیل نہ کی۔ معقل نے حرشی کو اِس کی شکایت لکھی حرشی نے اپنے عامل ہراۃ کو لکھا کہ معقل کو میرے پاس بھیجدو۔ معقل حرشی کے پاس آیا۔ حرشی نے اُس سے پوچھا کہ ہراۃ جانے سے پیشتر تم کیوں میرے پاس نہ آئے۔ معقل نے کہا کہ میں ابن ہبیرہ کا عامل ہوں۔ اُس نے مجھے عامل مقرر کیا ہے جسطرح کہ اُس نے تمھیں عامل مقرر کیا۔ حرشی نے اُسکے دو سو کوڑے لگوائے اور اُسکا سر منڈوا ڈالا۔ اِس بنا پر ابن ہبیرہ نے حرشی کو موقوف کر دیا اور اُسکی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور حرشی کو ایک خط میں گالیاں دیں کہ تو بدبو والی عورت کا بیٹا ہے۔ خط پڑھکر سعید نے کہا کہ خود وہ بدبو والی عورت کا بیٹا ہے۔

ابن ہبیرہ نے مسلم کو لکھا کہ معقل بن عروہ کے ہمراہ حرشی کو میرے پاس بھیجدو۔ ابن ہبیرہ نے حرشی کو معقل کے حوالے کر دیا۔ معقل اُسکے ساتھ بدسلوکی اور سختی کرنے لگا، ایک دن ابن ہبیرہ نے معقل کو حرشی کے متعلق حکم دیا، معقل نے اُسے خوب زدو کوب کیا، ابن ہبیرہ نے اُس سے کہا کہ اسی طرح اسے تکلیفیں دیتے دیتے مار ڈالو۔ رات کو ابن ہبیرہ نے قصہ کہانی سننا شروع کی، اور درباریوں سے پوچھا کہ قیس کا سردار کون ہے سب نے کہا خود امیر۔ ابن ہبیرہ نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ اِس خیال کو چھوڑ دو، قیس کا سردار کوثر بن زفر ہے اگر وہ کسی رات میں بگل بجا دے تو بیس ہزار قیس کے جوانمرد فوراً اُسکی دعوت پر لبیک کہینگے اور یہ بھی نہ پوچھینگے کہ آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے۔ اور یہ گدھا جو قید میں ہے اور جسکے قتل کا میں نے حکم دیا ہے یہ قیس کا شہسوار اور بہادر ہے، البتہ میں شاید خیر سگال کہلانے کا مستحق ہونگا کیونکہ جب کبھی کوئی بات مجھ سے ایسی کہی گئی ہے جس میں ان کا نفع ہوتا ہو

اور اوسے میں کر بھی سکتا ہوں تو میں نے اسکے کرنے میں کبھی دریغ نہیں کیا اسپر بنی فزارہ کے ایک اعرابی نے کہا کہ آپ ایسے نہیں ہیں جیسا کہ آپ دعوٰی کر رہے ہیں اگر ایسے ہی ہوتے تو کبھی قیس کے بہادر ترین آدمی کے قتل کا حکم نہ دیتے، یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ نے معقل سے کہلا بھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ جو حکم میں نے تمھیں دیا تھا اب اُسپر عمل نہ کرو

پھر ایک وہ زمانہ آیا جب کہ ابن ہبیرہ نے راہ فرار اختیار کی اور خالد نے سعید بن عمرو الحرشی کو اُسکے تعاقب میں روانہ کیا ابن ہبیرہ ایک مقام سے کشتی میں بیٹھکر دریائے فرات کو عبور کر رہا تھا کہ حرشی نے اُسے آلیا کشتی کے صدر میں ابن ہبیرہ کا غلام قبیض بیٹھا ہوا تھا، حرشی نے اُسے پہچان لیا اور پوچھا کہ تم قبیض ہو قبیض نے کہا جی ہاں حرشی نے پوچھا کیا کشتی میں ابو المثنیٰ ہے، غلام نے کہا جی ہاں، ہیں اب خود ابن ہبیرہ حرشی کے پاس آیا۔ حرشی نے اس سے پوچھا تم میرے متعلق کیا خیال کرتے ہو ابن ہبیرہ نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ اپنے ایک ہم قوم کو ایک قریشی کے حوالہ نہ کرینگے حرشی نے کہا ہاں یہی ہے ابن ہبیرہ نے کہا تو بس اب میرے لئے سلامتی ہے۔

جب ابن ہبیرہ نے حرشی کو قید کر دیا تو معقل بن عروۃ القشیری ابن ہبیرہ کے پاس گیا اور عرض پرداز ہوا کہ جناب والا نے قیس کے بہادر ترین شخص کو قید کیا۔ اُسکی رسوائی اور تذلیل کی، اگرچہ میں خود بھی اُس سے خوش نہیں ہوں مگر یہ بھی نہیں چاہتا کہ آپ اُسے ایسی سخت سزا دیتے جو دے چکے ہیں، ابن ہبیرہ نے کہا کہ تم میرے اور اُسکے درمیان میں رہے ہو، تمام واقعات سے واقف ہو جب میں عراق آیا میں نے اسے بصرہ کا عامل مقرر کیا، پھر خراسان کا صوبہ دار بنا دیا۔ اُس نے میری توہین کے لئے مجھے ایک بُڈھا ناکارہ گھوڑا بھیجا۔ میرے حکم کی کبھی پروا نہیں کی، خیانت کی میں نے اُسے معزول کر دیا۔ جب میں نے اُسے ابن نسعہ کہا تو اُس نے بھی مجھے الٹ کر ابن نسرہ کہا۔ اس پر معقل نے کہا کہ یہ تو اس فاحشہ کے بیٹے نے بے شک بُرا کیا۔ اس گفتگو کے بعد معقل حرشی کے پاس جیل خانہ میں آیا اور اُس نے کہا اے نسعہ کے بیٹے! تیری ماں فاحشہ تھی، میں نے اُسے انشی خارشتی بھیڑوں کے عوض میں خریدا تھا، وہ چرواہوں کے ساتھ رہا کرتی تھی جس سے باری باری ہر ایک متمتع ہوتا تھا اور ہر آنے اور جانے والے کے لئے

وہ وقف تھی تو اُسے حارث بن عمرو بن حرجبة کی بیٹی کے مماثل پیش کرتا ہے اور تو نے ابن ہبیرہ پر بہتان باندھا۔ ابن ہبیرہ معزول ہوا۔ اور خالد عراق آیا۔ خالد نے حرشی کو معقل بن عروہ پر مسلط کر دیا۔ حرشی نے شہادت پیش کی کہ اس نے مجھے حرامزادہ کہا تھا۔ خالد نے حرشی کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ۔ معقل پر حد جاری کی گئی حرشی نے کہا کہ اگر ابن ہبیرہ نے میرے بازو کو زخمی نہ کر دیا ہوتا تو میں تیرے دل میں سوراخ کر دیتا۔ اسپر بنی کلاب کے ایک شخص نے جب اُسے دُرّے لگائے جارہے تھے معقل سے کہا کہ تو نے یہ بُرا کیا کہ اپنے ایک بھائی سے بدسلوکی کی اور اُسے حرام کا ٹھہرایا۔ یہ سنتے ہی معقل نے اسوقت پھر حرشی کو حرامزادہ کہا، خالد نے حکم دیا کہ اسپر دوبارہ حدِ شرعی جاری کی جائے مگر قاضی نے حکم دینے سے انکار کر دیا عمرو بن ہبیرہ کی ماں بُسرہ بنت حسان قبیلۂ عدی الرباب کی ایک عدوی عورت تھی۔

اس سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے مُسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ بن عمرو بن خویلد الصعق کو سعید بن عمرو الحرشی کو موقوف کرنے کے بعد خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا۔

"ابن ہبیرہ کے مسلم کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کرنے کی وجہ"

جب سعید بن اسلم مارا گیا، تو حجاج نے مسلم بن سعید کو اپنے بیٹوں کے ساتھ رکھ لیا۔ مسلم نے حجاج کی صحبت میں اچھی تعلیم حاصل کی، رموز سیاست اور دستورِ حکومت سے آگاہ ہو گیا اور ممتاز قابلیت حاصل کی، جب عدی بن ارطاۃ عراق آیا تو اُس نے ارادہ کیا کہ اسے کسی جگہ کی نظامت دے، اس بارہ میں اپنے کاتب سے مشورہ لیا۔ اُس نے کہا کہ ایک چھوٹی نظامت پر اسے سرفراز کر دیجئے۔ اور پھر ترقی دیدیجیئے گا۔ چنانچہ عدی نے مسلم کو کسی جگہ کا عامل بنا دیا۔ مسلم نے اپنے علاقہ کا نہایت اچھا انتظام کیا اور پوری فرض شناسی سے کام کیا۔

یزید بن المہلب کی بغاوت کے زمانہ میں مسلم تمام سرکاری خزانہ

لیکر شام چلا گیا تھا۔ جب عمرو بن ہبیرہ عراق آیا تو اُس نے مسلم کو کسی جگہ کا صوبہ دار بنانے کا ارادہ کیا اور اُسے اپنے پاس بلایا اب مسلم جوان نہ رہا تھا، جب ابن ہبیرہ نے اُسے دیکھا تو اُسکی ڈاڑھی میں سفید بال نمایاں تھے ابن ہبیرہ نے یہ دیکھکر تکبیر کہی، ایک رات ابن ہبیرہ قصے سُن رہا تھا اور مسلم بھی اُس صحبت میں موجود تھا، داستان گو تو چلے گئے مگر مسلم ابن ہبیرہ کے پاس بیٹھا رہا ابن ہبیرہ کے ہاتھ میں ایک امرود تھا اُسے اُس نے مسلم کی طرف پھینکا اور کہا کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ میں تمھیں خراسان کا صوبہ دار بنادوں۔ مسلم نے کہا جی ہاں، ابن ہبیرہ نے کہا کل انشاءاللہ۔ صبح کو دربار منعقد ہوا۔ درباری حاضر ہوئے، ابن ہبیرہ نے مسلم کے خراسان کا صوبہ دار مقرر کئے جانے کا اعلان کیا اور پروانۂ تقرر لکھدیا۔ اور حکم دیا کہ خراسان روانہ ہو جاؤ، ابن ہبیرہ نے اپنے تحصیلداروں کو احکام جاری کر دیئے۔ کہ آیندہ وہ مسلم سے مراسلت کریں۔ اسی طرح ابن ہبیرہ نے جبلہ بن عبدالرحمن باہلہ کے آزاد غلام کو بلایا اور اُسے کرمان کی صوبہ داری عطا کی۔ اُسپر جبلہ نے کہا ان تقررات میں میرے ساتھ انصاف نہیں برتا گیا مسلم کو یہ آرزو کرنا زیبا تھا کہ میں کسی بڑے علاقہ کا حاکم بنایا جاؤنگا اور پھر میں مسلم کو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کرونگا مگر معاملہ اسکے بالکل برعکس ہوا کہ اُسے تو خراسان کی صوبہ داری عطا ہوئی اور مجھے کرمان کی عاملی۔

غرض کہ مسلم آخر سنہ ۱۰۲ہجری میں خراسان دوپہر کے وقت پہنچا۔ دارالامارہ کے دروازہ پر آیا اُسے بند پایا پھر اصطبل آیا۔ اُسکا دروازہ بھی بند پایا مسجد میں آیا۔ مسجد کا چھوٹا دروازہ بھی بند تھا۔ مسلم نے نماز پڑھی۔ مسجد کے چھوٹے دروازہ سے ایک خدمت گار داخل ہوا۔ اُس سے لوگوں نے کہا کہ امیر آئے ہوئے ہیں۔ خادم اُن کے آگے آگے چلا۔ صوبہ دار کی نشست گاہ میں پہنچایا اور حرشی کو اُسکی اطلاع کی، حرشی کو جب اُسکے آنے کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اُس سے پوچھوایا کہ آیا صوبہ دار ہو کر آئے ہو یا وزیر کی حیثیت یا محض سیر کی غرض سے مسلم نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھ ایسا شخص خراسان میں نہ محض

سیر کی غرض سے آیا کرتا ہے اور نہ وزیر کی حیثیت سے۔
حرشی اُسکے پاس آیا۔ مسلم نے اُسے گالیاں دیں اور اُسے قید کرنے کا حکم دیدیا۔ درباریوں نے کہا کہ اگر آپ اُسے اس حالت میں دن میں باہر نکالیں گے تو وہ قتل کر ڈالا جائے گا۔ مسلم نے حکم دیا کہ میرے ہی پاس قید رہنے دو۔ جب شام ہوئی تو رات کو جیل خانہ میں ڈالدیا۔ اور بیڑیاں پہنا دیں۔ مہتمم حبس کو حکم دیا کہ اُسے اور بیڑیاں پہنا دو۔ حرشی مہتمم مجلس کے پاس آیا اور اس کی وجہ پوچھی اُس نے کہا کہ مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ حرشی نے مہتمم مجلس کے منشی سے کہا کہ مسلم کو لکھو کہ تمھارے مہتمم مجلس نے مجھسے بیان کیا ہے کہ تم نے اُسے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میرے زیادہ بیڑیاں ڈالی جائیں، اگر یہ آپ کے افسر بالادست کا حکم ہے تو اُسکے سامنے سر تسلیم خم ہے اور اگر یہ خود تمھاری تجویز ہے تو یہ تمھاری فطرت اصلیہ کا مقتضیٰ ہے اُس نے یہ شعر اوس وقت پڑھا۔

هم ان یثقفونی یقتلونی　　ومن اثقف فلیس الی خلود

(ترجمہ) اُنھوں نے اگر مجھے پکڑ لیا وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے، مگر جو پکڑ لیگا وہ بھی تو ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے۔

مسلم نے اپنے ضلع پر ایک شخص کو اپنی جانب سے عامل مقرر کرکے بھیجدیا۔ ابن ہبیرہ بڑا حریص تھا اُس نے یزید بن المہلب کے داروغہ کو جو خراسان اور خراسان کے عمائد سے بخوبی واقف تھا گرفتار کرکے اپنے پاس رکھا اور ایک اشراف وہاں کا ایسا نہ بچا جس پر ابن ہبیرہ نے خیانت و تغلب کا الزام لگایا ہو۔ ابو عبیدہ عنبری اور ایک اور شخص خالد نام کو حرشی کے پاس بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ جن جن لوگوں کے نام میں نے لکھے ہیں انھیں ابو عبیدہ کے حوالے کردو تاکہ یہ اُن سے سرکاری مطالبہ وصول کرلے۔
حرشی نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی اور اُسکے قاصد کو واپس کردیا۔ مگر جب ابن ہبیرہ نے مسلم کو خراسان کا صوبہ دار بنایا تو حکم دیا کہ یہ رقمیں وصول کی جائیں۔ خراسان پہنچنے کے بعد مسلم نے چاہا کہ اُن لوگوں کو جن پر یہ سرکاری رقمیں واجب الادا ٹھہرائی گئی تھیں گرفتار کرلے، مگر لوگوں نے اُسے مشورہ دیا کہ ایسا ہرگز نہ کرنا

ورنہ ایک دن خراسان میں چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوگا، اور اگر آپ نے ہمارا کہا نہ مانا اور اُن سے مطالبہ نہ چھوڑ دیا تو آپ کے خلاف بغاوت ہو جائیگی اُنھیں پر خراسان کا دارمدار ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ جنھیں آپ اِن مطالبات کی وجہ سے پکڑنا چاہتے ہیں یہاں کے سربرآوردہ اور بااثر لوگ ہیں۔ اور جو مطالبہ اُن پر عائد کیا گیا وہ غلط ہے، جابر بن مہزم پر تین لاکھ درہم واجب الادا تھے، اس میں ایک لاکھ کی زیادتی کردی گئی اور اسطرح چار لاکھ ہوگئے جن لوگوں کے نام آپ کے سامنے لئے گئے ہیں اُن میں سے اکثر ایسے ہی ہیں۔ جنپر اُنکی حیثیت کی وجہ سے زیادہ مطالبہ کیا گیا ہے یہ معاملہ مُسلم نے ابن ہبیرہ کو لکھا اور ایک وفد بھی اُسکے پاس بھیجا جس میں جہزم بن جابر بھی تھا، جہزم نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ جناب والا کے علم میں جو بات لائی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ ہرگز ہمارے ذمہ یہ رقم واجب الادا نہیں جو ہم پر عائد کی گئی ہے، اور اگر ہوگی بھی تو بہت تھوڑی جسکی ادائی کے لئے مطالبہ کی صورت میں ہم بالکل آمادہ ہیں۔ ابن ہبیرہ نے یہ آیت پڑھی۔

ان اللہ یامرکم ان تؤدّوا الامانات الی اھلھا

(ترجمہ)۔ بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم دیدو امانتوں کو اُن کو جنکی وہ امانتیں ہیں؛

جہزم نے کہا کہ اس کے آگے بھی تو پڑھیئے۔

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل

(ترجمہ)۔ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

مگر ابن ہبیرہ نے کہا کہ یہ رقوم تو میں ضرور وصول کروں گا۔ جہزم نے کہا کہ اگر تم اِن مطالبات کو وصول کروگے تو ایسے لوگوں سے لوگے جو بڑے دبدبہ والے تمھارے دشمنوں کے حق میں سخت جنگجو ہیں۔ اور اس طرح تم خراسان کے باشندوں کو نقصان پہنچاؤگے، اُن کی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد اور مقطعے سب خطرہ میں پڑجائینگے۔ ہم ایسے سرحدی علاقہ میں ہیں جہاں ہمیشہ دشمن سے برسرِمعرکہ رہتے ہیں جب ہم زرہ زیب تن کرتے ہیں تو اس کے اتارنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔

بلکہ یہ حالت ہوتی ہے کہ اُسکا زنگ ہماری کھال میں پیوست ہو جاتا ہے، اور فولاد کے زنگ کی بو سے ہمارے خادم بھی اپنا منھ ہم سے پھیر لیتے ہیں برخلاف اسکے آپ اپنے علاقہ میں تنہا امن و عافیت کی حالت میں عیش و راحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں علاوہ بریں جن لوگوں پر یہ مطالبات عائد کئے گئے ہیں وہ خراسان کے سر برآوردہ لوگ ہیں، بڑے بڑے متاجر ہیں اور جہاد کیلئے فوج اور رسال کے بڑے بڑے سربراہ کار ہیں یہاں ہمارے سامنے وہ لوگ ہیں جو تنگ دشوار گزار درہ سے ہمارے پاس سرخ اونٹنیوں پر آئے، مختلف مقامات کے حاکم و عامل بنائے گئے۔ اور خوب روپیہ کمایا جو اُن کے پاس کثیر مقدار میں موجود ہے

ابن ہبیرہ نے مسلم بن سعید کو اس وفد کی ساری گفتگو لکھی اور حکم دیا کہ اُنسے اُتنا روپیہ وصول کرو جتنا یہ بیان کرتے ہیں کہ اُنپر واجب الادا ہے۔

جب مسلم کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا تو اُس نے متاجروں سے اُس روپیہ کا مطالبہ کیا اور حاجب ابن عمرو الحارثی کو حکم دیا کہ اُن پر سختیاں کرے، حاجب نے اُن سے سرکاری مطالبات جو اُن پر باقی لگائے گئے تھے وصول کرلئے

اس سال عبدالواحد بن عبداللہ النضری کی امارت میں جو کہ مدینہ اور طائف کا اس سنہ میں صوبہ دار تھا حج ہوا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق و مشرق کا ناظم اعلیٰ تھا، حسین بن الحسن الکندی اس سال کوفہ کے قاضی تھے، اور عبدالملک بن یعلی بصرہ کے قاضی تھے۔

۱۰۵ ہجری کے اہم واقعات

اس سنہ میں جراح بن عبداللہ الحکمی نے لان پر جہاد کیا اور اس سے بھی آگے بڑھکر اُن شہروں اور قلعوں پر حملہ کیا جو اور اءِ بلنجر واقع تھے اُن میں سے بعض کو اپنے فتح کرلیا، اور وہاں کے بعض باشندوں کو جلاوطن کر دیا۔ اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ اسی سنہ میں سعید بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا، ایک ہزار سپاہ کی ایک مہم بھیجی جو سب کے سب دشمن کے ہاتھ سے مارے گئے۔

مسلم بن سعید نے ترکوں سے جہاد کیا مگر کوئی فتح حاصل نہیں کی اور واپس

چلا آیا۔ اسکے بعد افشینہ پر جو سغد کا ایک شہر ہے چڑھائی کی اور اسکے بادشاہ اور باشندوں سے صلح کرلی۔

اس واقعہ کی تفصیل

مسلم بن سعید نے بہرام سیس کو مرزبان کے درجہ پر ترقی دی اور اُسے فوج کا پیشرو مقرر کیا، اس سنہ کے آخری موسم گرما میں مسلم ترکوں سے جہاد کرنے گیا مگر بغیر کسی کامیابی کے واپس پلٹ آیا۔ ترکوں نے اُسکا تعاقب کیا اور جب اُسکی فوج دریائے بلخ کو عبور کررہی تھی سعید کو آلیا، اسوقت بنی تمیم ساقۂ لشکر پر تھے، عبید اللہ بن زبیر بن حیان بنی تمیم کے رسالہ کا سردار تھا، بنی تمیم نے دشمن کے یلغار کو آگے بڑھنے سے روکدیا۔ اور مسلمانوں نے حفاظت کے ساتھ دریا کو عبور کرلیا۔

اس اثناء میں یزید نے انتقال کیا اور ہشام خلیفہ ہوگیا، مسلم نے افشین پر چڑھائی کی افشین کے بادشاہ نے چھ ہزار راس پر صلح کرلی اور قلعہ کو مسلم کے حوالے کردیا۔ مسلم ۱۰۵ھ ہجری کے اختتام پر اس مہم سے فراغت کرکے اپنے دار الحکومت کو واپس آیا۔

اس سنہ میں یزید بن عبد الملک نے ماہِ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا، واقدی کہتے ہیں کہ یزید نے اڑتیس سال کی عمر میں مقام بلقاء نواحِ دمشق میں انتقال کیا۔ بعض راویوں نے یزید کی عمر چالیس سال کی بیان کی ہے، اور بعضوں نے چھتیس ۳۶ سال کہے ہیں ابی معشر ہشام بن محمدؒ اور علی بن محمدؒ کے نزدیک یزید کی مدت خلافت چار سال ایک ماہ ہے مگر واقدی کے بیان کے مطابق صرف چار سال۔

ابو خالد یزید کی کنیت تھی۔

علی بن محمدؒ کہتے ہیں کہ یزید بن عبد الملک نے ۳۵ یا ۳۴ سال کی عمر میں بروز جمعہ ۱۰۵ھ ہجری ماہِ شعبان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا، مقام اربد واقعہ علاقہ بلقاء میں اسکی موت وقوع پذیر ہوئی۔ اُسکے پندرہ سالہ لڑکے ولید نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ہشام بن عبد الملک اُس روز حمص میں تھا۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ یزید نے ۳۸ سال کی عمر میں وفات کی۔
علی کہتے ہیں کہ ابو مادیہ یاکسی اور یہودی نے یزید سے کہا تھا کہ تم چالیس سال خلافت کروگے، اُسپر کسی اور یہودی نے کہا خدا اُسپر لعنت کرے اس نے جھوٹ کہا اصل میں اُسکا خیال تھا کہ یہ چالیس قصبہ خلافت کرے گا، اور قصبہ ایک مہینہ کی مدت کو کہتے ہیں۔ اس طرح اُس نے ایک ماہ کو ایک سنہ قرار دیا۔

یزید کے اخلاق و عادات

یزید بنی امیہ کا ایک رنگیلا نوجوان تھا ایک روز حالت سرور ونشاط میں حبابہ اور سلامہ سے جو اُس کے پاس اُسوقت تھیں کہنے لگا کہ مجھے چھوڑو میں اڑونگا۔ اُسپر حبابہ نے کہا اور اُمتِ محمدی کو کس پر چھوڑوگے جب یزید کا انتقال ہوگیا تو سلامۃ القس نے یہ اشعار پڑھے۔

لاتلمنا ان خشعنا او ھممنا بالخشوع

اگر ہم روئے دھوئے یا ایسا کرنیکا ہم نے ارادہ کیا تو اُسپر ہمیں ملامت نہ کرو۔

قد لعمری بت لیلی کاخی الداء الوجیع

میری عمر کی قسم میں نے اپنی رات اُس مریض کی طرح حالت کرب و بے چینی میں گزاری جو کسی تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہو۔

ثم بات الھم منی دون من لی من ضجیع

پھر چلا گیا درد میری طرف سے قریب اُس شخص کے جو میرا ہم بستر تھا۔

للذی حل بنا الیو م من الامر الفضیع

اُس اندوہناک مصیبت کی وجہ سے جو آج ہم پر پڑی ہے۔

کلما ابصرت ربعا خالیا فاضت دموعی

جب جب میں خالی مکان کو دیکھتی ہوں میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

قد خلا من سید کا ن لنا غیر مضیع

ایسا سردار گزر گیا جو ہمارے لئے غیر سود مند نہ تھا۔

ان اشعار کو پڑھکر وہ چلاتی امیر المومنینا! (یہ شعر کسی انصاری کے ہیں) یزید سلیمان بن عبدالملک کے عہدِ خلافت میں حج کرنے گیا تھا وہاں

اُس نے حبابہ کو جسکا اصل نام عالیہ تھا چار ہزار دینار کے عوض عثمان بن سہل بن حنیف سے خریدا۔ سلیمان نے ارادہ کیا کہ یزید کو اُس سے تمتع حاصل کرنے سے حکماً منع کردے، یہہ دیکھکر یزید نے حبابہ کو واپس کردیا اور اُسے ایک مصر کے رہنے والے نے خرید لیا ایک دن سُعدہ نے یزید سے کہا کہ کیا اب بھی امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی آرزو باقی ہے۔ یزید نے کہا "ہاں حبابہ" سعد نے ایک شخص کو بھیجکر چار ہزار دینار کے عوض حبابہ کو خرید منگوایا۔ اُسے نہایت آسایش اور راحت پہنچائی جب اُس کی سفر کی تکان جاتی رہی تو یزید کے پاس لیکر آئی مگر پہلے اُسے پس پردہ بٹھایا اور پھر یزید سے پوچھا کہ کیا امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی خواہش پوری ہونے کے لئے باقی ہے، یزید نے کہا۔ یہی سوال تم پہلے بھی ایک مرتبہ کر چکی ہو اور میں نے تمھیں اپنی تمنا بتادی تھی اب سُعدہ نے پردہ اُٹھایا اور کہا لیجئے یہ حبابہ موجود ہے، یہ کہکر اُسکے کمرہ سے نکل آئی اور حبابہ کو یزید کے پاس خلوت میں چھوڑ آئی۔ اس بات سے یزید کے دل میں سُعدہ کی بڑی گنجایش پیدا ہوگئی اور اُسے بہت کچھ انعام واکرام دیا۔

سُعدہ یزید کی بیوی تھی، اور حضرت عثمانؓ کی اولاد میں تھی۔

ایک دن حبابہ نے یہ شعر گایا۔

بین التراقی واللهاة حرارة　　ماتطمئن ولا تسوغ فتبرد

(سینہ اور حلق کے درمیان ایک ایسی سوزش ہے کہ جو نہ دبتی ہے اور نہ برداشت کی جاتی ہے کہ ٹھنڈی پڑ جائے)

یہ سنکر یزید پر ایک حالت طاری ہوئی کہ اُس نے اڑ جانا چاہا حبابہ نے کہا امیر المومنین ابھی ہمیں آپ کی ضرورت ہے، اس واقعہ کے بعد خود حبابہ بیمار پڑی اور اُسکی حالت خراب ہوگئی یزید نے پوچھا حبابہ کیسی ہو، اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ یزید رو پڑا اور اُس نے یہ شعر پڑھا۔

لئن تسلُ عنك النفس او تدهل الهوےٰ　　فباليأس تسلو القلب لا بالتجلد

اگر مجھے تمہارا صبر آجائے یا محبت کم ہو جائے تو اُس کی وجہ یہ ہوگی کہ نا امیدی

سے دل کو تسلی ہو جائیگی نہ یہ کہ میں خود تمہاری یاد کو فراموش کرنا چاہتا ہوں "
حبابہ کی ایک خادمہ لونڈی اِس شعر کو پڑھکر اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھی۔

کفیٰ حزنًا بالھائم الصّبّ ان یریٰ منازل من یھوی معطلۃً قفرا

عاشق فریفتہ کے رنج وغم کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی پیاری معشوقہ
کے مکانات کو خالی دیکھے "

یزید نے یہ شعر سُنا اور پھر یہی اُسکی زبان پر بھی وِرد ہو گیا۔
حبابہ کی موت کے بعد یزید کل سات روز زندہ رہا۔ دربار بھی موقوف کر دیا۔ کسی سے ملتا جلتا بھی نہ تھا۔ مسلمہ نے اس بات کی طرف اسے توجہ بھی دلائی تھی، مگر اُسے یہ ڈر تھا کہ ممکن ہے کہ فرط غم سے مجھ پر جو بے خودی طاری ہے اُسکی وجہ سے لوگوں کے سامنے مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو میری خفت عقل پر دلالت کرے "

خلافت ہشام بن عبد الملک

اسی سنہ کے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ ہشام بن عبد الملک ۳۴ سال کچھ ماہ کی عمر میں خلیفہ ہوا۔
جس سال مصعب بن الزبیر قتل ہوئے یعنے ۷۲ھ ہجری۔ اُسی سال ہشام پیدا ہوا۔ اُسکی ماں کا نام عائشہ بنت ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا، یہ ایک پاگل عورت تھی۔ اُسکے لوگوں نے اُسے منع کر دیا تھا کہ تاوقتیکہ تیرے بچہ نہ پیدا ہو جائے عبد الملک سے بات نہ کرنا یہ گاؤ تکیوں کو دوہرا کر دیتی اور اُن پر سوار ہو کر بچوں کی طرح ہنکاتی گویا کوئی سواری ہے، لوبان خرید کر اُسے چباتی اُس سے مورتیں بناتی اور مورتوں کو تکیوں پر رکھتی۔ اور ہر مورت کا نام اپنی لونڈیوں کے نام پر رکھتی اور اُن مورتوں کو ان ناموں سے پکارتی۔ عبد الملک نے اُسکے پاگل ہونے کی وجہ سے اُسے طلاق دیدی۔ اور اس واقعہ کے بعد ہی عبد الملک مصعب بن الزبیرؓ سے جنگ کرنے گیا۔ اور اُنھیں قتل کیا اُنھیں قتل کرنے کے بعد ہی اُوسے ہشام کی ولادت کی خبر ملی۔

عبدالملک نے اُسکا نام تفاؤل کے طور پر منصور رکھا۔ مگر اُسکی ماں نے اُسکا نام اپنے باپ کے نام پر ہشام رکھا، اور عبدالملک نے اُسکی مخالفت بھی نہ کی۔ ہشام نے ابوالولید، اپنی کنیت قرار دی تھی۔

ہشام زیتونہ میں اپنے مکان کے ایک کمرہ میں تھا کہ اُس سے کہا گیا کہ آپ خلافت کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے، جس مکان میں ہشام اُسوقت مقیم تھا وہ بہت ہی چھوٹا سا تھا۔ قاصد نے عصا اور خاتم خلافت ہشام کے حوالے کی اور خلیفہ کہکر اُسے سلام کیا، ہشام رصافہ سے سوار ہو کر دمشق آیا۔

اسی سنہ میں بکیر بن ماہان سندھ سے آیا یہ سندھ میں جنید بن عبدالرحمن کا ترجمان تھا جب جنید معزول کر دیا گیا تو بکیر کوفہ چلا آیا اُسکے پاس چار چاندی کی اینٹیں تھیں اور ایک سونے کی اینٹ تھی، یہ ابوعکرمہ صادق میسرہ، محمد بن خنیس سالم الاعین۔ اور ابو یحییٰ بنی سلمہ کے آزاد غلام سے ملا۔ اُن لوگوں نے اُس سے کہا کہ بنی ہاشم کے لئے جو تحریک کیجا رہی ہے۔ اُس میں تم شریک ہو جاؤ، بکیر نے اسے قبول کر لیا۔ اور جو کچھ اُسکے پاس تھا۔ اُسے انھیں لوگوں پر خرچ کر دیا اور محمد بن علی کے پاس آیا۔ اس اثناء میں میسرہ نے انتقال کیا محمد بن علی نے اُسے میسرہ کے بجائے تمام عراق کا داعی مقرر کر دیا۔

اس سنہ میں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل امیر حج تھا۔ نصری مدینہ کا والی تھا۔ جب ابراہیم حج کرنے گیا تو اُس نے عطار بن رباح سے پچھوایا کہ میں کس وقت مکہ میں خطبہ پڑھوں۔ عطار نے کہا بعد ظہر، ماہ ذی الحج کی دسویں تاریخ سے ایک دن پہلے مگر ابراہیم نے ظہر سے پہلے ہی خطبہ پڑھ دیا۔ اور کہا کہ میرے قاصد کے ذریعہ عطار نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا، مگر عطار نے کہا نہیں، میں نے بعد ظہر خطبہ کے لیے کہا تھا، اُس روز اس واقعہ سے ابراہیم جھیپ گیا لوگوں نے اُس کے فعل کو ناواقفیت پر محمول کیا۔

اسی سنہ میں ہشام نے عمر بن ہبیرہ کو عراق اور تمام مشرقی علاقہ کی صوبہ داری کے عہدہ سے برطرف کر دیا اور اسکی جگہ خالد بن عبداللہ القسری کو ماہ شوال میں مقرر کیا۔

عمرو بن یزید بن عُمیرۃ الاسیدی کہتا ہے کہ ایک دن میں ہشام سے ملنے گیا خالد بن عبداللہ بھی اُس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اہل یمن کی اطاعت و فرماں برداری کا تذکرہ کر رہا تھا، مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے زور سے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ بخدا ایسی جھوٹ بات میں نے کبھی نہیں سُنی اور نہ ایسا دھوکہ باز دیکھا، اسلام میں جسقدر فتنے اُٹھے اُن کے بانی مبانی ہمیشہ اہلِ یمن ہی تھے انھیں لوگوں نے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو شہید کیا انھیں نے عبدالملک سے بغاوت کی اور آل مہلب کی بغاوت کا واقعہ تو ابھی تازہ ہے، جب میں دربار سے واپس آنے لگا تو خاندانِ مروان کا ایک شخص جو دربار میں اُسوقت موجود تھا میرے پیچھے پیچھے آیا اور کہنے لگا اے بھائی تمیمی تم نے میرے دل کی بات کہدی۔ میں نے تمھاری بات سُنی امیر المومنین خالد کو عراق کا والی مقرر کر رہے ہیں اب تمھاری خیر نہیں۔

زیاد بن عبداللہ راوی ہے کہ میں شام گیا۔ اور وہاں جاکر مقروض ہوگیا، ایک دن میں ہشام کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ ایک شخص ہشام کے پاس سے ہو کر میرے سامنے آیا۔ اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ اے نوجوان تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا یمنی ہوں۔ اُس شخص نے میرا نام پوچھا میں نے کہا زیاد بن عبیداللہ بن عبدالمدان، یہ سنکر اُس شخص کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور مجھ سے کہا کہ میری جمعیت کے پاس جاکر کہدو کہ روانہ ہو جائیں کیونکہ امیر المومنین مجھ سے خوش ہو گئے ہیں اور انھوں نے مجھے روانگی کا حکم دیدیا ہے اور ایک آدمی متعین کر دیا ہے جو مجھے روانہ کرادے۔ میں نے پوچھا کہ جناب والا کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں خالد بن عبداللہ القسری ہوں۔ اور اے جوان میرے آدمیوں کو یہ حکم پہنچادو کہ وہ تمھیں میرے کپڑوں کی مندیل اور میرا زرد رنگ کا گھوڑا دیدیں، میں اُن سے رخصت ہو کر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر مجھے بُلایا اور کہا اے نوجوان اگر تم کبھی میرے متعلق یہ سنو کہ میں عراق کا والی مقرر کیا گیا ہوں تو تم ضرور میرے پاس آجانا۔

غرض کہ جب میں نے اُسکے لشکر میں جاکر کہا کہ امیر نے مجھے آپ لوگوں کو یہ اطلاع کرنے کے لئے بھیجا ہے کہ امیر المومنین اُن سے خوش ہو گئے ہیں اور انھوں نے تمہارے امیر کو روانگی کا حکم دیدیا ہے تو فرطِ محبت سے کوئی تو مجھسے بغلگیر ہوا اور کسی نے میری پیشانی کو بوسہ دیا۔ جب میں نے اُنکی خوشی کا یہ عالم دیکھا تو میں نے کہا کہ امیر نے اپنی سندیل اور اپنا زرد رنگ کا گھوڑا مجھے دیئے جانے کا حکم دیا ہے، سب لوگوں نے کہا۔ ہاں ضرور لیجئے بڑی خوشی سے، چنانچہ وہ چیزیں مجھے دیدی گئیں اور رائس شام کو اُس سارے لشکر میں مجھ سے زیادہ عمدہ لباس فاخرہ کسی کے بدن پر نہ تھا، اور نہ مجھسے زیادہ عمدہ گھوڑا کسی کے پاس سواری کے لیئے تھا، تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ خالد عراق کے والی مقرر ہوئے، اِس خبر سے مجھے ایک فکر سی دامنگیر ہوئی۔ میرے ایک دوست نے پوچھا۔ میں آپ کو متفکر پاتا ہوں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ اسکا سبب ہے۔ خالد عراق کے والی ہو گئے ہیں۔ یہاں میری کچھ معاش ہو گئی ہے جو ذریعۂ زندگی ہے میں اِس شش و پنج میں ہوں کہ اِسے چھوڑ کر عراق جاؤں تو ممکن ہے کہ وہ مجھ سے بدل جائے اور محض امید ہی امید میں یہاں کی روزی بھی ہاتھ سے جائے، اسی اُدھیڑ بن میں ہوں سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں ؟

میرے دوست نے کہا۔ اچھا ایک بات ہے۔ کیا آپ اُسے منظور کرتے ہیں؟۔ میں نے کہا کیا۔ اُس نے کہا کہ یہاں کی آمدنی کا تم مجھے مختار کر جاؤ اور اگر عراق میں کامیابی ہو جائے تو یہ آمدنی میری ہو جائیگی اگر تمھیں وہاں ناکامیابی کا مُنہ دیکھنا پڑے تو واپس چلے آنا میں یہ واپس کر دونگا۔ میں نے اِس بات کو منظور کر لیا اور عراق روانہ ہوا۔ کوفہ آیا اچھے کپڑے زیب تن کئے اور دربار میں گیا۔ لوگ آنا شروع ہوئے، میں نے اُن سے کوئی سروکار نہ رکھا، جب سب اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو میں محل میں داخل ہوا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر میں نے امیر کو سلام کیا اُسنے اپنی طرف متوجہ کیا اور تعریف کی، خالد نے سر اُٹھا کر مجھے دیکھا اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔ میں ابھی

جائے قیام پر ابھی واپس نہیں پہنچا تھا کہ مجھے چھ سو دینار نقد وجنس کی شکل میں خالد کی طرف سے موصول ہوئے، اسکے بعد سے میں اُسکے پاس آنے جانے لگا ایک دن خالد نے مجھسے پوچھا تمھیں لکھنا آتا ہے ؟ میں نے کہا پڑھ لیتا ہوں لکھنا نہیں آتا۔ خالد نے اظہار تاسف کے طور پر اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ کہنے لگا۔ افسوس! میں جو کچھ تمھارے ساتھ کرنا چاہتا تھا اُس میں سے نو حصے جاتا رہا اب تمھارا صرف ایک حصہ باقی ہے خیر یہ بھی اتنا ہے کہ تمھاری مدت العمر کے لئے کفایت کریگا، میں نے عرض کی کیا اس ایک حصہ میں ایک غلام کی قیمت ہے، خالد نے کہا تو پھر کیا کروگے، میں نے کہا جناب والا ایک غلام خرید کر میرے پاس بھیجدیں جو مجھے لکھنا سکھا دے۔ خالد نے کہا نہیں۔ یہ بات تمھاری شان سے گری ہوی ہے، میں نے کہا جی نہیں اس میں کیا مضائقہ ہے۔

غرض کہ خالد نے ایک لکھنے والا حساب داں غلام ساٹھ دینار میں خرید کر میرے پاس بھیجدیا۔ اور اب میں ہمہ تن کتابت کے سیکھنے میں منہمک ہوگیا، البتہ رات ہی کے وقت اُس کے پاس آتا تھا پندرہ راتیں گذری تھیں کہ مجھے اچھی طرح لکھنا پڑھنا آگیا،

ایک رات میں خالد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اُس نے مجھ سے پوچھا۔ کہو کچھ اُس بات کو حاصل کیا، میں نے کہا جی ہاں جو چاہتا ہوں لکھ لیتا ہوں اور جو چاہتا ہوں پڑھ لیتا ہوں۔ خالد نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شد بد ہونے لگی ہے بس اسی پر اترانے لگے میں نے کہا جی نہیں ایسی بات نہیں ہے، خالد نے گدیلا اُٹھایا۔ وہاں ایک لپٹا ہوا کاغذ رکھا تھا۔ خالد نے مجھ سے کہا اسے پڑھو، میں نے جو کچھ اُس میں تحریر تھا پڑھ دیا۔ یہ اُسکے عامل رے کا خط تھا۔ خالد نے کہا۔ اچھا تم رے جاؤ میں نے تمھیں وہاں کا عامل مقرر کردیا۔ میں رے آیا افسر مالگزاری سے کہا کہ جائزہ دو اُس نے کہلا بھیجا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم پاگل ہو، امیر نے کبھی ایک اعرابی کو افسر مالگزاری مقرر نہ کیا ہوگا، اور تم ناظم فوجداری اور کوتوالی مقرر ہو کر آئے ہوگے، مجھے میرے عہدہ پر بحال رکھو تین لاکھ

تمھارے لیے نذرانہ موجود ہے"۔

اب میں نے اپنے فرمان تقرر کو پڑھا تو واقعی میں ناظم فوجداری اور کوتوالی مقرر کیا گیا تھا۔ میں نے کہا میں تو اس توہین کو گوارا نہ کروں گا۔ میں نے خالد کو لکھا کہ آپ نے مجھے رے کا عامل مقرر کیا تو میں نے خیال کیا تھا ہر محکمہ میرے ماتحت ہوگا مگر یہاں آکر وہ خیال غلط ثابت ہوا۔ افسر مالگزاری نے مجھ سے کہلا بھیجا ہے کہ میں اُسے اُسکے عہدہ پر بحال رکھوں تو وہ تین لاکھ دینے کے لیے تیار ہے، اُسکے جواب میں خالد نے مجھے لکھا جو وہ دیتا ہے اُسے قبول کر لو، معلوم ہوتا ہے کہ تم بالکل بے وقوف ہو۔ میں کچھ روز تو وہاں رہا۔ پھر میں نے خالد کو لکھا کہ میں آپ سے ملنے کا مشتاق ہوں آپ مجھے بلا لیجئے، اوس نے بلا لیا جب میں اُس کے پاس آگیا تو اب اُس نے مجھے اپنی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا"۔

اس سنہ میں مکہ۔ مدینہ اور طائف کا عامل عبدالواحد بن عبداللہ النضری تھا، حسین بن حسن الکندی کوفہ کے قاضی تھے، موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو ۱۰۶ھ ہجری میں خراسان وعراق کا والی مقرر کیا، اور اس سنہ ۱۰۵ھ میں عمر بن ہبیرہ ہی اس تمام علاقہ کا والی تھا۔

۱۰۶ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں ہشام نے مکہ، مدینہ اور طائف کی حکومت سے عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو برطرف کر دیا اور اسکی جگہ اس تمام علاقہ پر اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو والی مقرر کیا، ابراہیم ۱۷ جمادی الآخر ۱۰۶ھ ہجری بروز جمعہ مدینہ میں داخل ہوا۔ اسطرح نضری مدینہ پر ایک سال آٹھ ماہ والی رہا۔

اس سال سعید بن عبدالملک موسم گرما کی مہم لیکر جہاد کے لئے گیا، اور نیز حجاج بن عبدالملک نے لان پر فوجکشی کر کے اس کے باشندوں سے صلح کر لی اور انھوں نے جزیہ ادا کر دیا۔ اسی سنہ کے ماہ رجب میں عبدالصمد

بن علی پیدا ہوا۔ امام طاؤس بحیر بن ریسان الحمیری کے آزاد غلام نے مکہ میں اور سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ نے مدینہ میں انتقال کیا۔ ہشام نے اِن دونوں بزرگوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سالم بن عبد اللہ نے ۱۰۵ھ ہجری کے ماہِ ذیحجہ کے آخر میں انتقال کیا، ہشام بن عبد الملک نے بقیع میں نماز جنازہ پڑھائی۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر ایک کرتہ پہنے قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ ہشام قاسم کے پاس جاکر کھڑا ہوا اور انھیں سلام کیا، قاسم اُٹھکر اسکے پاس آئے، ہشام نے اُنکی خیریت مزاج دریافت کی، قاسم نے جواب میں کہا خدا کا فضل ہے میں اچھا ہوں، ہشام کہنے لگا بخدا میری یہی آرزو ہے کہ اللہ تمھیں خیریت سے رکھے، ہشام نے مدینہ میں جب لوگوں کی کثرت دیکھی تو حکم دیا کہ یہاں سے چار ہزار فوج بھرتی کیجائے اسی بنا پر اس سنہ کا نام چار ہزاری سال ہوگیا۔

نیز اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام نے محمد بن صفوان الجمحی کو قاضی بنایا پھر اُنھیں معزول کرکے صلت الکندی کو قاضی بنایا۔

اسی سنہ میں مضری۔ یمنی اور ربیعہ عربوں میں مقام بروقان علاقہ بلخ میں ہنگامہ آرائی ہوئی۔

شمالی اور جنوبی عربوں کا باہمی جھگڑا

مُسلم بن سعید نے جب جہاد کے ارادہ سے دریا کو عبور کیا تو کچھ لوگوں نے دیدہ ودانستہ اُسکے ساتھ شامل ہونے میں دیر لگائی۔ ان میں بختری بن درہم بھی تھا، جب مسلم بن سعید دریا پر آیا تو اُس نے نصر بن سیار، سلیم بن سلیمان بن عبد اللہ بن خازم۔ بلعاء بن مجاہد بن بلعاء العنبری ابو حفص بن وائل الحنظلی، عقبہ بن شہاب المازنی اور سالم بن ذواتبہ کو بلخ واپس بھیجا، اِن سب پر نصر بن سیار کو حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ اُن لوگوں کو جنھوں نے جہاد میں شرکت سے گریز کی ہے میرے پاس روانہ کرو، نصر نے بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کے

دروازہ کو جلا ڈالا۔ اس پر عمرو بن مسلم حاکم بلخ نے ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

اب اس اثناء میں مسلم بن سعید نے دریا کو عبور کر لیا۔ اور نصر مقام بروقان میں آکر فروکش ہوا۔ باشندگان صغانیان اس کے پاس آئے، مسلمۃ العقفانی التمیمی اور حسان بن خالد الاسدی پانسو کی جمعیت کے ساتھ نصر سے آملے اسی طرح سنان الاعرابی۔ زرعۃ بن علقمہ، سلمہ بن اوس، اور حجاج بن ہارون النمیری اپنے خاندان کے ساتھ نصر سے آملے۔ بنی بکر اور بنی ازد بھی بروقان میں بختری کی سرکردگی میں جمع ہوئے، بختری نے نصر سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ نصر نے اہل بلخ سے کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں نے اپنی تنخواہیں وصول کر لی ہیں اب امیر کے ساتھ جاکر شامل ہو جاؤ، کیونکہ انھوں نے دریا کو عبور کر لیا ہے مگر مضری نصر کے پاس چلے آئے اور ربیعہ اور ازد عمرو بن مسلم کے پاس جمع ہو گئے، بنی ربیعہ کے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ چونکہ مسلم بن سعید امیر المومنین سے بغاوت کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیں اپنے ساتھ لیجانے پر مجبور کر رہا ہے بنی تغلب نے عمرو بن مسلم سے کہدیا کہ تم ہم میں سے ہو، اور ایک شعر یاد دلایا جو کسی شخص نے کہا تھا اور اس میں باہلہ کو بنی تغلب سے منسوب کیا تھا اور چونکہ بنو قتیبہ باہلی تھے اس لیے انھوں نے کہا کہ ہم تغلبی ہیں۔ مگر بنی بکر نے تغلبی ہونا پسند نہ کیا، تا کہ بنی تغلب کی تعداد زیادہ نہ ہو سکے۔

بیان کیا گیا ہے کہ بنی معن جو قبیلۂ ازد سے تھے باہلہ کہلاتے تھے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عمرو بن مسلم بنی معن کے مجالس میں آکر کہتا تھا کہ اگر میں تم میں سے نہیں ہوں تو میں عرب ہی نہیں ہوں جب ایک تغلبی نے اسکی نسبت بھی تغلب کی جانب کی تو عمرو بن مسلم نے کہا کہ میں قرابت کو تو نہیں جانتا البتہ میں تمھاری حمایت اور حفاظت ضرور کروں گا۔

جب دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے آگئے اور خطرہ یقینی ہو گیا۔ تو ضحاک بن مزاحم اور یزید بن المعقل الحدانی سفیر بنکر نصر کے پاس آئے اس سے گفتگو کی اور خدا کا واسطہ دلایا، نصر واپس جانے لگا، مگر عمرو بن مسلم اور بختری

کی فوج نے اُن پر حملہ کردیا اور پکارنے لگے "کون ہے جو بنی بکر کو سمجھ لے" بنی بکر پریشان ہو گئے، مگر نصر نے حملہ آوروں پر جوابی حملہ کیا، اور سب سے پہلے اس معرکہ میں ایک باہلی مارا گیا۔ عمرو بن مسلم کے ہمراہ بختری اور زیاد بن طریف الباہلی بھی تھے،

اس معرکہ میں عمرو بن مسلم کے اٹھارہ آدمی کام آئے۔

کردان فراقصہ کا بھائی مسعدہ اور ایک شخص بنی بکر بن وائل کا اسحق نام بھی مارے گئے

یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو راستوں میں مارے گئے۔

عمرو بن مسلم نے شکست کھا کر قلعہ کی راہ لی اور نصر سے کہلا بھیجا کہ بلعاء بن مجاہد کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ بلعاء عمرو کے پاس آیا۔ عمرو نے اُس سے درخواست کی کہ آپ نصر سے میرے لئے امان حاصل کر لیجئے، نصر نے اُسے امان دیدی اور کہنے لگا کہ چونکہ میں تیری جان بخشی کر کے بکر بن وائل پر اپنا اتمام احسان کرنا چاہتا ہوں اس لئے تجھے چھوڑے دیتا ہوں ورنہ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو ضرور قتل کر دیتا،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے عمرو بن مسلم کو ایک چکی گھر میں پکڑا اور اس کے گلے میں رسی ڈالکر نصر کے پاس لائے۔ نصر نے اسے امان دیدی اور اس سے اور زیاد بن طریف اور بختری بن درہم سے کہا کہ اچھا تم لوگ اپنے امیر سے جا ملو۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب نصر اور عمرو کا مقام بروقان میں مقابلہ ہوا تو بکر بن وائل اور یمنیوں کے تیس آدمی مارے گئے۔ اس پر بنی بکر نے کہا کہ ہم اپنے بھائیوں اور اپنے امیر سے کیوں لڑیں، ہم نے اس شخص سے اپنی قرابت جتائی اُس نے اُس سے بھی انکار کیا اسلئے انھوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ازدی لڑے، انھیں شکست ہوئی اور وہ قلعہ میں جا گھسے، نصر نے اُن کا محاصرہ کر لیا۔

بنی عباد کے ایک شخص نے عمرو بن مسلم۔ بختری اور زیاد بن ظریف الباہلی کو پکڑ لیا۔ نصر نے اُن کے سو سو کوڑے لگوائے، اُن کے سر اور داڑھیاں منڈوا دیں اور کمبل کے کپڑے پہنا دیئے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے بختری ایک جھاڑی میں جا چھپا تھا وہاں سے گرفتار کر کے نکالا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عمرو بن مسلم اور نصر بن سیار کی جنگ ہوئی تو نصر کو اُس نے شکست دی، اس پر عمرو نے ایک تمیمی سے جو اُس کے پاس تھا

پوچھا کہو بھائی تمیمی تمھاری قوم کیسی بری طرح فرار ہوئی اس بات کو اُس نے بنی تمیم کی شکست پر طعن کرنے کے لیے اُس سے کہا، مگر اس کے بعد ہی بنی تمیم نے جوابی حملہ کیا، عمرو کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور جب غبار دور ہوا تو دیکھا کہ بلعا بن مجاہد بنی تمیم کی ایک جماعت کو لئے ہوئے عمرو کے ساتھیوں کو میدانِ جنگ سے ڈھوروں کی طرح مار مار کر بھگا رہا ہے اب اُس تمیمی شخص نے عمرو سے کہا دیکھو میری قوم کا فرار ایسا ہوتا ہے۔
عمرو شکست کھا کر بھاگا۔ بلعا نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قیدیوں کو قتل مت کرو۔ انھیں ننگا کر دو اور اُن کے پائجامے سرینوں پر سے قطع کر دو۔
اسی سنہ میں مُسلم بن سعید ترکوں سے جہاد کرنے گیا تھا اور دریا کو عبور بھی کر چکا تھا کہ اُسے خالد بن عبداللہ کی طرف سے خراسان کی صوبہ داری سے اپنی برطرفی اور اسد بن عبداللہ کے تقرر کا حکم ملا۔

مُسلم بن سعید کے اِس جہاد کے واقعات

مُسلم نے اس سال جہاد کا ارادہ کیا، میدانِ یزید میں تمام لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا "مجھے سب سے زیادہ اُن لوگوں کی وجہ سے فکر دامن گیر ہے جو ارادتاً پیچھے رہ گئے اور میرے ساتھ شامل نہیں ہوئے یہ لوگ گلے کاٹنے والے ہیں۔ مجاہدین کی عورتوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کیلئے دیواروں کو پھاند ینگے، اے خداوند تو انھیں سزا دے اور میں بھی انھیں سزا دونگا، میں نے نصر کو حکم دیدیا ہے کہ جس پیچھے رہنے والے کو وہ دیکھے اُسے قتل کر ڈالے اور مجھے عمرو بن مُسلم اور اُسکے ساتھیوں پر اُس عذاب کی وجہ سے جو اللہ اُن پر نازل کریگا کوئی ترس نہیں آتا۔
بخارا میں مُسلم کو خالد بن عبداللہ القسری کا خط ملا جس میں عراق کی صوبہ داری پر اپنے تقرر کا ذکر تھا۔ اور لکھا تھا کہ تم اِس جہاد کو پورا کرلو۔ مُسلم نے فرغانہ کی راہ لی۔ اِس موقعہ پر ابوالضحاک الرواحی، بخشی فوج نے جو قبیلہ بنی عبس کے خاندان رواحہ سے تھا اور جنکا شمار ازدیوں میں تھا اعلان کر دیا کہ اس سال جو شخص

پیچھے رہ جائیگا اُسپر کوئی جرم نہیں، اس موقع سے چار ہزار سپاہیوں نے فائدہ اُٹھایا اور مسلم کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہ گئے۔

جب مسلم بن سعید فرغانہ پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ خاقان اُسکے مقابلہ کے لئے بڑھ آیا ہے، شمیل یا شبیل بن عبدالرحمٰن المازنی نے مسلم سے کہا کہ میں نے فلاں فلاں مقام میں خاقان کی فوج کو بچشم خود دیکھا ہے، مسلم نے عبداللہ بن ابی عبداللہ الکرمانی بنی سلیم کے آزاد غلام کو بلاکر حکم دیا کہ روانگی کی تیاری کر و صبح ہوتے ہی اپنے لشکر کو لیکر مسلم نے کوچ کیا، ایک دن میں تین منزلیں طے کیں، دوسرے دن پھر روانہ ہوئے وادی سیوح کو عبور کیا تھا کہ خاقان سامنے آگیا اور اُس کا رسالہ مسلم کے قریب آپہنچا۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ نے مشہور شہسواروں اور موالیوں کو دشمن کو روکنے کے لئے اُوتار دیا، ترکوں نے اس جماعت پر حملہ کیا سب کو شہید کر ڈالا۔ اور مسلم کے سواری کے جانوروں کو لوٹ لے گئے، مُسیّب بن بشر الریاحی اور برا ءجو مہلب کے مشہور بہادر سرداروں میں سے تھے اس معرکہ میں کام آئے، غوزک کا بھائی بھی میدانِ جنگ میں مارا گیا۔ مگر اب سب لوگ ترکوں پر جھپٹ پڑے اور انھیں مسلمانوں کے فرودگاہ سے نکال باہر کیا، مسلم نے اپنا جھنڈا عامر بن مالک الحِمّانی کے حوالے کیا اور فوج کو لیکر واپس روانہ ہوگیا، آٹھ روز برابر چلتے رہے۔ مگر ترک بھی برابر مسلمانوں کو گھیرے رہے، جب نویں شب ہوئی مسلم نے قیام کرنیکا ارادہ کیا، اور لوگوں سے اس بارے میں مشورہ لیا۔ سب نے قیام کا مشورہ دیا۔ اور کہا کہ صبح کے وقت ہم اُس قریب کے پانی پر جا اوتریں گے، اور اگر آپ نے پہاڑ کے درے میں پڑاو ڈالا تو آپ کے ساتھی میوہ توڑنے چلے جائینگے اور دشمن آپ کے فرودگاہ کو لوٹ لیجائے گا، مسلم نے سورہ بن الحر سے پوچھا کہو ابوالعلا تمھاری کیا رائے ہے، سورہ نے کہا کہ جو سب لوگوں کی رائے ہے وہی میں بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ چنانچہ اب سارا لشکر قیام کے لئے اُتر پڑا۔

لشکر کے قیام گاہ میں کوئی عمارت وغیرہ نہیں بنائی گئی بلکہ لوگوں نے برتنوں اور دوسرے سامان کو جنگی وجہ سے بوجھ بڑھ گیا تھا جلا ڈالا اسیطرح اُنھوں نے، دس لاکھ کی قیمت کا سامان جلا ڈالا صبح ہوتے ہی اس مقام سے بھی فوج نے کوچ کیا اور پانی کے قریب پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ اہل فرغانہ اور شاش دریا کے آگے مزاحمت کے لئے مستعد ہیں۔ اس وقت مسلم بن سعید نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ تلواریں نیام سے باہر نکالیں، سب نے اس حکم کی تعمیل کی، جہاں تک نظر جاتی تھی تلواریں ہی تلواریں نظر آتی تھیں۔ پانی کو چھوڑ کر آگے بڑھے، اُس روز مسلم نے اپنی فوج کو ٹھہرایا اور دوسرے دن دریا کو عبور کیا خاقان کے ایک بیٹے نے مسلمانوں کا تعاقب کیا

حمید بن عبداللہ نے جو مسلمانوں کے ساقہ فوج پر تھا مسلم سے کہلا یا کہ آپ تھوڑی دیر ٹھہر جائیے میرے پیچھے دو سو ترک ہیں میں ذرا اُن سے نپٹ لوں حُمید اُسوقت اگرچہ زخموں سے چور تھا، مگر فوج کے ٹھہرتے ہی ترکوں پر پلٹ پڑا اہل سغد اور اُن کا سردار اس جھڑپ میں قید کر لئے گئے، سردار کے ساتھ سات آدمی اور تھے، بقیہ ترکوں نے واپسی کی راہ لی اور حُمید آگے بڑھا۔ ایک تیر اُس کے گھٹنے میں آکر لگا اور اُس نے داعی اجل کو لبیک کہا، تمام فوج کو پیاس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی عبدالرحمن بن نعیم العامری نے اپنے اونٹ پر بیس چھاگلیں پانی سے بھری ہوئی بار کر لیں تھیں لوگوں کی اس تکلیف کو دیکھکر اُس نے اُنھیں نکالا اور سب نے ایک ایک گھونٹ پانی پیا۔ مسلم بن سعید نے بھی پانی مانگا ایک برتن میں اُسکے لئے پانی لایا گیا جابر یا حارثہ بن کثیر سلیمان بن کثیر کے بھائی نے اُس برتن کو اُسکے منہ سے چھین لیا، مسلم نے کہا اُسے چھوڑ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی حدت سے بیتاب ہو کر اُس نے اُس پانی کو چھینا ہے بہر حال بھوک اور راستہ کی مشقتوں کو جھیلنے کے بعد مسلمان خجندہ آئے، اور ادھر اُدھر متفرق ہو گئے اسی اثناء میں دو سوار عبدالرحمن بن نعیم کو پوچھتے ہوئے چھاؤنی میں آئے، اور اسد بن عبداللہ کی طرف سے عبدالرحمن کو خراسان کی ولایت کا فرمان تقرر لا کر دیا۔ عبدالرحمن نے اُسے

مسلم کو پڑھ کر سنایا مسلم نے بے چون و چرا اوسکی تعمیل کے لئے آمادگی ظاہر کی؛
عبد الرحمن نے ہی سب سے پہلے آمل کے بیابان میں خیمہ لگائے،
اسحٰق بن محمد الغدانی نے "پیاس والے دن میں" سب سے زیادہ صبر و استقلال کا ثبوت دیا؛

عبد الرحمن بن نعیم کے بیٹوں میں نعیم، شدید، عبد السلام، ابراہیم اور مقداد تھے انمیں سے نعیم اور شدید بڑے ہی سخت جنگجو تھے؛

مسلم بن سعید کی معزولی کے بعد خزرج التغلبی نے کہا کہ جب ہم ترکوں سے جہاد کرنے گئے تو انھوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور سب کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اُن کے چہرے خوف کی وجہ سے زرد ہو گئے تھے، مگر حوثرہ بن یزید بن الحر بن الحنیف بن نصر بن یزید بن جعونہ نے چار ہزار فوج کے ساتھ ترکوں پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر تک اُن سے لڑنے کے بعد واپس چلا آیا۔ پھر نصر بن سیار نے تیس شہسواروں کے ساتھ ترکوں پر اس دلیری سے حملہ کیا کہ اُنھیں اُنکی جگھوں سے پیچھے ہٹا دیا۔ اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا اور ترکوں کو شکست ہوئی (یہ حوثرہ رقبہ بن الحر کا بھتیجا ہے)؛

مسلم کو خراسان کا والی مقرر کرنے کے وقت عمرو بن ہبیرہ نے مسلم کو نصیحت کی تھی کہ تمھارے موالیوں میں سے جو بہترین شخص ہو اُسے اپنا حاجب مقرر کرنا کیونکہ حاجب تمھاری زبان ہے اور جو وہ کہے گا وہ تمھاری ہی جانب سے سمجھا جائیگا، اپنے محافظ دستہ کے افسر کو حکم دینا کہ وہ اپنے فرائض نہایت دیانت داری سے انجام دے، عُمّال عذر مقرر کرنا۔ مسلم نے پوچھا کہ عمال عذر کیا ہیں، عمرو بن ہبیرہ نے کہا ہر شہر کے باشندوں کو حکم دینا کہ وہ خود اپنا عامل تجویز کریں اور جس شخص کو وہ اختیار کریں اُسکو اُنکا عامل بنا دینا۔ اگر وہ اچھا ثابت ہوا تو اُسکا فائدہ تمکو پہنچیگا اور اگر وہ برا ثابت ہوا تو اُسکا نقصان باشندوں کو اُٹھانا پڑے گا تم اُسکے ضرر سے بھی محفوظ رہو گے اور تم پر کوئی ذمہ داری بھی عاید نہو گی؛

مسلم بن سعید نے خراسان سے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ آیہ بن ابی اسید بنی العنبر کے آزاد غلام کو میرے پاس بھیجدیجئے، ابن ہبیرہ نے اپنے عامل بصرہ کو،

حکم لکھا کہ تم توبہ بن ابی اسید کو میرے پاس روانہ کردو، عامل بصرہ نے حسب الحکم توبہ کو ابن ہبیرہ کی خدمت میں بھیجدیا۔

توبہ ایک وجیہ، بلند آواز اور خوش تحریر شخص تھا جب وہ ابن ہبیرہ سے ملنے گیا تو ابن ہبیرہ کہنے لگا کہ واقعی ایسا ہی شخص اہم خدمت کا اہل ہے ابن ہبیرہ نے اُسے مُسلم کے پاس بھیجدیا۔ مُسلم نے اپنی مہر اُس کے حوالے کردی اور کہا جیسا تم مناسب سمجھو کرو، اسد بن عبداللہ کے خراسان آنے تک توبہ مُسلم کے ساتھ رہا۔ جب مُسلم خراسان سے روانہ ہونے لگا تو توبہ نے بھی اُسکے ساتھ چلے آنے کا ارادہ کیا مگر اسد نے اُسے روک لیا اور کہا کہ مسلم کو تمھاری خدمات کی اتنی ضرورت نہ تھی جتنی مجھے ہے، غرض کہ اسد کے کہنے سے توبہ بدستور اپنی خدمت پر کام کرتا رہا تمام لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا، نہایت اخلاق و تواضع سے پیش آتا فوج والوں کی تنخواہیں اور وظائف برابر دیتا رہتا۔

اسد نے توبہ سے کہا کہ تم فوج سے طلاق کی قسم لے لو تاکہ کوئی شخص جہاد میں جانے سے پیچھے نہ رہے اور نہ اپنی جگہ کسی اور کو بھیج سکے۔ مگر توبہ نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔ توبہ کے اور جو اور لوگ اُس کی خدمت پر آئے اُنھوں نے پھر فوج سے یہ ہی قسم لینا شروع کردی تھی، جب عاصم بن عبداللہ خراسان آیا تو اُس نے بھی فوج سے طلاق کی قسم لینا چاہی مگر فوج نے اس قسم کے کھانے سے انکار کردیا اور کہا کہ توبہ جو قسم ہم سے لیا کرتا تھا اُسکے لیے ہم اب بھی تیار ہیں۔ وہ خاص قسم اُن لوگوں میں اس قدر مشہور ہوگئی تھی کہ وہ "ایمان توبہ" کے نام سے مشتہر ہوگئی،

اس سال خود ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔

ابوالزناد کے باپ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ہشام نے مجھے لکھا کہ آپ مجھے حج کے تمام ارکان و مناسک لکھدیجیے میں نے انھیں لکھدیا اور ابوالزناد نے ہشام سے جاکر ملاقات کی ابوالزناد لکھتے ہیں کہ اُس روز میں ہشام کے پیچھے سواری میں شریک تھا اتنے میں سعید بن عبداللہ

بن الولید بن عثمان بن عفان ہشام سے آکر ملا۔ چونکہ ہشام پیدل چل رہا تھا اس لئے سعید بھی سواری سے اوتر پڑا اور اس نے ہشام کو سلام کیا۔ اور اسکے پہلو میں چلنے لگا۔ اتنے میں ہشام نے مجھے آواز دی میں آگے بڑھ آیا اور میں اس کے دوسرے پہلو میں اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ سعید نے ہشام سے کہنا شروع کیا (میں اس گفتگو کو خوب سنتا رہا) امیر المومنین! اللہ تعالیٰ ہمیشہ امیر المومنین کے خاندان پر اپنا انعام واکرام کرتا رہا ہے اور خلیفۂ مظلوم کی امداد کرتا رہا ہے۔ ان مقدس مقامات میں ہمیشہ سے امیر المومنین کے خاندان والے ابوتراب پر لعنت بھیجتے آئے ہیں اس لئے آپ کو بھی چاہیئے کہ آپ اس مقدس جگہ میں ان پر لعنت بھیجیں ''یہ بات ہشام کو نہایت ناگوار گزری اور وہ کہنے لگا کہ ہم یہاں کسی کو گالیاں دینے یا اسپر لعنت بھیجنے نہیں آئے، بلکہ ہم حج کی غرض سے آئے ہیں، پھر بات کاٹ کر ہشام میری طرف متوجہ ہوا اور مجھ سے پوچھا کہو عبداللہ بن ذکوان جس معاملہ کے متعلق میں نے تمہیں لکھا تھا اُسے پورا کردیا میں نے کہا جی ہاں چونکہ میں نے سعید کی اس بات کو سن لیا تھا اس وجہ سے میری موجودگی اس گفتگو کے موقعہ پر سعید کو بہت شاق گزری چنانچہ پھر جب کبھی وہ مجھے دیکھتا تو مجھ سے چھپ جاتا۔

اسی سنہ میں ہشام مقام حجر میں نماز پڑھنے کے بعد کھڑا ہوا تھا کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ اور اس بیت اللہ اور اس شہر کی جسکی تعظیم کے لئے آپ آئے ہیں حرمت کا واسطہ دیکر درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے اس حق کو جو ظلماً مجھ سے چھین لیا گیا ہے مجھے واپس دیدیں۔ ہشام نے پوچھا کیا۔ ابراہیم نے کہا میرا مکان۔ ہشام نے کہا کہ تم نے امیر المومنین عبدالملک کے زمانہ میں کیوں چارہ جوئی نہ کی۔ ابراہیم نے کہا سچ اُس نے مجھپر ظلم کیا، ہشام نے کہا ولید بن عبدالملک سے درخواست کرنا تھا ابراہیم نے جواب دیا اُس نے بھی میرے ساتھ ظلم کیا ہشام نے کہا سلیمان سے کہنا تھا ابراہیم نے جواب دیا اُس نے بھی میرے ساتھ ناانصافی کی، ہشام نے کہا عمر بن عبدالعزیز سے کہا ہوتا۔ ابراہیم نے کہا اللہ اُن پر

اپنی رحمت نازل فرمائے بے شک اُنھوں نے میرا مکان مجھے واپس دیدیا تھا ہشام نے کہا یزید بن عبدالملک سے کیوں نہ کہا، ابراہیم نے کہا اُس نے مجھ پر ظلم کیا، اور مکان پر میرا قبضہ ہو جانے کے بعد اُس نے پھر مجھ سے چھین لیا اور اب وہ تمھارے قبضہ میں ہے۔

ہشام نے کہا بخدا اگر تمھیں مارا جاتا تو میں ضرور تمھیں مارتا۔ ابراہیم نے کہا بخدا میرے جسم پر تلوار کے زخم اور کوڑوں کے نشان موجود ہیں۔ ہشام پلٹ گیا۔ ابرش اُسکے پیچھے تھا ہشام نے اُس سے پوچھا کہو ابو مجاشع یہ زبان تمھیں کیسی معلوم ہوئی۔ ابو مجاشع نے کہا اس زبان کے کیا کہنے! ہشام نے کہا یہ قریش ہیں اور یہ اُنکی زبان ہے اس کی یاد لوگوں میں ہمیشہ رہیگی، میں نے ایسی عمدہ زبان کبھی نہیں سنی۔

اس سنہ میں خالد بن عبداللہ القسری عراق کا والی مقرر ہوکر کوفہ آیا۔ اور اُس نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اسد جب خراسان آیا تو اُس وقت سعید بن مسلم فرغانہ میں جہاد میں مصروف تھا، جب عبور کرنے کے لئے دریا پر آیا تو اشھب بن عبید التمیمی الغالبی نے جو آمل میں کشتیوں کی نگرانی پر متعین تھا اُسے روکا اسد نے اُس سے کہا کہ مجھے دریا کے پار کرادو، اشھب نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے ممانعت کردی گئی ہے اسد نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ خوشامد اور لالچ دلا کر کام نکالو مگر اُس نے پھر بھی انکار ہی کیا اب اسد نے کہا کہ میں امیر ہوں۔ اشھب نے کہا اب آپ عبور کر سکتے ہیں اسد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس شخص کو پہچان لو اسے ہم اپنے معتمد علیہ لوگوں میں شریک کرلیں گے، اسد دریا کو عبور کر کے سغد آیا اور اُسکی گھاٹی پر آکر ٹھہر گیا، ہانی بن ہانی جو سمرقند کی مالگزاری کا افسر اعلیٰ تھا لوگوں کو لیکر اسد کے استقبال کو آیا۔ اسد ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا جب یہ جماعت اُسکے سامنے آئی۔ لوگوں نے تفاؤل کے طور پر کہا اسد علی حجر، شیر پتھر پر بیٹھا ہے، یہ کچھ بھلا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔ ہانی نے اس سے پوچھا کہ اگر جناب والا امیر ہوکر آئے ہیں تو ہمیں بتا دیجئے تاکہ ہم آپ کا اُسطرح

استقبال کریں جیسا کہ ہم اپنے امیروں کا کیا کرتے ہیں، اسد نے کہا ہاں میں امیر ہو کر آیا ہوں، پھر اسد نے کھانا منگوایا اور اُسی مقام پر کھانا کھایا، اور لوگوں سے کہا کہ جو شخص میرے جلو میں چلنا چاہے اُسے چار درہم یا دوسری روایت کے مطابق تیرہ تیرہ درہم دیئے جائینگے جو میری آستین میں ہیں، اسد اپنے اس استقبال کو دیکھکر رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں۔ بہر حال اب باقاعدہ جلوس کے ساتھ سوار ہو کر اُسنے سمرقند میں داخل ہوا۔ دو شخصوں کو عبدالرحمٰن بن نعیم کے سپہ سالاری کے حکم تقرر دیکر روانہ کیا، یہ دونوں شخص عبدالرحمٰن بن نعیم کے پاس جو اُس وقت وادی افشین میں مسلمانوں کی فوج کے پچھلے حصّہ پر تھا آئے فوج کے پچھلے حصّہ میں زیادہ تر اہل سمرقند جو سوالی تھے، اور اہل کوفہ تھے ان دونوں نے لوگوں سے عبدالرحمٰن کو پوچھا اُنھوں نے کہا کہ وہ ساقہ لشکر میں ہیں، یہ دونوں اُسکے پاس پہنچے اور حکم تقرر اُسے سنایا اور ایک خط دیا جس میں حکم تھا کہ واپس چلا آو اور تمام فوج کو بھی واپسی کی اجازت ہے، عبدالرحمٰن نے خط پڑھا۔ اُس خط کو اور اپنے تقرر کے حکم کو مسلم کو لاکر دیا۔ مسلم نے کہا میں بلا پس وپیش تعمیل کے لئے تیار ہوں۔

جب اس ردوبدل کی خبر عام ہوئی تو عمرو بن ہلال السدوسی۔ یا تیمی نے آکر مسلم کے دو کوڑے اُس زیادتی کی وجہ سے جو اُس نے مقام بروقان میں بکر بن وائل کے ساتھ کی تھی مارے، اور حسین بن عثمان بن بشر بن المحتفز نے اسے گالیاں دیں۔ مگر عبدالرحمٰن بن نعیم اُنکی اس حرکت پر سخت برہم ہوا اُنھیں ڈانٹا، اُن پر سختی کی اور حکم دیا کہ انھیں میرے سامنے سے نکالدو، چنانچہ وہ لوگ سامنے سے ہٹا دیئے گئے، اب عبدالرحمٰن تمام فوج کو لیکر واپس ہوا اور مسلم بھی اُسکے ہمراہ روانہ ہوا۔

یہ تمام لشکر اسد کے پاس سمرقند میں آیا۔ اسد سمرقند سے مرو آیا، ہانی کو معزول کر کے اُسکی جگہ سمرقند پر حسن بن ابی العمرطۃ الکندی کو جو آکل المرار کی اولاد میں تھا، عامل مقرر کیا حسن کی بیوی جنوب بنت القعقاع بن الاعلم سردار بنی ازد اُسکے پاس آئی،

یعقوب بن القعقاع اُس وقت خراسان کے قاضی تھے حسن اپنی بیوی کو لینے کے لئے شہر سے باہر گیا اُسی زمانہ میں ترکوں نے مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ لوگوں نے حسن سے کہا کہ ترک آگئے ہیں۔ ترکوں کی تعداد سات ہزار تھی حسن نے سنکر کہا وہ ہم پر نہیں آئے بلکہ ہم نے اُن پر جارحانہ کارروائی کی اُن کے شہروں پر قبضہ کرلیا۔ انھیں غلام بنایا۔ مگر باوجود اس کے نجدا میں تمھیں اُن سے قریب کروں گا۔ اور تمھارے گھوڑوں کی پیشانیوں کو اُنکے گھوڑوں کی پیشانیوں سے ملادونگا۔

غرض کہ اب حسن ترکوں کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا۔ مگر اُس نے اتنی دیر لگادی کہ ترک اپنا کام کر کے چلتے بنے لوگوں میں جہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ یہ شخص اپنی بیوی کی ملاقات کو تو اس قدر شوق، ذوق سے جلدی جلدی گیا۔ مگر دشمن کے مقابلہ میں جاتے ہوئے اسقدر دیر لگادی، حسن کو بھی اس کا ناپھوسی کی خبر ہوئی۔ لوگوں کو مخاطب کر کے تقریر کی اور کہنے لگا کہ تم یہ باتیں کہتے ہو اور عیب لگاتے ہو، اے اللہ تو ان کا نشان مٹادے، اُنکی موتوں کو جلد بھیجدے، اُن پر مصیبت و تنگی نازل کردے۔ اور خوشی اور فارغ البالی کو اُن سے اُٹھالے یہ تقریر سنکر لوگوں نے دل ہی دل میں اُسے خوب گالیاں دیں۔

جب حسن ترکوں کے مقابلہ پر گیا تھا اُس نے ثابت قطنہ کو سمرقند پر اپنا قائم مقام مقرر کردیا تھا ثابت لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا تو اُسکی زبان میں لکنت پیدا ہوگئی اور بول نہ سکا، کہنے لگا من یطع اللہ و رسولہ فقد ضل جس نے اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کی وہ گمراہ ہوا۔ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ زبان بند ہوگئی اور ایک لفظ پھر زبان سے نہ نکل سکا، جب منبر سے اترآیا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

وان لم اکن فیکم خطیباً فاننی بسیفی اذا جد الوغا لخطیبُ

(ترجمہ، اگر میں تمھارے سامنے زبان سے تقریر نہ کرسکا تو مجھے کیا پروا ہے کیونکہ میں جنگ کی شدت کی حالت میں اپنی تلوار کے ذریعہ بڑا گویا ہوں۔

اسپر سامعین کہنے لگے کاش آپ نے یہ شعر منبر پر پڑھ دیا ہوتا تو واقعی

آپ خطیب ہوتے،

اسی سنہ میں عبدالصمد بن علی ماہِ رجب میں پیدا ہوا۔ اس سال ۔ مکہ۔ مدینہ اور طائف کا عامل ابراہیم بن ہشام المخزومی تھا۔ عراق وخراسان کا ناظم اعلیٰ خالد بن عبداللہ القسری تھا اور بصرہ میں نماز پڑھانے کے لئے خالد کے طرف سے عقبہ بن عبدالاعلیٰ مقرر تھے، مالک بن المنذر بن الجارود کوتوال تھا، ثمامہ بن عبداللہ بن انس بصرہ کے قاضی تھے، اسد بن عبداللہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔

۱۰۷ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سنہ میں عباد الرعینی خارجی نے یمن میں خروج کیا، یوسف بن عمر نے اُسے اور اُسکے تین سو ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لیکر جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ میمون بن مہران شام کی فوج کا سپہ سالار تھا، معاویہ سمندر کو طے کر کے قبرس آیا۔ اُسکے ساتھ وہ امدادی فوج بھی تھی جسکی بھرتی کا ہشام نے اپنے ۱۰۶ھ ہجری کے حج میں حکم دیا تھا یہ جمعیت ۱۰۶ھ ہجری میں جسکی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کی گئی تھیں شام آئی، اس میں سے نصف لوگ جہاد کے لئے گئے اور نصف وہیں رہے۔

مسلمہ بن عبدالملک نے خشکی میں کفار سے جہاد کیا۔

اسی سال شام میں شدید مرض طاعون پھیل گیا نیز اس سال بکیر بن ماہان نے ابو عکرمہ، ابو محمد الصادق۔ محمد بن خنیس اور عمار العبادی کو کچھ اپنے اور طرفداروں کے ساتھ جنکے ہمراہ زیاد ولید الازرق کا ماموں بھی تھا، اپنے اغراض کی اشاعت وتبلیغ کے لئے خراسان بھیجا۔ بنی کندہ کے ایک شخص نے اسد سے اُنکی چغلی کھائی۔ ابو عکرمہ، محمد بن خنیس اوران کے تمام ساتھی گرفتار ہوکر اسد کے پاس لائے گئے، البتہ عامر بچ کر نکل گیا، جو لوگ اُس کے قبضہ میں آگئے اسد نے اُن کے دست وپا کو قطع وبرید کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ عمار بکیر بن ماہان کے پاس آیا ساری سرگزشت سنائی۔ بکیر نے تمام ماجرا محمد بن علی کو لکھ بھیجا محمد بن علی نے جواب دیا کہ تمام تعریف اُسی ذات کو سزاوار ہے جس نے تمہاری خبر

اور تمہاری دعوت کو سچ کیا ہے، تم میں سے جو بچ گئے ہیں وہ بھی عنقریب مارے جائینگے
اسی سنہ میں مسلم بن سعید خالد بن عبداللہ کے پاس لایا گیا، جب تک وہ خراسان میں رہا اسد بن عبداللہ نے اُسکی ہمیشہ تعظیم و تکریم کی کسی قسم کی بدسلوکی نہیں کی اور نہ اُسے قید کیا، مُسلم عراق آگیا ابن ہبیرہ نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا مگر مسلم نے اُسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور کہا کہ یہ یمنی ہمارے متعلق اُس سے زیادہ اچھی رائے رکھتے ہیں جیساکہ ہم اُن کے متعلق رکھتے ہیں۔
اسی سال اسد نے نمرون کے پہاڑوں اور علاقہ غرشستان پر جو طالقان کے پہاڑوں سے متصل تھے جہاد کیا نمرون نے اُس سے صلح کرلی اور اُسی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا یہاں کے باشندے آجتک یمنیوں کے موالی ہیں۔
نیز اسد نے اس سال غور پر جو ہرات کا پہاڑی علاقہ ہے جہاد کیا۔

اس مہم کی تفصیل

جب اسد نے غور پر چڑھائی کی تو باشندوں نے اپنے تمام مال ومتاع کو ایک ایسے عمیق غار میں ڈالدیا جہاں تک پہنچنا غیر ممکن تھا اسد نے صندوق بنوائے اور اُن میں آدمیوں کو بٹھاکر رسّوں کے ذریعہ نیچے اوتارا۔ یہ لوگ جس قدر مال و متاع نکال سکے نکال لائے۔
اسی سال اسد نے بروقان کی متعینہ فوج کو بلخ میں منتقل کردیا اور جن جن لوگوں کے بروقان میں مکان تھے اُنھیں بلخ میں مکانات بنوادئے اور جنکے نہ تھے اُنھیں بھی بنوادئے، اور ارادہ کیا کہ بلوائی فوج کو پانچ حصّوں پر تقسیم کرکے ہر حصّہ کو علیحدہ علیحدہ بساوے مگر اُس کے دوستوں نے اُسے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اسطرح اُن میں دھڑے بندی ہو جائیگی جس سے جھگڑے پیدا ہوں گے اس بنا پر اسد نے اون سب کو خلط ملط کرکے بسادیا۔ شہر کی تعمیر کے لئے اسد نے معمار و مزدور مقرر کردئے ہر پرگنہ پر اُسکے محاصل کے اعتبار سے اُن کے اخراجات کا بار ڈالدیا۔ اور برمک خالد بن برمک

کے باپ کو شہر کی تعمیر کا مہتمم مقرر کر دیا؛

بروقان میں زیادہ تر امرا اور روسا بود و باش رکھتے تھے اسکے اور بلخ کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔ اور بلخ اور نوبہار کے درمیان دو سو قدم کا فاصلہ تھا۔

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف مقامات پر وہی لوگ حاکم تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے جنکا ذکر ۱۰۶ھ ہجری کے واقعات میں ہو چکا ہے؛

۱۰۸ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال مسلمۃ بن عبدالملک نے جہاد کیا رومیوں کے شہر قیساریہ تک جو جزیرہ کے متصل واقع ہے جا پہنچا اللہ تعالی نے اس شہر کو اس کے ہاتھوں مسخر کرا دیا؛

نیز اس سال ابراہیم بن ہشام نے بھی جہاد کیا اور رومیوں کے ایک قلعہ کو فتح کیا؛

اس سال بکیر بن ماہان نے چند آدمیوں کو جن میں عمار العبادی بھی تھا خراسان بھیجا۔ ایک شخص نے اسد بن عبداللہ سے ان لوگوں کی چغلی کھائی۔ اسد نے عمار کو پکڑ کر اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا دئے، اس کے ساتھی البتہ بچکر نکل آئے، اور بکیر بن ماہان سے آکر تمام ماجرا سنایا۔ بکیر نے اس واقعہ کی اطلاع محمد بن علی کو لکھ بھیجی۔ محمد بن علی نے جواب میں لکھا تمام تعریف اسی خدا کو ثابت ہے جس نے تمہاری دعوت کو سچا کیا اور تمہارے طرفداروں کو بچا یا؛

اسی سال مقام دابق میں آگ لگی، جس سے تمام چراگاہ۔ نیز جانور اور آدمی جل گئے؛

نیز اسی سال اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا۔ علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ خاقان نے اسد کو آلیا۔ مگر اسد قوادیان کے طرف واپس پلٹ آیا تھا اور دریا کو بھی عبور کر آیا تھا، اس لئے دونوں میں اس موقع جہاد پر کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

مگر ابو عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ ترکوں نے اسد کو شکست دی اور اُسکا سخت نقصان کیا اِس پر لونڈوں نے یہ شعر گانا شروع کیا۔

از ختلان آمدی برو تباہ آمدی

(ترجمہ) تو ختلان سے تباہ ہو کر آیا۔

اگرچہ سبل اِس وقت خاقان سے برسر پیکار تھا مگر خاقان نے اُس سے دوستی پیدا کر لی تھی۔

واپسی میں اسد نے یہ ظاہر کیا کہ وہ مقام سرخ درہ میں موسم سرما بسر کرنا چاہتا ہے مگر پھر اسد نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اور سب چل پڑے۔ اسد نے اپنے جھنڈے سامنے بڑھا دئے اور ایک تاریک رات میں سرخ درہ کی طرف روانہ ہوا فوج نے تکبیر کہنا شروع کی۔ اسد نے پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ عربوں کا یہ شیوہ ہے کہ جب وہ واپس پلٹتے ہیں تو تکبیر کہتے ہیں اِس پر اسد نے فوج کے نقیب عروہ سے کہا کہ اعلان کر دو کہ امیر غورین جانا چاہتے ہیں۔ اسد روانہ ہوا جب مسلمان غورین پہنچ گئے تب خاقان آیا۔ اسد نے دریا کو عبور کر لیا مگر نہ مسلمانوں نے ترکوں کا سامنا کیا اور نہ ترکوں نے اُنھیں چھیڑا۔ غرض کہ اسد تو بلخ آگیا، اور دوسرے مسلمان مقام غوریان چلے گئے، ترکوں سے اُنکا مقابلہ ہوا۔ ایک دن تو وہ اُن سے نہایت ثابت قدمی سے لڑے، اثنائے جنگ میں ایک مشرک اپنی صفوں میں سے آکر میدانِ جنگ میں نیزہ گاڑ کر کھڑا ہو گیا، ایک سبز کپڑا اُس کے سر پر لپٹا ہوا تھا جس سے اُسکا امتیاز ظاہر تھا۔ سلم بن احوز نصر بن سیار کے پاس کھڑا ہوا تھا سلم نے نصر سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اسد مجھ سے ناراض ہے میں اس کافر پر حملہ کرتا ہوں۔ شاید میں اُسے قتل کر دوں اور اسطرح اسد مجھ سے خوش ہو جائے۔ نصر نے کہا تمھاری مرضی۔ سلم نے اُس پر حملہ کیا، اور نیزہ کی ایک ہی حرکت سے اُس پر قابو پا کر نیزہ کا کاری وار کیا۔ مشرک ایک ہی وار میں گھوڑے کے سامنے آرہا اور گھوڑے نے اُسے اپنی ٹاپوں سے روند ڈالا۔

سلم نصر کے پاس واپس چلا آیا مگر پھر نصر سے کہنے لگا کہ میں دوبارہ حملہ کرتا ہوں چنانچہ جب سلم بڑھتا ہوا دشمن کے قریب پہنچ گیا تو ایک مشرک مقابلہ کے لئے نکلا، دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار کے وار کئے سلم نے اُسے قتل کر ڈالا پھر خود بھی زخمی واپس آیا۔ اب کے نصر نے سلم سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو اس مرتبہ میں حملہ کرتا ہوں۔ چنانچہ نصر بڑھا۔ دشمن میں جاکر گھس گیا اور دو کافروں کو موت کے گھاٹ اُتار کر خود بھی زخمی ہو کر واپس آیا۔ اور اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ اور سلم سے کہنے لگا کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری اس کارگزاری سے وہ خوش ہو جائے گا؟ اللہ تعالےٰ اُسے کبھی خوش نہ کرے سلم نے کہا ہاں میرا ابھی یہی گمان ہے۔ اتنے ہی میں اسد کا قاصد اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر تم سے فرما رہے ہیں کہ میں صبح سے تمھاری کارروائیوں کو دیکھ رہا ہوں اور اس بات سے واقف ہوں کہ تم نے مسلمانوں کی مطلق خدمت نہیں کی خدا تم دونوں پر لعنت کرے، دونوں نے ساتھ جواب دیا "اگر ہم ایسے ہو جائیں تو خدا ہی ایسا کرے" اُس روز دشمن پیچھے ہٹ گیا دوسرے دن پھر میدان کارزار گرم ہوا اگر تھوڑی دیر میں مشرکوں کو شکست ہوئی، مسلمانوں نے انکے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اُن کے شہروں پر تسلط جما لیا۔ لونڈی غلام اور قیدی اور بہت سا مال غنیمت اُن کے ہاتھ آیا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسد ۱۰۸ھ میں ختل سے شکست کھا کر واپس آیا جس پر اہل خراسان نے یہ شعر کہے:

از ختلان آمدی - برو تباہ آمدی

بیدل فراز آمدی

اُس ختن کی مہم میں فوج کو بھوک کی سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی، اسد نے اپنے ایک غلام کے ہاتھ دو مینڈھے بازار میں بیچنے کے لئے بھیجے اور حکم دیا کہ پانسو سے کم میں نہ بیچنا۔ جب غلام انھیں لیکر چلا گیا تو اسد نے کہا کہ انھیں صرف ابن الشخیر خریدیگا (یہ اس وقت بیرونی چوکی میں تھا) شام کے وقت ابن الشخیر شہر میں آیا تو بازار میں دو مینڈھے دیکھے، انھیں فوراً پانسو درہم میں خرید لیا۔ ایک کو ذبح کر ڈالا اور دوسرا اپنے بعض احباب کو

بھیجدیا۔ غلام نے واپس آکر اسد سے سارا قصہ سُنایا۔ اسد نے اُسے ایک ہزار درہم بھیجدیئے۔

ابن الشخیر اصل میں عثمان بن عبداللہ بن الشخیر ہے جو مطرف بن عبداللہ بن الشخیر الحرشی کا بھائی ہے۔ ابراہیم بن ہشام جو مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا اس سال امیر حج تھا۔ اور نیز اس سال مختلف مقامات اور مختلف عہدوں پر وہی لوگ فائز تھے جو سنہ گزشتہ میں تھے اور جنکا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

سنہ ۱۱۰ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال عبداللہ بن عقبہ بن نافع الفہری نے ایک بحری جہاد کیا اور معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر حملہ کر کے اُن کے ایک قلعہ طیبہ نام کو مسخر کیا، اس کے ساتھ جو اہل انطاکیہ تھے انمیں سے اکثر لوگ میدان جنگ میں کام آئے۔

اسی سال مالک بن المنذر بن الجارود نے عمر بن یزید الاُسیدی کو قتل کر ڈالا اسکی وجہ یہ ہوئی کہ خالد بن عبداللہ، عمر بن یزید کے ساتھ یزید بن المہلب کی باغیانہ جنگ میں شریک تھا۔ اُسکی کارگزاری سے یزید بن عبدالملک بہت خوش ہوا اور کہنے لگا یہ عراق کا جوانمرد ہے، یہ تعریف خالد کو بہت بُری معلوم ہوئی۔ خالد نے مالک بن المنذر کو توال بصرہ کو حکم دیا کہ تم عمر بن یزید کی بہت وقعت کرنا اور اُن کے کسی حکم سے سرتابی نہ کرنا تاکہ لوگ تمھارے اس حسن سلوک کو اچھی طرح جان جائیں اور پھر کسی بہانہ سے اُسے قتل کر ڈالنا۔ مالک نے یہی طریقہ اختیار کیا، ایک دن عمر بن یزید نے عبداللہ بن عبیداللہ بن عامر کا تذکرہ کیا، مالک نے اُس کے خلاف کوئی بات کہی، عمر نے کہا کیا تم عبدالاعلیٰ ایسے شخص پر الزام قائم کرتے ہو؟ اس کے سنتے ہی مالک نے اُس پر سختیاں کرنا شروع کر دیں، کوڑے لگوائے اور قتل کر ڈالا۔

اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے غورین پر جہاد کیا، نیز اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبداللہ کی نگرانی سے خراسان کا صوبہ نکال لیا اور اس کے بھائی اسد کو موقوف کر دیا۔ اس کارروائی کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد کے بھائی اسد نے

خراسان میں سخت تعصب برتنا شروع کیا، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگوں میں دھڑے بندی ہوگئی۔ مثال کے طور پر یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ابوالبرید نے ایک ازدی سے کہا کہ مجھے تم اپنے ہم قبیلہ عبدالرحمٰن بن صبح کے پاس لیچلو، (عبدالرحمٰن اسد کی جانب سے بلخ کا عامل تھا)، اس ازدی نے عبدالرحمٰن سے جاکر کہا کہ یہ ابوالبرید الیشکری، ہمارا بھائی، معاون اور اہل مشرق کا شاعر جس نے یہ اشعار کہے ہیں آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہے،

ان تنقض الازد حلفاً کان اکدہ فی سالف الدھر عباذ ومسعود
ومالك وسوید اکداہ معا لما تجرد فیھا ای تجرید
حتی تنادوا اناك الله ضاحیۃ وفی الجلود من الایقاع تقصید

(ترجمہ) اگر بنی ازد اس عہد کو توڑ دیں جسے گزشتہ زمانہ میں عباد اور معود نے استوار کیا تھا اور جس کی توثیق بعد میں مالک اور سوید نے بھی کی تھی۔ تو اس میں کسی قسم کی خرابی واقع نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت چلا اٹھیں، خدا انھیں رسوا کرے، اس حال میں کہ انکی کھالیں اسلحہ کی مار سے خوب ٹھیک کردی گئی ہوں۔

یہ سنتے ہی ابولبرید نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تجھ ایسے جھوٹے سفارش کرنے والے پر لعنت کرے اے امیر خدا آپ کو نیک توفیق دے میں نے تو یہ شعر کہا ہے،

الا ان ازد اخوتنا وھم حلفاؤھا مابیننا نکث ولا تبدیل

(ترجمہ) بنی ازد ہمارے بھائی اور حلیف ہیں، نہ ہمارے درمیان بدعہدی ہوئی ہے اور نہ تعلقات میں کسی قسم کی تبدیلی۔

عبدالرحمٰن نے ہنس کر کہا آپ سچ فرماتے ہیں

ابوالبرید خاندانِ علیا بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ سے تھا۔

اسد نے نصر بن سیار اور بعض دوسرے مضری لوگوں پر سختیاں شروع کردیں ان کے کوڑے بھی لگوائے، ایک مرتبہ جمعہ کے دن اس نے خطبہ میں کہا، خدا ان چہروں کو ذلیل و رسوا کرے، یہ چہرے فتنہ پردازوں۔ منافقوں۔ اور مفسدوں کے

ہیں اے اللہ تو اُنہیں اور مجھ میں تفریق کردے، اے اللہ تو مجھے میرے مرزبوم اور وطن کو پہنچا دے، اور جو شخص میرے مخالف کسی بات کا قصد کرے یا بڑا اُسے ذلیل کردے امیرالمومنین میرے ماموں ہیں، خالد بن عبداللہ میرا بھائی ہے، اور میرے ساتھ بارہ ہزار یمنی تلواریں ہیں یہ تقریر کر کے اسد منبر سے اُتر آیا۔

نماز کے بعد لوگ اُس کی ملاقات کے لئے آنے شروع ہوئے، ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا، اسد نے فرش کے نیچے سے ایک نوشتہ نکالا اور اُسے پڑھ کر لوگوں کو سنایا جس میں نصر بن سیار، عبدالرحمٰن بن نعیم العامری، سورہ بن الحر الابانی۔ ابان بن دارم۔ اور بختری بن ابی درہم (از قبیلہ بنی الحارث بن عباد) کا ذکر تھا اسد نے انہیں سامنے بلایا اور انھیں خوب تنبیہ کی۔ تمام لوگ اپنی جگہ ساکت و صامت بیٹھے رہے کسی نے زبان سے ایک لفظ نہیں کہا۔ البتہ سورہ نے کھڑے ہو کر اپنا طرز عمل، اطاعت کیشی، اور خلوص کا اظہار کیا، اور عرض کی کہ جنابِ والا کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ جھوٹے دشمن کے بیان کو قبول فرمائیں۔ بہتر یہ ہے کہ جس نے ہم پر یہ جھوٹے الزام لگائے ہیں انکا ہمارا سامنا کرایا جائے۔ مگر اسد نے اُس کی بات نہ مانی اور حکم دیا کہ ان سب کو ننگا کیا جائے چنانچہ اُن کے کپڑے اوتار لئے گئے اور اُس نے عبدالرحمٰن بن نعیم کو پیٹنا شروع کیا، اُنکا پیٹ بہت بڑا تھا مگر سُرین بہت دُبلے تھے جب اُن پر مار پڑنے لگی تو یہ دوہرے ہو گئے اور اُونکی ازار اپنی جگہ سے کھسکنے لگی۔ یہ دیکھکر اُسکا ایک عزیز ایک بڑی چادر اُس کے لئے لے کر اُٹھا، اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے کو پھیلاتا ہوا کھڑا ہوا اور اسد کی طرف اس نیت سے دیکھتا جاتا تھا کہ وہ اگر اجازت دیدے تو اُسے ازار پہنا دے، اسد نے اشارہ سے اس بات کی اجازت دیدی وہ شخص اُس کے قریب پہنچا۔ اُسے ازار پہنا دی (یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو نمیلہ نے اُسے ازار پہنائی) اُس سے یہ بھی کہا ابو زہیر ازار پہن لو کیونکہ امیر ہمارے حاکم ہیں اور وہ محض تادیباً ایسا کر رہے ہیں۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسد نے اِن لوگوں کو اپنے دربار کے کمرہ کے کونوں میں پٹوایا جب اُن کے پٹوانے سے فارغ ہوا تو اسد نے پوچھا تیس بن حسّان کہاں ہے؟ اِس پوچھنے سے اُسکا مطلب یہ تھا کہ اُسے بھی پٹوائے حالانکہ اِس سے پہلے وہ اُسے پٹوا چکا تھا، کسی نے کہا کہ یہ، تیس بن حسّان موجود ہے اور جناب والا حال ہی میں اُسے سزا دے چکے ہیں۔ تیس، بن حسان کا نام۔ عامر بن مالک بن مسلمہ بن یزید بن حُجر بن خیثق بن حسّان بن کعب بن سعد ہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پٹوانے کے بعد اسد نے اُن کے سر منڈوا ڈالے، انھیں عبد ربہ بن ابی صالح بنی سلیم کے آزاد غلام کے، جو محافظ دستہ سے تعلق رکھتا تھا اور عیسٰی بن ابی بُریق کے حوالے کر دیا اور خالد کے پاس یہ لکھ کر بھیجدیا کہ یہ لوگ میری جان پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔

راستہ میں ابن ابی بریق کی یہ حالت تھی کہ اِن لوگوں میں سے جس کسی کے بال اُگ آتے اُنھیں فوراً منڈوا دیتا۔

بختری بن ابی درہم کہتا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے اور نصر بن سیار کو پٹواتا۔ بختری کی یہ خواہش اُس جھگڑے کی وجہ سے تھی جو مقام بروقان میں ان دونوں کے درمیان ہو گیا تھا، بنو تمیم نے نصر سے کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ چاہو تو ہم تمھیں اِن کے ہاتھوں سے چھڑا لیں۔ مگر نصر نے اُن کو ایسا کرنے سے روکدیا۔

جب یہ لوگ خالد کے پاس لائے گئے تو خالد نے اسد کو بہت لعنت ملامت کی اور یہ کہنے لگا کہ اُس نے اُن کے سروں کو کیوں نہ بھیجدیا۔

اسد نے بلخ میں جو خطبہ دیا تھا اُس میں کہا تھا،

اے بلخ والو تم نے میرا نام زاغ رکھا ہے بخدا میں تمھارے دلوں کو ٹیڑھا کر دونگا، مگر جب اسد نے سخت تعصب سے کام لینا شروع کیا اور اُسکی وجہ سے لوگوں میں فتنہ وفساد برپا ہو گیا، اور

دھڑے بندی ہو گئی۔ تو ہشام نے خالد کو لکھا کہ اپنے بھائی کو موقوف کردو، چنانچہ خالد نے اسد کو موقوف کر دیا۔ اور اسد خالد سے حج کی اجازت لیکر ماہ رمضان ۱۰۹ھ ہجری میں عراق آ گیا، اسکے ساتھ خراسان کے بعض زمیندار بھی آئے، اسد نے حکم بن عوانۃ الکلبی کو خراسان میں اپنا جانشین چھوڑا، حکم نے موسم گرما کی مہم تو تیار کی مگر جہاد کرنے نہیں گیا۔

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ بنی عباس کے داعیوں میں سب سے پہلے زیاد ابو محمد ہمدان کا آزاد غلام اسد بن عبد اللہ کی ولایت کے پہلے دور میں خراسان آیا۔ محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس نے اسے خراسان بھیجا اور کہا کہ لوگوں کو ہماری حمایت کے لئے دعوت دو، اہل یمن میں جاکر فروکش ہونا، اور مضری عربوں سے ملاطفت سے پیش آنا۔ اور ابر شہر کے ایک شخص غالب نام سے بچتے رہنا کیونکہ اسے بنی فاطمہ کی محبت میں بہت زیادہ غلو ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حرب بن عثمان البلخی بنی قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام محمد بن علی کا خط لیکر خراسان کے باشندوں کو دعوت دینے آیا تھا۔

بہر حال جب زیاد نے خراسان پہنچکر بنی عباس کے لئے تحریک و دعوت شروع کر دی، بنی مروان کے مظالم اور عادات قبیحہ کو بیان کرنے لگا، اور لوگوں کو کھانا کھلانے لگا تو اسی اثنا میں غالب ابر شہر سے زیاد کے پاس آیا۔ ان دونوں میں مباحثہ ہوا، غالب بنی فاطمہ کی فضیلت پیش کرتا تھا اور زیاد بنی العباس کی، نتیجہ یہ ہوا کہ غالب زیاد کو چھوڑ کر چلا گیا، زیاد نے سارا موسم سرما مرو میں بسر کیا، اہل مرو میں سے یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور ابراہیم بن الخطاب العدوی اس سے ملنے آیا کرتے تھے، زیاد سوید الکاتب کے برزن میں آل رقاد کے مکانوں میں آکر قیام پذیر ہوتا تھا۔

اس زمانہ میں مرو کا حاکم خراج حسن بن شیخ تھا، جب اسے زیاد کی

کارروائیوں کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اسد بن عبداللہ کو اسکی اطلاع دی، اسد نے زیاد کو بلایا، زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جسکی کنیت ابو موسیٰ تھی۔ اسد نے اسے دیکھکر کہا کہ میں تمھیں پہچانتا ہوں۔ ابو موسیٰ نے کہا جی ہاں، اسد نے کہا میں نے تمھیں دمشق کے ایک میخانہ میں دیکھا تھا، ابو موسیٰ نے کہا جی ہاں

اب اسد نے زیاد سے پوچھا کہ میں نے تمھارے متعلق یہ باتیں سنی ہیں تم کیا کہتے ہو؟ زیاد نے کہا جو اطلاع آپ کو ملی ہے محض غلط ہے، میں تجارت کی غرض سے خراسان آیا ہوں۔ میں نے لوگوں کو اپنا مال دیا ہے جب مجھے اوسکی قیمت وصول ہو جائیگی یہاں سے چلا جاؤنگا۔ اسد نے کہا تم میرے علاقہ سے نکل جاؤ، زیاد اسد کے پاس سے واپس آگیا اور پھر اپنی تحریک اشاعت کے کام میں مصروف ہوگیا، یہ رنگ دیکھکر حسن پھر اسد کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ آپ اس تحریک کو معمولی بات نہ سمجھئے، یہ بڑی خطرناک ہے ابھی سے اسکا تدارک کیجئے، اسد نے زیاد کو بلا بھیجا اور اُسے دیکھتے ہی کہا۔ کیا میں نے تمھیں خراسان میں قیام کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا؟ زیاد نے کہا جناب والا میری طرف سے کسی خدشہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں، اسد نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُسکے تمام ساتھیوں کے قتل کا حکم دیدیا، اُسپر ابو موسیٰ نے کہا فاقض ما انت قاض (پورا کرو جو تم کرنے والے ہو) اس جملہ کو سنکر اسد کا غصہ اور زیادہ ہوگیا اور کہنے لگا کہ تو نے مجھے فرعون بنا دیا۔ ابو موسیٰ نے کہا میں نے نہیں بلکہ خدا نے تجھے فرعون بنایا ہے، غرض کہ یہ سب کے سب جو کوفہ کے رہنے والے دس آدمی تھے اسد کے حکم سے قتل کر دئے گئے، اُس روز صرف دو لڑکے اپنی کم سنی کی وجہ سے بچ سکے، باقی لوگوں کے قتل کا بھی حکم دیدیا گیا، وہ مقام کشانشاہ میں قتل کر ڈالے گئے،

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسد نے زیاد کے متعلق حکم دیا کہ اس کے کمر سے دو کر دئے جائیں۔ زیاد دو کے درمیان لٹایا گیا جب تلوار کا وار اس پر کیا گیا تو تلوار اُچٹ گئی، بازار والوں نے اللہ اکبر کا نعرہ

بلند کیا، اسد نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے، کہا گیا کہ تلوار نے زیاد پر کچھ اثر نہیں کیا۔ اسد نے ابویعقوب کو ایک تلوار دی۔ ابویعقوب معمولی لباس پہنے باہر نکلا، تماشائیوں کا ازدحام تھا، ابویعقوب نے تلوار کا ہاتھ مارا، تلوار اچٹ گئی مگر دوسرے وار میں زیاد کے دو کر دیئے۔

بعض راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ اسد نے ان لوگوں سے کہا کہ تمہاری جو شکایت مجھ تک پہنچی ہے اگر تم اپنے تئیں اس سے براءت و بے تعلقی کا اقرار کرو تو چھوڑ دیئے جاؤ گے مگر آٹھ آدمیوں نے اس قسم کے اقرار سے انکار کر دیا۔ البتہ دو شخصوں نے اپنی بے تعلقی کا اقرار کیا، مگر ان دو میں سے بھی ایک شخص دوسرے دن صبح کو جب کہ اسد اپنی اس بیٹھک میں جو پرانے شہر کے بازار پر تھی متمکن تھا آیا، اسد نے اسے دیکھکر کہا کیا یہ ہمارا کل کا قیدی نہیں ہے؟ اس شخص نے اسد سے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی میرے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیجئے۔ لوگ اسکی تشہیر کے لئے بازار میں لائے یہ شخص کہتا جاتا تھا، ہم اسبات سے خوش ہیں کہ اللہ ہمارا رب، اسلام ہمارا مذہب، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں۔ اسد نے بخارا کے بادشاہ کی تلوار منگوائی اور اپنے ہاتھ سے اسکی گردن ماردی، یہ واقعہ یوم اضحیہ سے چار دن پہلے کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد ایک اور کوفہ کا رہنے والا کثیر نامی یہاں آیا ابوالنجم کے پاس آکر اترا، زیاد کے ملاقاتی اس کے پاس آتے جاتے تھے، یہ اُن سے باتیں کرتا اور اپنی تحریک پھیلاتا تھا، ایک دو سال اسی طرح ہوتا رہا، کثیر لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا اب خداش جو مرغم نام ایک گاؤں میں تھا اسکے پاس آیا اور اب یہ کثیر کے بجائے اس تحریک کا اصل حامل ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا اصلی نام عمارہ تھا مگر چونکہ اس نے ملت محمدیہ میں اختلاف پیدا کر دیا اسکا نام خداش ہو گیا، اسد نے اپنی امارت کے عہد اول میں عیسیٰ بن شداد البرجمی کو ثابت قطنہ کی بجائے کسی سمت کا

حاکم مقرر کر کے بھیجدیا اسیر ثابت قطنہ بہت جلا کٹا اور اسد کے ہجو کی۔

اس سال ہشام نے اشرس بن عبد اللہ السلمی کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ اسد بن عبداللہ کو برطرف کر کے ہشام نے اشرس کو خراسان کا والی مقرر کیا، اُسے حکم دیا کہ تم خالد بن عبداللہ کو سرکاری معاملات لکھتے رہو، اشرس ایک فاضل اور نیک آدمی تھا لوگ اُسکی فضلیت کی وجہ سے اُسے کامل کہتے تھے۔ وہ خراسان آیا تو لوگ اُسکے آنے سے بہت خوش ہوئے، اس نے عمیرہ ابو اُمیہ الیشکری کو کوتوال مقرر کیا پھر اُسے معزول کر کے سمط کو اُسکی جگہ مقرر کیا، ابو المبارک الکندی کو مرو کا قاضی بنایا مگر چونکہ اُنھیں قضاءت کا کچھ علم نہ تھا اشرس نے مقاتل بن حیان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا، مقاتل نے محمد بن زید کا نام اس منصب کے لئے پیش کیا اشرس نے محمد بن زید کو قاضی مقرر کر دیا۔ یہ صاحب اشرس کے معزول ہونے تک مرو کے قاضی رہے، سب سے پہلے اشرس ہی نے خراسان میں فوجی چوکیاں مقرر کیں، عبد الملک بن وثار الباہلی کو اُن پر متعین کیا، تمام چھوٹے بڑے کام اشرس خود ہی کیا کرتا تھا۔

اشرس جب خراسان آیا لوگوں نے فرط انبساط میں نعرۂ تکبیر بلند کیا، جب خراسان آیا تو گدھے پر سوار تھا، حیان النبطی نے کہا اگر جناب والا خراسان پر حکومت کرنا چاہتے ہیں تو گھوڑے پر سوار ہوں۔ اپنے گھوڑے کے تنگ کو خوب کس کر باندھیے، چابک سے اس کی پیٹھ ٹھونکئے یہانتک کہ آگ نکلنے لگے، اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو آپ واپس چلے جائیں، اشرس نے کہا حیان! میں واپس جانے کے لئے تیار ہوں مگر مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں آگ کو پیش کروں، پھر وہ ٹھہر گیا اور گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

یحییٰ بن حضین کہتا ہے اشرس کے خراسان آنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تم لوگوں پر ایک ایسا شخص آرہا ہے جو سخت سینہ والا، کمزور رجتہ اور نامبارک ہے، میں گھبرا کر اُٹھ بیٹھا

دوسری رات میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے، تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہوکر آیا ہے، جو سخت سینہ والا۔ (سخت دل یا کینہ پرور) کمزور جسم، نامسعود، اپنی قوم سے خیانت کرنے والا، شکرا ہے۔

لقد ضاع جیش کان جعفر امیرہم — فہل من تلاف قبل دوس القبائل
فان صرفت عنہم به فلعلہم — والا یکونوا من احادیث قائل

ترجمہ) سمجھ لو کہ وہ فوج تباہ ہوگئی جسکا سردار شکرا ہوا کیا قبائل کے پامال ہونے سے پہلے اس کی تلافی ہوسکتی ہے۔ اگر یہ اُنکی سرداری سے ہٹا دیا جائے تو شاید ایسا ہو سکے۔ ورنہ یہ سب کے سب اس طرح تباہ ہوجائینگے کہ بس انکا تذکرہ لوگونکی زبانوں پر رہ جائے گا۔
خراسان میں لوگ اشرس کو شکرا کہا کرتے تھے۔

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال ابراہیم نے مقام منا میں یوم النحر کے دوسرے دن ظہر کے بعد خطبہ دیا اور کہا کہ میں ابن الوحید ہوں، جو چاہو مجھ سے دریافت کرو کیونکہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص واقف نہیں ہے، اس پر عراق کے ایک شخص نے اُسکی طرف بڑھ کر پوچھا فرمائیے قربانی واجب ہے یا نہیں ابراہیم اسکا کچھ جواب نہ دیسکا اور منبر سے اتر آیا۔

اس سال مدینہ۔ مکہ اور طائف کا والی ابراہیم بن ہشام تھا، بصرہ اور کوفہ پر خالد بن عبداللہ والی تھا، ابان بن ضبارہ الیزنی بصرہ میں پیش امام تھے، بلال بن ابی بردہ بصرہ کا کوتوال تھا، خالد کی جانب سے ثمامہ بن عبداللہ الانصاری بصرہ کے قاضی تھے۔ اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔

سنہ ۱۱۰ ہجری کے اہم واقعات

اس سال مسلمہ بن عبدالملک نے ترکوں سے جہاد کیا، بڑھتے بڑھتے

باب اللان تک جا پہنچا، یہاں خاقان نے ایک کثیر فوج کے ساتھ مسلمہ کا مقابلہ کیا، ایک ماہ تک دونوں حریف ایک دوسرے سے دست و گریباں رہے، شدید بارش کی وجہ سے طرفین کو سخت تکلیف اوٹھانا پڑی، آخر کار اللہ تعالیٰ نے خاقان کو شکست دی اُس نے واپسی کی راہ لی اور مسلمہ بھی واپس پلٹ آیا۔ واپسی میں اُس نے مسجد ذی القرنین کی راہ اختیار کی۔ اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں خوحلشی کرکے صمالہ فتح کیا۔

نیز اسی سنہ میں عبداللہ بن عقبہ الفہری امیر البحر نے موسم گرما میں جہاد کیا۔

نیز اسی سال اشرس نے ذمی باشندگان سمرقند اور ماوراءالنہر کو دعوت اسلام دی اس شرط پر کہ اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو جزیہ موقوف کردیا جائیگا باشندوں نے اس دعوت پر لبیک کی اور اسلام لے آئے مگر پھر بھی اُن پر جزیہ ہی عائد کیا گیا اور جب اُسکا مطالبہ کیا گیا تو انھوں نے بغاوت برپا کردی۔

اہل سمرقند کی بغاوت اور اُسکے واقعات

اشرس نے اپنے زمانۂ حکومت خراسان میں اپنے مصاحبین سے کہا کہ مجھے ایک ایسا فاضل اور متقی آدمی بتاؤ جسے میں اشاعت اسلام کے لئے ماوراءالنہر بھیجدوں۔ لوگوں نے ابو الصیداء صالح بن طریف بنی ضبہ کے آزاد غلام کا نام لیا، ابو الصیداء نے کہا کہ میں فارسی اچھی طرح نہیں جانتا اس کمی کو پورا کرنے کی غرض سے ربیع بن عمران التمیمی اُن کے ساتھ کئے گئے ابو الصیداء نے کہا کہ میں اس شرط پر تبلیغ دعوت اسلام کرتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو جائیگا اُس سے جزیہ نہ لیا جائیگا۔ کیونکہ خراسان کا خراج ہر فرد پر مشخص ہے، اشرس نے یہ بات مان لی، ابو الصیداء نے مزید احتیاط کے لئے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں اس کام کے لئے جاتا ہوں۔ اگر یہ عمال اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں تو تم میری امداد کرنا۔ سب نے اُسکے حامی بھری۔ ابو الصیداء سمرقند روانہ ہوئے۔ حسن بن ابی عمرطۃ الکندی سمرقند کا فوجی اور مالی گورنر تھا۔

ابو الصیداء نے باشندگان سمرقند اور اُس کے مضافات کو اسلام کی

دعوت دی اس شرط پر کہ جزیہ موقوف کردیا جائیگا، لوگ جوق جوق آکر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، یہ رنگ دیکھکر غوزک نے اشرس کو لکھا کہ مالگزاری بہت کم ہو گئی ہے، اشرس نے ابن ابی العمرطۃ کو لکھا کہ خراج کی وصول یابی سے مسلمانوں کو تقویت پہنچتی ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہل سغد اور اُن جیسے اور لوگ خلوص نیت سے مسلمان نہیں ہوئے ہیں بلکہ جزیہ سے بچنے کی خاطر اسلام لے آئے ہیں، تم دیکھو، جس کسی کا ختنہ ہو گیا ہو، فرائض دین کو بجالاتا ہو، اُسکے اسلام میں خلوص نظر آتا ہو۔ اور قرآن کی ایک سورۃ پڑھ دے تو اُسکا خراج معاف کردیا جائے، اس کے بعد ہی اشرس نے ابن ابی العمرطۃ کو محکمۂ مالگزاری سے علیحدہ کردیا اور ہانی بن ہانی کو اُسکی جگہ مقرر کیا نیز اشحیذ کو اُسکی مددگاری پر متعین کیا ابن ابی العمرطۃ نے ابوالصیداء سے کہا کہ اب مالگزاری سے مجھے کچھ تعلق نہیں رہا لہٰذا آپ اب ہانی اور اشحیذ سے اس معاملہ میں گفت و شنید کریں، ابوالصیداء نے ان لوگوں کو نومسلموں سے جزیہ لینے سے منع کیا۔ ہانی نے لکھ بھیجا کہ باشندے مسلمان ہو گئے ہیں اور انھوں نے مسجدیں بھی بنالی ہیں، ان حالات کو دیکھکر بخارا کے بڑے بڑے زمیندار اشرس کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ کس سے خراج لینگے سارے باشندے تو عرب ہو گئے۔ اشرس نے ہانی اور دوسرے سرکاری عہدیداروں کو لکھا کہ جن لوگوں سے پہلے خراج لیا جاتا تھا اُن سے اب بھی لیا جائے، چنانچہ ان نومسلموں پر پھر جزیہ عائد کیا گیا، اُنھوں نے دینے سے انکار کیا، اور سات ہزار سغد کے باشندے حکومت کی اطاعت چھوڑکر سمرقند سے سات فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے، ابوالصیداء، ربیع بن عمران التمیمی، قاسم الشیبانی۔ ابوفاطمۃ الازدی بشر بن جرموز الضبی۔ خالد بن عبداللہ النخوی، بشر بن زنبور الازدی، عامر بن قشیر یا بشیر الخجندی۔ بیان العنبری اور اسمٰعیل بن عقبہ انکی امداد کے لئے اُن کے ساتھ جا شریک ہوئے، اشرس نے ابن ابی العمرطۃ کو فوج کی سپہ سالاری سے موقوف کردیا اور اُسکی جگہ مجشر بن مزاحم السلمی کو مقرر کیا۔ نیز عمیرہ بن سعد الشیبانی

کو اُسکا مددگار بنایا۔ مجشر نے سمرقند پہنچتے ہی ابوالصیداء کو لکھا کہ آپ مجھ سے آکر ملیں اور اپنے ساتھ دوسرے اپنے ساتھیوں کو بھی لائیے، ابوالصیداء اور ثابت قطنہ مجشر کے پاس آئے مجشر نے اُن دونوں کو قید کر دیا۔ ابوالصیداء نے کہا تم نے بدعہدی کی اور جو قول کیا اُس سے پھر گئے۔ ھانی نے کہا نہیں جو طریقہ خون ریزی کو روک سکے وہ بدعہدی نہیں کہا جا سکتا، ھانی نے ابوالصیداء کو تو اشرس کے پاس بھیجدیا اور ثابت کو اپنی ہی پاس قید رکھا، جب ابوالصیداء اسطرح گرفتار کر کے اشرس کے پاس بھیجدیئے گئے تو اُن کے ساتھی ایک جا جمع ہوئے اور اُنھوں نے ھانی سے لڑنے کے لئے ابوفاطمہ کو اپنا سردار منتخب کر لیا۔ ھانی نے کہا ذرا ابھی ٹھہرے رہو، میں اشرس کو لکھتا ہوں اُن کی رائے معلوم ہو جانے دو جیسا وہ حکم دیں گے ہم اسکی تعمیل کریں گے۔ اِن لوگوں نے سارا ماجرا اشرس کو لکھ بھیجا، اشرس نے جواب دیا کہ باقاعدہ خراج وصول کیا جائے، یہ سنتے ہی ابوالصیداء کے متبعین چلے گئے مگر اس سے اب اُن کی طاقت بہت کمزور ہو گئی، جتنے اِن میں سربرآوردہ لوگ تھے وہ تلاش کر کے گرفتار کر لئے گئے اور اُنھیں مرو بھیجدیا گیا۔ ثابت یہیں قید رہا۔ اشرس نے ھانی کے ساتھ سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو بھی شریک افسر مالگزاری مقرر کیا، ھانی اور دوسرے مالگزاری کے عہدہ داروں نے لگان کی وصولی میں سختیاں کرنا شروع کیں، بڑے بڑے عجمی سرداروں کی توہین کی مجشر نے عمیرہ بن سعد کو زمینداروں پر مسلط کر دیا۔ یہ لوگ سامنے کھڑے کئے گئے، اُنکے کپڑے پھاڑے گئے، اُن کے پٹکے اُن کی گردنوں میں ڈالے گئے، یہاں تک کہ نو مسلم بوڑھوں سے بھی جزیہ لیا گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ تمام سغد اور بخارا مرتد ہو گیا اور ترکوں میں اسی وجہ سے جوش و خروش پیدا ہو گیا۔

ثابت اسی طرح عرصہ تک قید میں پڑا رہا۔ جب نصر بن سیار مجشر کی جگہ عامل مقرر ہوا تو اُس نے ثابت کو ابراہیم بن عبداللہ اللیثی

کی نگرانی میں اشرس کے پاس بھیجدیا۔ اشرس نے اسے اپنے پاس قید کردیا چونکہ نصر بن سیار، ثابت سے اچھی طرح پیش آیا تھا اُس کے ساتھ بلاطفت عطوفت برتی تھی اس لئے ثابت نے نصر کی مدح میں ایک قصیدہ بھی کہا۔

اشرس جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ آمل آیا یہاں تین ماہ تک پڑا رہا قطن بن قتیبہ بن مسلم کو آگے روانہ کیا، قطن نے دس ہزار کے ساتھ دریا کو عبور کیا، اہل سغد، اہل بخارا جنکے ساتھ خاقان اور ترک بھی تھے مقابلہ پر آئے، کفار نے قطن کا اُسکی خندق ہی میں محاصرہ کرلیا۔ خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ بعض ترکوں نے کہا کہ زینیں کھولکر گھوڑوں کو دریا میں ڈالدو چنانچہ انھوں نے دریا کو عبور کیا اور مسلمانوں کے جو جانور کھلے بندوں چر رہے تھے انھیں لوٹ کر لے گئے۔ اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو کی کفالت میں ثابت قطنہ کو کچھ سواروں کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا، اس جماعت نے ترکوں کا تعاقب کیا آمل میں اُن سے جا لڑے اور جو وہ لوٹ کر لیگئے تھے اُسے چھڑا لائے جب یہ جماعت واپس پلٹی تو پھر ترک دریا کو عبور کر کے اُن پر آئے، اب اشرس تمام فوج کے ساتھ دریا کے اس پار قطن بن قتیبہ سے آملا۔ اشرس نے ایک شخص مسعود نام متعلقہ قبیلہ بنی حیان کو سریہ کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے بڑھایا۔ ترکوں نے اس جماعت کا مقابلہ کیا، یہ بھی اُن سے لڑ پڑے، بہت سے مسلمان اس معرکہ میں کام آئے، مسعود شکست کھاکر اشرس کے پاس واپس پلٹ آیا۔

دشمن اور آگے بڑھا۔ جب مسلمانوں کے قریب پہنچا، مسلمانوں نے حملہ کیا ترکوں نے بھی معرکہ جدال و قتال گرم کردیا۔ مسلمانوں کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا اس پسپائی میں بہت سے مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا مگر انھوں نے پھر جوابی حملہ کیا اور اس قدر ثابت قدمی سے داد مردانگی

دی کہ دشمن کے پانوں میدان جنگ سے اوکھڑ گئے اور اُس نے شکست کھائی، اشرس مسلمانوں کو لیکر بیکند پہنچا۔ ترکوں نے مسلمانوں پر پانی کا سلسلہ منقطع کردیا اُس ایک دن اور رات تو مسلمانوں نے اپنے قیام گاہ میں بسر کی، دوسری صبح کو جب دیکھا کہ پانی کا ذخیرہ ختم ہوگیا ہے، کنوئیں کھودے مگر پانی برآمد نہ ہوا پیاس نے بیتاب کردیا۔ مجبوراً اُس شہر کی طرف بڑھے جہاں سے پانی روکا گیا تھا، اس موقع پر قطن بن قتیبہ مسلمانوں کی فوج کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ دشمن نے انکی مزاحمت کی، یہ اُن سے نبرد آزما ہوگئے، مگر پیاس کی اسقدر شدت بڑھی کہ اُس کی تاب نہ لاسکے سات، سو جاں بحق ہوگئے، اور اُن میں لڑنے کی طاقت نہ رہی۔ رباب نوازوں کی صف میں صرف سات آدمی باقی بچے تھے ضرار بن حصین تھککر اس قدر چور ہوگیا تھا کہ قریب تھا کہ دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہوجائے اس نازک حالت کا احساس کر کے حارث بن سریح نے مسلمانوں کو جوش دلایا اور کہا کہ تلوار سے شہید ہونا پیاسے مرنے کے مقابلہ میں دنیا میں بھی زیادہ موجب عزت ہے اور عقبیٰ میں باعث اجر عظیم ہے، یہ کہتے ہی حارث بن سریح، قطن بن قتیبہ، اسحٰق بن محمدؒ وکیع کا بھتیجا، بنی تمیم قیس کے سواروں کے دستے کو لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اس بلے جگری سے لڑے کہ ترکوں کو پانی پر سے ہٹادیا۔ تمام لوگ فوراً پانی کی طرف لپکے، سب نے سیر ہوکر خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

ثابت قطنہ کا عبدالملک بن دثار الباہلی کے پاس گزر ہوا۔ ثابت نے اُس سے کہا کہو عبدالملک جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہو؟ عبدالملک نے کہا اتنی دیر ٹھہرو کہ میں نہالوں اور حنوط لگالوں۔ ثابت ٹھہر گیا اور جب عبدالملک ان کاموں سے فارغ ہوکر باہر آیا تو اب یہ دونوں دشمن کے مقابلہ کے لئے چلے۔ ثابت نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تمہارے مقابلہ میں ترکوں سے لڑنے کے اصول و طریقوں کو زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں، ثابت نے مسلمانوں کو

مرنے مارنے کے لئے جوش دلایا، سب نے ملکر دشمن پر حملہ کیا، نہایت شدید جنگ ہوئی، ثابت اور بہت سے مسلمانوں کے ساتھ جن میں صخر بن مسلم بن النعمان العبدی، عبدالملک بن وثار الباہلی، وجیہ الخراسانی، عقار بن عقبۃ العودی بھی تھے اس معرکہ میں کام آیا، مگر قطن بن قتیبہ اور اسحٰق بن محمد بن حسان نے بنی تمیم وقیس کے کچھ سواروں کو ایک جا جمع کیا، اُن سب سے آخر دم تک لڑنے کا عہد لیا۔ اور دشمن پر ٹوٹ پڑے، ترکوں نے بھی مقابلہ کیا، مگر مسلمانوں نے انھیں زک دی اور اُن سے میدان کو صاف کر دیا۔ اور انھیں قتل کرتے ہوئے اُن پر چڑھ بیٹھے پردۂ شب نے آکر مسلمانوں کو مزید تعاقب کرنے سے باز رکھا، دشمن تتر بتر ہو گیا اور اشرس نے بخارا آکر اُن کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا۔

وجیہ البنّانی نے خانۂ کعبہ کے طواف کی حالت میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب ایک مرتبہ ترکوں سے ہمارا مقابلہ ہوا، مسلمانوں میں سے بہت سے آدمی شہید ہو گئے، میں بھی زخمی ہو کر میدان جنگ میں گر پڑا، جب میں پڑا ہوا تھا، میں دیکھ رہا تھا کہ ترک بیٹھے ہوئے ہیں اور شراب کا دور چل رہا ہے، ترک میرے پاس بھی پہنچے، اُن میں سے ایک شخص نے کہا کہ اسے نہ مارو۔ کیونکہ ابھی اُسے ایک نیک کام کو پورا کرنا ہے اور اُسکی زندگی کا ایک معینہ وقت ہے جسے وہ پورا کرے گا، اب یہ ایک نیک کام تو میں نے کر لیا ہے اور شہادت کی تمنا دل میں ہے!

حج کے بعد یہ شخص پھر خراسان واپس چلا گیا اور ثابت کے ساتھ شہید ہوا۔ وازع بن ذائق نے بیان کیا ہے کہ اشرس کی لڑائی والے دن وجیہ دو خچروں کے ساتھ میرے پاس سے گزرا میں نے اُن سے پوچھا ابو اسماء آج، آپ کی صبح کیونکر ہوئی، اُس نے جواب دیا۔ کہ میں نے آج اس حالت میں صبح کی ہے کہ ایک جماعت پریشان و سرگرداں تھی اور دوسری مال غنیمت جمع کر رہی تھی اے اللہ تو ان دونوں صفوں کو ایک دوسرے سے لپیٹ دے، یہ کہکر وجیہ علم

فوج میں جاملا۔ اپنی کمان کو نیچے جھکائے ہوئے تھا، اور اُن کی تلوار ایک چادر میں لپٹی ہوئی تھی اسی حالت میں جاکر شہید ہوا۔ ہیثم بن المنخّل العبدی بھی شہید ہوا۔

جب اشرس اور ترکوں میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی تو ثابت قطنہ نے یہ دعا مانگی، "اے خداوندا میں گذشتہ شب ابن بسطام کا مہمان تھا، آج رات تو مجھے اپنا مہمان بنالے، بخدا میں نہیں چاہتا کہ بنی اُمیہ مجھے فولادی بیڑیوں میں مقید دیکھیں"۔ اس کے بعد ثابت نے دشمن پر حملہ کیا اور اُس کے ساتھیوں نے بھی حملہ کیا اُس کے ساتھیوں نے تو بزدلی دکھلائی مگر یہ استقلال سے اپنی جگہ ڈٹا رہا، ایک تیر اسکے گھوڑے کو لگا، گھوڑا اچھلا اور الف ہوگیا، ثابت نے اسے مار کر آگے بڑھایا، اب خود ثابت پر تلوار کا ہات پڑا اور وہ زخمی میدانِ جنگ سے اٹھایا گیا، جب میدان میں پڑا ہوا تھا کہہ رہا تھا اے خداوندا آج صبح میں ابن بسطام کا مہمان تھا، آج شام کو تیرا مہمان ہوں تو اپنے انعام میں جنت الفردوس سے میری تواضع کیجیو۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے دریا کو پار کر کے بیکند پر خیمے نصب کئے، چونکہ یہاں انہیں پانی دستیاب نہ ہوا اس لئے دوسری صبح کو وہاں سے کوچ کردیا جب یہ بخارا کے قصر کے قریب پہنچے جہاں سے اُسکا محل ایک میل کے فاصلہ پر رہ گیا تھا۔ ایک ہزار سوار اُس کے سامنے آئے اُنھوں نے مسلمانوں کی فرودگاہ کا احاطہ کرلیا، غبار کا ایک طوفان اُٹھا جس سے ایسی اندھیاری چھاگئی کہ کسی کو اپنا پاس والا دکھائی نہ دیتا تھا۔

مسلمانوں کی اصل فوج سے چھ ہزار فوج جس میں قطن بن قتیبہ اور ولیسی روسا میں سے غوزک بھی تھا علیحدہ ہوگئی تھی اور یہ بخارا کے متعدد قلعوں میں سے ایک قلعہ میں یہ سمجھکر چلے گئے کہ اشرس ہلاک ہوگیا۔ حالانکہ اشرس بخارا کے قلعوں میں محفوظ تھا۔ پھر دو دن کے بعد یہ جماعتیں ایک دوسرے سے مل گئیں، اگرچہ غوزک قلعہ میں تو قطن کے ساتھ داخل ہوا تھا مگر

اس واقعہ میں ترکوں سے جا ملا۔ قطن نے اُس کے پاس ایک آدمی بھیجا اُس کے دیکھتے ہی ترکوں نے شور برپا کیا کہ قطن کا قاصد آرہا ہے غوزک ترکوں سے جا ملا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ غوزک اُس روز سواروں کے درمیان گر پڑا تھا اس لئے اُس کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ وہ ترکوں سے جا ملے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے غوزک سے طاس منگوایا، غوزک نے اشرس کے قاصد سے کہا کہ اس طاس کے سوا اور کوئی برتن میرے پاس ایسا نہیں ہے جس سے میں تدہین کرسکوں اس لئے تم اُسکا مطالبہ نہ کرو، مگر اشرس نے پھر کہلا کر بھیجا کہ تم کٹورے میں پیو اور طاس مجھے بھیجدو، اُسپر غوزک نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

اُس زمانہ میں نصر بن سیار سمرقند کا عامل تھا، اور عمیرۃ بن سعد الشیبانی سمرقند کے محکمۂ مالگزاری کا افسر اعلیٰ تھا، اور یہ سب کے سب شہر میں محصور تھے، عمیرہ اُن لوگوں میں تھا جو اشرس کے ہمراہ خراسان آئے تھے۔

قریش بن ابی کہمس ایک گھوڑے پر سوار قطن کے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ امیر اور تمام فوج نے پڑاؤ کر دیا ہے سوائے تمہارے سارا لشکر موجود ہے، اب قطن اپنی پوری جمعیت کے ساتھ امیر کے پاس چلا آیا اُسوقت قطن اشرس سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس شہر بخارا سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اس مقام پر جسے مسجد کہتے ہیں فروکش ہوا، پھر اسی مقام سے ہٹ کر اُس گھاٹی کے طرف جسے بوادرہ کہا جاتا تھا چلا گیا، سیابہ یا شابہ قیس بن عبداللہ الباہلی کا آزاد غلام بھی مسلمانوں سے آکر ملگیا جب کہ وہ مقام کمرجہ میں فروکش ہو چکے تھے،

"خراسان کی لڑائیوں میں عموماً اور اشرس کے دور حکومت کی جنگوں میں خصوصاً جنگ کمرجہ ایک ممتاز حیثیت اور خاص شہرت رکھتی ہے" سیابہ نے مسلمانوں سے کہا کہ کل خاقان تمہارے پاس سے گذریگا، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی پوری تیاری سے اُس کے سامنے آئیے، جب وہ آپکی مستعدی اور

سازو سامان کو دیکھیگا۔ تو اُسے آپ پر فتح حاصل کرنیکی توقع جاتی رہیے گی اسپر کسی مسلمان نے کہاکہ اسکی ضمانت لے لیجائے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تم میں کمزوری پیدا کرنے آیا ہے، مگر اوروں نے اُسکا کہانہ مانا اور کہا یہ ہمارا آزاد غلام ہے، ہم اسکی خیرخواہی اور خلوص نیت سے واقف ہیں، اور وہ ہی کیا جیسا کرنے کا اس نے مشورہ دیا تھا، صبح کو خاقان اُن کی طرف بڑہا جب بالکل مقابلہ پر آیا تو یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اُسکا قصد بخارا جانے کا ہے بخارا جانے والا راستہ لے گیا۔ مگر پھر ایک ٹیلے کے نیچے سے، جو دونوں حریفوں کے درمیان تھا اپنی ساری فوج کے ساتھ مسلمانوں کی طرف اُتر پڑا۔ اور حملہ کے لئے تیار ہوگیا، مسلمانوں کو اُسکی مطلقاً اب تک خبر نہ تھی عین اس وقت جب کہ ترکوں نے ابھی مسلمانوں پر اچانک حملہ نہیں کیا تھا اور کرنا ہی چاہتے تھے کہ مسلمان اس ٹیلہ پر چڑھے، وہاں جاکر دیکھا کہ فولاد کا پہاڑ سامنے ڈٹا ہوا ہے، جس میں اہل فرغانہ طاربند، افشینہ، نسف اور بخارا کے روسا شامل ہیں۔

اس خطرہ کو محسوس کرکے مسلمانوں کے ہاتوں میں لرزہ پیدا ہوگیا، کلیب بن قتانی الذہلی نے مسلمانوں سے کہاکہ ترک تمپر حملہ کرنا چاہتے ہیں، اب ترکیب یہ کروکہ اپنے گھوڑوں کو فولادی جھولیں پہنائے ہوئے تھوڑی تھوڑی ٹکڑی میں دریا کے راستہ لیجاؤ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ گویا تم اُنھیں پانی بلانے لیجا رہے ہو جب وہاں پہنچکر اُن کی جھولیں اوتار دو تو شہر کے دروازہ کے راستہ پر پڑجانا ایکے بعد دیگرے مسلمانوں کی ٹکڑیاں روانہ ہوئیں ترکوں نے یہ دیکھتے ہی کہ مسلمان اسطرح چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں منقسم ہورہے ہیں مسلمانوں پر تنگ اور دشوار گذار مواقع میں حملہ کردیا مگر چونکہ مسلمان ان راستوں سے ترکوں کے مقابلہ میں زیادہ واقف تھے اسلئے وہ ترکوں کے پہنچنے سے پہلے دروازہ پر پہنچ گئے۔ دروازہ کے بالکل قریب ترکوں نے مسلمانوں کو جا ملایا اور مہلب نامی ایک شخص کو جو عرب تھا اور مسلمانوں کے ساقۂ فوج میں تھا شہید کرڈالا ترک اُن سے لڑ

اور خندق کے باہر والے دروازہ پر قبضہ کر کے اس میں گھس آئے، اب یہاں دونوں فریقوں میں خوب جنگ ہوئی، ایک عرب نے سرکنڈوں کا ایک مٹھا مشتعل کر کے اُن کے منہ پر پھینکا جس سے ترک علیحدہ ہٹ گئے اور مقتولین و مجروحین سے دور چلے گئے، شام کے وقت ترک واپس پلٹ گئے، عربوں نے پل کو جلا ڈالا۔ خسرو بن یزدجرد تیس آدمیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے پاس آیا اور کہنے لگا عربو! تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو، یہ میں ہوں جو خاقان کو اسلیئے لایا ہوں کہ تاکہ وہ میری سلطنت مجھے دلادے اور میں تمہارے لئے اُس سے وعدۂ امان حاصل کرلوں گا۔

مگر عربوں نے اُسے گالیاں دیں اور وہ اپنا سا منہ لیکر چلا گیا۔

بازغری دو سو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے آیا۔ یہ ماوراء النہر کے باشندوں میں سب سے زیادہ چالاک اور ہوشیار آدمی تھا، خاقان اُسکی کسی بات کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ اِسکے ہمراہ خاقان کے اعزا میں سے بھی دو شخص تھے اور اشرس کی فوجی چوکیوں کے بعض شہسوار قیدی بھی تھے، بازغری نے مسلمانوں سے کہا کہ مجھے امان دیجیے تاکہ میں قریب آکر وہ پیام سناؤں جو خاقان نے مجھسے کہا ہے، مسلمانوں نے اُسے امان دیدی۔ بازغری شہر کے بالکل قریب آگیا، مسلمان شہر کی فصیل پر آئے دیکھا کہ اُسکے ساتھ عرب قیدی بھی ہیں۔ بازغری نے عربوں سے کہا کہ آپ کسی شخص کو میرے پاس بھیجئے تاکہ میں اُس سے خاقان کے پیام کے متعلق گفتگو کروں، مسلمانوں نے مہرہ باشندہ درقن کے آزاد غلام حبیب کو اُسکے پاس بھیجا، ترکوں نے اُس سے گفتگو کی مگر وہ کچھ نہ سمجھ سکا۔ بازغری نے مسلمانوں سے کہا کسی ایسے شخص کو بھیجو جو میرا کہا سمجھ سکے، مسلمانوں نے یزید بن سعید الباہلی کو جو کچھ ترکی جانتا تھا گفتگو کے لئے بھیجا۔ بازغری نے کہا یہ دیکھئے سرحدی چوکیوں کے سوار اور عمائدین عرب اُسکے پاس قید ہیں، مجھے خاقان نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ آپ لوگوں میں سے جس کی تنخواہ

چھ سو ہے میں ایک ہزار کر دونگا اور جسکی تین سو ہے اُسکی میں چھ سو کر دونگا اور اُسکے بعد بھی وہ آپ کے ساتھ اور احسانات و مراعات کرنے کے لئے تیار ہے؛

یزید نے کہا اسطرح صلح نہیں ہو سکتی۔ عرب اُسے کیونکر منظور کرینگے؟ عرب ترکوں کے مقابلہ میں بھیڑیے ہیں اور ترک بکریاں، ہمارے اور آپ کے درمیان کسی طرح صلح نہیں ہو سکتی؛

بازغری کو یہ جواب سنکر بہت طیش آیا۔ دو ترک جو اُسکے ہمراہ تھے کہنے لگے ہم کیوں نہ اُسکی گردن مار دیں بازغری نے کہا مگر وہ امان لیکر ہمارے پاس آیا ہے، یزید اُن کی گفتگو کو سمجھ گیا ڈرا اور کہنے لگا ہاں! سنو بازغری تمھاری بات اسطرح مانی جاسکتی ہے کہ تم ہمیں دو حصوں میں تقسیم کر دو، ایک حصہ ہمارے مال و متاع کے پاس رہے اور ایک خاقان کے ساتھ ہو جائے پھر اگر جنگ میں خاقان کو فتح ہو تو ہم اُسکے ساتھ ہو جائینگے اور کوئی اور صورت پیش آئے تو ہمارا حال وہی ہوگا جو دوسرے اہل سغد کے شہروں کا ہوگا؛

اس تجویز کو بازغری اور اُن دونوں ترکوں نے جو اُس کے ہمراہ تھے پسند کیا۔ بازغری نے یزید سے کہا کہ تم جاکر اپنی فوج کے سامنے یہ شرائط پیش کرو جسپر ہمارا تمھارا سمجھوتہ ہوا ہے؛

یزید شہر کی طرف آیا۔ اُس نے رسی کا سرا تھام لیا۔ اور فصیل پر سے دوسرے لوگوں نے اُسے اوپر کھینچ لیا، فصیل شہر پر پہنچکر یزید نے بلند آواز سے کہا اے کمرجہ کے باشندو متحد ہو جاؤ، کیونکہ یہ لوگ ایمان کے بعد تمھیں کفر کی دعوت دینے آئے ہیں اب بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے، سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم ہرگز اس بات کو منظور نہیں کریں گے، یزید نے کہا کہ یہ چاہتے ہیں کہ تم کفار کے ساتھ ملکر مسلمانوں سے لڑو، تمام لوگ کہنے لگے ایسا واقعہ پیش آنے سے پہلے ہم سب کے سب اپنی جانیں قربان کر دیں گے، یزید نے کہا تو اچھا تم اپنے ارادہ کو ترکوں پر

ظاہر کردو!

تمام باشندے ترکوں کے قاصدوں کے سامنے شہر کی فصیل پر آئے اور کہنے لگے اے بازغری! اگر تم اُن مسلمان قیدیوں کو جو تمہارے قبضہ میں ہیں۔ بھیجتے ہو تو ہم اونکا فدیہ ادا کر دیتے ہیں، البتہ وہ بات جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اُس کے ماننے کے لئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں بازغری نے کہا، تم خود اپنے تئیں ہم سے کیوں نہیں خریدتے، کیونکہ ہم تمھیں بھی اسیطرح اپنے قبضہ میں سمجھتے ہیں جسطرح کہ ہمارے پاس کے قیدی ہیں، ترکوں کے پاس حجاج بن حُمید النضری بھی قید تھا، اہل کمرجہ نے اس سے کہا تم کیوں کچھ نہیں بولتے، حجاج نے کہا میں مجبور ہوں مجھ پر نگران متعین ہیں۔

خاقان نے حکم دیا کہ درخت کاٹے جائیں، ترکوں نے گیلی لکڑیاں خندق میں بھرنا شروع کر دیں، مگر ساتھ ہی اہل کمرجہ خشک لکڑیاں ڈالدیتے، یہاں تک کہ خندق پر ہو گئی تاکہ ترک اُس پر سے گذر کر شہر پر حملہ کر سکیں مگر اہل کمرجہ نے اُس لکڑی کے انبار میں آگ لگادی اور خدا کی طرف سے یہ مزید احسان ہوا کہ اسی وقت شدید ہوا چلنے لگی، لکڑیوں نے فوراً آگ لیلی اور مشتعل ہو گئیں اور جو کام ترکوں نے چھ دن کی محنت میں انجام دیا وہ ایک گھنٹہ میں آگ کے نذر ہو گیا، علاوہ بریں شہر والوں نے اس موقعہ پر ترکوں پر خوب تیر برسائے انھیں دق کیا اور بہت سوں کو زخمی کیا ایک تیر بازغری کی ناف میں آکر لگا جس سے اوسکا پیشاب بند ہو گیا اور وہ اسی رات کو مر گیا اُسکے ماتحت ترکوں نے اُسکی موت کا اس قدر رنج کیا کہ اپنے کان کاٹ لئے صبح کے وقت ایک عجیب حالت اُن پر طاری ہوئی، اپنے سروں کو نیچے کئے اُسکی موت پر رونے لگے، اور واقعی اُسکی موت کا اُنھیں بہت سخت صدمہ ہوا۔

جب دن زیادہ چڑھ گیا، ترک اُن سو مسلمان قیدیوں کو لائے جن میں ابو العوجا العتکی اور اُن کے ساتھی تھے اور اُن سب کو شہید کر ڈالا! اور حجاج بن حُمید النضری کا سر کاٹ کر شہر کے محصور مسلمانوں کے طرف

پھینکدیا، مسلمانوں کے پاس بھی مشرکین کی اولادوں میں سے دوسو آدمی تھے یا اُن کے پاس بطور یرغمال تھے، مسلمانوں نے اپنے قیدیوں کے خون کے بدلہ میں اُن سب کو تہ تیغ کرڈالا۔ اور اب موت کے لئے تیار ہوگئے، جنگ نے شدید صورت اختیار کرلی مسلمان خندق کے دروازہ پر آجمے۔

شہر پناہ پر پانچ سردار علٰحدہ علٰحدہ مقامات پر مقابلہ کے لئے متعین ہوگئے۔ کُلیب نے اپنی فوج کو مخاطب کرکے کہا کون شخص ہے جو دشمن پر حملہ آور ہو، ظُہیر بن مقاتل الطفادی نے حالانکہ مجروح تھا کہا میں جاتا ہوں وہ دوڑتا ہوا دشمن کی طرف بڑھا، اپنے نوجوانوں سے کہا تم میرے پیچھے آؤ۔ اُس روز اِن سرداروں میں سے دو نے شہادت پائی اور تین بچ گئے کسی رئیس نے محمد بن ہشام سے کہا کہ دیکھو کیسی تعجب کی بات ہے کہ سوائے میرے ماوراءالنہر کا کوئی رئیس ایسا نہ تھا جو کمرجہ میں نہ لڑا ہو اور مجھے خود اپنی جگہ یہ بات بہت شاق گذری کہ میں کیوں اپنے ہمسروں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا باشندگانِ کمرجہ کی یہ ہی حالت عرصہ تک قائم رہی پھر عربوں کی اور فوجیں آئیں اور فرغانہ میں آکر انھوں نے پڑاؤ کیا۔ خاقان نے اہل سغد، فرغانہ، شاش اور دوسرے زمینداروں کو خوب لعنت ملامت کی اور کہا کہ تم نے مجھے یہ کہا کہ اسمیں صرف پچاس گدھے ہوں گے اور میں اسے پانچ دن میں فتح کرلوں گا حالانکہ پانچ دن کے بجائے اب دو ماہ گذر چکے ہیں مگر ابھی تک شہر سر نہ ہوسکا، اب بہتر یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کر چلو، مگر سب نے جواب دیا کہ اتنی کوشش کے بعد ہم یوں ہی تو اسے نہیں چھوڑ ینگے۔ آپ کل تشریف لائے پھر تماشہ دیکھئے،

دوسرے دن خاقان آیا۔ اور ایک جگہ آکر ٹھہر گیا ملک طاربند نے اُسکے پاس جاکر جنگ کرنے کی اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی، خاقان نے کہا کہ میں نہیں دیکھتا کہ تم اس موقعہ پر کامیابی سے لڑوگے، خاقان اس بادشاہ کی بہت عزت کرتا تھا، ملک طاربند نے کہا عرب لونڈیوں میں سے

دو لونڈیاں دینے کا آپ مجھ سے وعدہ کیجئے اور میں اسپر حملہ کرتا ہوں۔ خاقان نے اس درخواست کو منظور کیا، ملک طاربند نے عربوں سے لڑنا شروع کیا اسکے آٹھ آدمی کام آ گئے، یہ شہرپناہ کے ایک شگاف پر آیا اس شگاف کے پاس ہی ایک گھر تھا جسکا راستہ اسی شگاف کی طرف سے تھا، مکان کے اندر ایک تمیمی عرب مریض پڑا ہوا تھا اس نے ملک طاربند پر چمٹا پھینک کر مارا وہ اسکی زرہ ہی میں اٹک رہا پھر اس نے عورتوں اور بچوں کو آواز دی مگر ترکوں نے کمند ڈالکر کھینچ لیا، یہ منھ اور گھٹنے کے بل گرا، کسی نے ایک پتھر اسکے رسید کیا جو اسکے کان کی جڑ میں آکر لگا، جس سے وہ گر پڑا ایک شخص نے نیزا مار کر اسکا کام تمام کر دیا۔ پھر ایک امرد نوجوان ترک نے آکر اسکو بالکل ہی ختم کر ڈالا، اس کے لباس اور تلوار پر قبضہ کر لیا۔ مگر اسکی لاش مسلمانوں نے ترکوں سے چھین لی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس عرب کے اسطرح شہید کئے جانے پر اہل شاش کے ایک شہسوار نے اپنی فوج والوں کو غیرت وحمیت دلائی تاکہ اس کا بدلہ لیا جائے۔ مسلمانوں نے لکڑی کا ایک گھروندا بنایا تھا اور اسے خندق کی دیوار کے بالکل ملحق جما دیا تھا، اس میں کئی درازیں بھی تھیں اور اس کے پیچھے قادر انداز بٹھا دیئے تھے جن میں غالب بن المہاجر الطائی ابی العباس الطوسی کا چچا اور دو اور شخص تھے جن میں ایک شیبانی اور دوسرا ناجی تھا۔

ملک طاربند شہر کے قریب آکر خندق میں اترا، ناجی نے اسپر تیر مارا، جو اسکی ناک کے بانسہ پر لگا مگر چونکہ وہ تبتی نقاب دار خود پہنے تھا اس لئے تیر کا کچھ اثر نہ ہوا۔ شیبانی نے بھی اسپر تیر مارا، حالانکہ سوائے اس کی دونوں آنکھوں کے اسکے جسم کا اور کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا، پھر غالب بن المہاجر نے تیر مارا جو اسکے سینہ میں جاکر پیوست ہو گیا جسکے صدمہ سے وہ الٹ گیا، اس سانحہ سے خاقان کو نہایت ہی شدید رنج پہنچا گویا اسکی کمر ٹوٹ گئی، جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اس واقعہ سے خاقان کی ہمت پست ہو گئی ہے ان کے دل بڑھے اور حجاج اور اسکے ساتھیوں نے اس روز خوب داد مردانگی دی۔

خاقان نے مسلمانوں سے کہلا کر بھیجا، کہ جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں تو فتح کئے بغیر اُسے چھوڑتے نہیں اس لئے ہم تو یہاں سے جائینگے نہیں، بہتر یہ ہے کہ تم اس شہر سے چلے جاؤ۔ اسکے جواب میں کلیب بن قتان نے کہا یہ بات ہمارے مذہب کے خلاف ہے کہ ہم خود اپنے تئیں تاوقتیکہ مر نہ جائیں دشمن کے حوالے کر دیں، اس لئے جو تمہارے جی میں آئے تم کرو۔

اب ترکوں نے دیکھا کہ اسطرح اُنکا محاصرہ جاری رکھنے سے ہمارا نقصان ہے اس لئے خاقان نے یہ تجویز پیش کی کہ میں بھی اس شہر کو چھوڑ کر چلا جاتا ہوں اور تم بھی اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کو ساتھ لیکر یہاں سے چلے جاؤ، تم سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کیجائیگی، تمہیں اختیار ہے چاہے تم سمرقند چلے جاؤ یا دبوسیہ مگر بہتر یہ ہے کہ تم اسی تجویز کو اختیار کر لو کہ اس شہر کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔

دوسری طرف اہل کمرجہ نے بھی اپنی اُن تکالیف و شدائد کا احساس کیا جو محاصرہ کی وجہ سے وہ برداشت کر رہے تھے اس لئے اُنھوں نے کہا کہ پہلے ہم اہل سمرقند سے مشورہ کر لیں، غالب بن مہاجر الطائی اس کام کے لئے روانہ کیا گیا، یہ دریا کے ایک مناسب مقام پر اُتر کر فرزادنہ نامی ایک قلعہ میں پہنچا جسکا رئیس اسکا دوست تھا غالب نے اس سے کہا کہ میں سمرقند بھیجا گیا ہوں تم کوئی سواری مجھے دو اُس رئیس نے کہا کہ اسوقت میرے پاس تو کوئی جانور نہیں ہے البتہ خاقان کے بچاس جانور ایک باغ میں ہیں، غالب اور یہ دونوں اُس باغ میں آئے، غالب نے اُن میں سے ایک اچھا گھوڑا لیا۔ اُس پر سوار ہوا اور ایک اور کوتل اپنے ساتھ لے لیا۔ غرض کہ یہ اُسی رات کو سمرقند پہنچا۔ سارا ماجرا انھیں سُنایا اہل سمرقند نے اُسے دبوسیہ کا مشورہ دیا اور کہا وہ تم سے زیادہ قریب واقع ہے، غالب پھر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا۔

مسلمانوں نے ترکوں سے یرغمال لئے تاکہ اُن کی کسی قسم کی مزاحمت نہ کیجائے، اور یہ بھی درخواست کی کہ ان کے علاوہ مزید اطمینان کے لئے ہمیں ایک ترک سردار بھی بطور یرغمال دیا جائے۔ ترکوں نے کہا جسے چاہو

تمھارے حوالے کردیں، مسلمانوں نے کورصول کو مانگ لیا۔ اور یہ اُس وقت تک مسلمانوں کے ہمراہ رہا جب تک کہ مسلمان اپنی محفوظ منزلِ مقصود کو نہ پہنچ گئے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان نے دیکھا کہ اُس کا محصورین پر کسی طرح بس نہیں چل سکتا، اُس نے اپنے ساتھیوں کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا اور حکم دیا کہ یہاں سے کوچ کر چلو، مگر مختار بن غوزک اور سغد کے رئوسا نے اوس سے درخواست کی کہ اے بادشاہ آپ ایسا نہ کریں۔ بلکہ آپ انھیں امان دید یجیے تاکہ وہ اس شہر سے نکل جائیں، اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ رعایت آپ نے اُن کے ساتھ غوزک کی وجہ سے کی ہے جو عربوں کے ماتحت ہے اور یہ کہ اُس کے بیٹے مختار نے اپنے باپ کے خیال سے آپ سے یہ رعایت اُن کے لئے حاصل کی ہے۔

خاقان نے اُس درخواست کو منظور کر لیا اور کورصول کو محصورین کے پاس بھیجدیا تاکہ وہ اُن کے ہمراہ رہے کہ اگر کوئی شخص اُن کے خلاف کوئی بات کرے تو یہ اُسے روکدے۔

غرض کہ ترکوں کے یرغمال مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے، خاقان بھی وہاں سے روانہ ہوگیا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ سمرقند جانا چاہتا ہے، مسلمانوں کے پاس ترکوں کے جو یرغمال تھے اُن میں بڑے بڑے سردار اور رئیس تھے، جب خاقان روانہ ہوگیا تو کورصول نے عربوں سے کہا کہ اب تم بھی یہاں سے کوچ کر چلو، مگر عربوں نے کہا کہ ہمیں یہ خوف ہے کہ مبادا ہم تو روانہ ہو جائیں اور ترک یہاں سے نہ جائیں۔ علاوہ بریں ہمیں یہ بھی ڈر ہے کہ شاید کوئی ترک ہماری کسی عورت کو چھیڑے اور اس سے عرب بھڑک اٹھیں تو پھر وہی آتش جنگ و جدل مشتعل ہو جائے گی جسکی مصیبت اب تک ہم بھگتتے آئے ہیں۔

یہ تقریر سنکر کورصول خاموش ہو رہا۔ جب خاقان اور ترک وہاں سے روانہ ہوگئے اور مسلمانوں نے نماز ظہر سے فراغت کر لی تو کورصول نے

اب اُنھیں کوچ کے لئے کہا اور کہنے لگا کہ یہ جو کچھ تکلیف یا ڈر و دہشت ہے یہ صرف یہاں سے دو فرسخوں تک ہے اِس کے بعد تو پھر قریب قریب دیہات آنے لگینگے، غرض کہ اب مسلمان بھی اِس مقام سے روانہ ہو گئے، ترکوں کے پاس جو عرب یرغمال تھے اُن میں شعیب البکری یا نضری، سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ تھے اور عربوں کے پاس ترکوں کے پانچ شخص تھے، روانگی کے وقت ہر ترک کے پیچھے ایک ایک عرب برہنہ خنجر لیکر بیٹھ گیا اور اُس وقت ترکوں کے جسم پر سوائے معمولی قباء کے اور کوئی لباس نہ تھا، غرض کہ اُس طرح عرب اِن یرغمالوں کو لیکر چلے، پھر عجمیوں نے کورصول سے کہا کہ چونکہ دبوسیہ میں دس ہزار جنگجو موجود ہیں اس لیے ہمیں یہ خطرہ ہے کہ وہ ہم پر حملہ کر دیں گے، عربوں نے کہا اگر وہ تم سے لڑیں گے تو ہم تمھاری حمایت میں اُنسے لڑیں گے، چلتے چلتے جب دبوسیہ ایک فرسخ یا اس سے کچھ کم فاصلہ پر رہگیا تو شہر والوں نے سواروں اور بیرقوں کو دیکھکر یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جبہ مسخر ہو گیا ہے اور اب خاقان نے اُن پر چڑھائی کی ہے۔

جب یہ جماعت اور قریب پہنچی دیکھا کہ دبوسیہ کے باشندے مقابلہ کے لئے بالکل تیار صف بستہ ہیں کلیب بن قتان نے بنی ناجیہ کے ایک شخص ضحاک نام کو گھوڑے پر اطلاع کے لئے شہر کی طرف دوڑایا۔ عقیل بن ورّاد الغدی دبوسیہ کا حاکم تھا جب ضحاک اُن کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ تمام شہر والے حالت جنگ کی ترتیب میں باقاعدہ سواروں اور پیادوں کی صفیں اور پرے جمائے کھڑے ہیں۔ ضحاک نے جاکر ساری کیفیت سنائی، اب کیا تھا اصل حقیقت کے معلوم ہوتے ہی اہل دبوسیہ گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے استقبال کو دوڑ پڑے جو شخص پیدل چل نہ سکتا تھا یا زخمی تھا اُسے اُنھوں نے سوار کرا لیا۔ پھر کلیب نے محمد بن کراز اور محمد بن درہم کو بُلایا، تاکہ وہ دونوں سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ کو اطلاع کرائیں کہ ہم لوگ اپنی محفوظ جگہ میں پہنچ گئے ہیں۔

اب عربوں نے یرغمالوں کو چھوڑنا شروع کیا، صورت یہ کی کہ عرب ایک ترک چھوڑتے تھے اُس کے معاوضہ میں ترک ایک عرب کو چھوڑ دیتے تھے، یہاں تک کہ اب صرف سباع بن النعمان ترکوں کے پاس اور ایک ترک عربوں کے پاس رہگیا، اب ہر فریق اپنے مقابل کی بدعہدی سے خائف تھا مگر سباع نے کہا کہ ترکوں کے یرغمال کو چھوڑ دو چنانچہ مسلمانوں نے اُسے بھی رہا کر دیا اور اب صرف سباع ہی ترکوں کے قبضہ میں رہگیا۔ کورصول نے سباع سے پوچھا تم نے یہ کیوں کیا، سباع نے کہا مجھے تمھاری ہی بات پر پورا اعتماد تھا اور میں جانتا تھا کہ تم اس سے ارفع ہو کہ ایسے موقع پہ بدعہدی کرو، کورصول یہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اُسے اپنا دوست بنالیا ہتھیار دیئے اور ایک گھوڑے پر سوار کرکے سباع کو اُس کے عرب ساتھیوں کے پاس واپس بھیجدیا۔

کمرجہ اٹھاون دن محصور رہا پینتیس[۳۵] دن تک مسلمانوں نے اپنے اونٹوں کو پانی نہ پلایا، خاقان نے اپنی فوج میں بھیڑیں تقسیم کر دی تھیں اور کہدیا تھا کہ انکا گوشت کھاو، اور اُنکی کھالوں میں مٹی بھر کر اس خندق کو پاٹ دو، فوج نے حسب الحکم تعمیل کی مگر خدا نے بادل بھیجے اور اس قدر شدید بارش ہوئی کہ جو کچھ ترکوں نے خندق میں ڈالا تھا وہ سب بہ کر بڑے دریا میں جا پڑا۔

اہل کمرجہ کے ہمراہ کچھ خارجی بھی تھے جنمیں ابن شنبج بنی ناحیہ کا آزاد غلام بھی تھا۔

اسی سنہ میں اہل کردر نے بغاوت کر دی، مسلمانوں نے اُن سے جنگ کی اور اُن پر فتح پائی۔ ترکوں نے اہل کردر کی امداد بھی کی تھی اشرس نے اُس فوج کی امداد کے لئے جو اُن کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی تھی، ایک ہزار کی تعداد میں اُن مسلمانوں کو بھی جو کردر کے قریب تھے روانہ کر دیا تھا، یہ جماعت بھی اُسی مقام پر جا پہنچی، مگر اُسکے آنے سے پہلے ہی مسلمانوں نے ترکوں کو شکست دیکر بھگا دیا تھا اور اب اہل کردر پر بھی فتح حاصل کرلی۔

اس سنہ میں خالد بن عبد اللہ نے بلال بن ابی بردہ کو کوتوالی محافظ دستہ کی افسری

اور قضاۃ کے ساتھ پیش امام بھی مقرر کردیا تھا گویا اسطرح یہ ساری خدمتیں ایک ہی شخص کے سپرد تھیں۔ اور اسی سنہ میں اُس نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو منصب قضا سے برطرف کردیا تھا۔

اِس سال ابراہیم بن ہشام بن اسمعیل کی امارت میں حج ہوا، اور یہی اس سال مکہ، مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ کوفہ بصرہ اور تمام عراق کا ناظم اعلیٰ خالد بن عبداللہ تھا اور اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔

سنہ ۱۱۱ ہجری کے اہم واقعات

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما میں بائیں سمت سے کفار پر جہاد کیا اور سعید بن ہشام نے داہنی جانب سے جہاد کیا اور قیساریہ پہنچا۔ نیز عبداللہ بن ابی مریم نے بحری جنگ کی، ہشام نے حکم بن قیس بن مخرمہ بن عبدالمطلب بن عبدالمناف کو تمام اہل شام و مصر کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔

ترکوں نے آذربائجان کی سمت پیشقدمی کی، حارث بن عمرو نے اُن کا مقابلہ کیا اور انھیں شکست دی۔ ہشام نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا، اور اشرس بن عبدالسلمی کو خراسان کی ولایت سے معزول کرکے اُسکی جگہ جنید بن عبداللہ المزنی کو مقرر کیا۔

اشرس کی برطرفی اور جنید کے تقرر کے اسباب و واقعات کا بیان

شداد بن خالد الباہلی نے ہشام سے جاکر اشرس کی شکایت کی، ہشام نے اشرس کو موقوف کردیا اور جنید بن عبدالرحمن کو اُسکی جگہ خراسان کا والی مقرر کردیا۔

جنید کے اِس عہدہ پر سرفراز کیے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اِس نے اُم حکیم بنت یحییٰ بن الحکم ہشام کی بیوی کو جواہرات کی ایک مالا تحفۃً نذر دی جو ہشام کو بہت پسند آئی۔ پھر جنید نے خود ہشام کو ایک دوسرا ہار تحفۃً نذر دیا اسکے صلہ میں ہشام نے اُسے خراسان کا والی بنادیا اور ڈاک کے آٹھ گھوڑے اُس کی سواری کے لیے دیے، اگرچہ جنید نے اُن سے زیادہ کی درخواست کی

مگر ہشام نے اُسے منظور نہیں کیا؛

جنید پانسو ہمراہیوں کے ساتھ خراسان آیا۔ اُس وقت اشرس اہل بخارا اور سغد سے جنگ میں مصروف تھا جنید نے لوگوں سے کہا مجھے کوئی شخص بتاؤ جو میرے ساتھ ماوراء النہر چلے، خطاب بن محرز السلمیؔ اشرس کے خلیفہ کا نام لیا گیا جب جنید آمل پہنچا تو خطاب نے اُسے مشورہ دیا کہ آپ یہاں قیام کریں اور اس شخص کو جو مقام زم میں ہے اور اُسکے گرد کے لوگوں کو حکم دیجیے کہ وہ آپ کے پاس آجائیں۔ مگر جنید نے اُس کی تجویز کو مسترد کر دیا دریا کو عبور کیا، اور اشرس کو لکھا کہ آپ کچھ رسالہ میری امداد کے لیے بھیج دیجیے۔ نیز اُسے یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ مبادا قبل اسکے کہ رسالہ میری امداد کو پہنچے دشمن اسکا راستہ روک دے؛

اشرس نے عامر بن مالک الحمانی کو روانہ کیا، یہ ابھی راستہ ہی کی کسی منزل میں تھا کہ ترک اور اہل سغد اسکے سامنے آگئے تاکہ جنید کے پاس پہنچنے سے اُسے روکدیں، عامر ایک مستحکم دیوار میں داخل ہو گیا۔ اور اُس دیوار کے شگاف پر دشمن سے لڑا۔ عامر کے ہمراہ ورد بن زیاد بن ادہم بن کلثوم، اسود بن کلثوم کا بھتیجا بھی تھا، دشمن کا ایک تیر اُسکے سوراخ بینی میں آکر پیوست ہوا جو دوسرے سوراخ بینی تک سرایت کر گیا،، عامر بن مالک نے یہ کیفیت دیکھکر کہا اے ابو الزاہر تم تو کڑک مرغی معلوم ہوتے ہو؛

اس شگاف پر ترکوں کا ایک بڑا سردار قتل ہوا۔ خاقان اُس وقت ایک ٹیلہ پر تھا جسکے نیچے گھنی جھاڑی اور پانی تھا۔ عاصم بن عمیر السمرقندی اور واصل بن عمرو القیسی خدمتگاروں کو لیکر بڑے چکر سے اس پانی کے پیچھے پہنچے، اور وہاں۔ لکڑی بانس اور دوسری چیزوں سے جو انھیں مل سکیں ایک بیڑا بنایا اور اُسپر بیٹھکر اس جوہڑ کو اسطرح چپکے سے عبور کر آئے کہ خاقان کو صرف تکبیر کی آواز سے اُن کے پیچھے سے حملہ آور ہونے کا علم ہوا۔ واصل اور اُسکے خدمتگاروں نے دشمن پر حملہ کر دیا اور بہت سوں کو موت کے گھاٹ اوتارا۔ اس جھڑپ میں واصل کے زیر ران جو گھوڑا تھا وہ بھی مارا گیا، خاقان اور اسکے ہمراہی شکست کھاکر بھاگ گئے، عامر بن مالک اس دیوار

کی پناہ سے نکل کر جنید سے آملا جسکے پاس اُس وقت سات ہزار فوج تھی۔
اور اب اُسکے ساتھ ہو کر پھر میدان کارزار کی سمت چلا جنید کے مقدمہ الجیش پر
عمارہ بن حریم سردار تھا۔

جب یہ فوج بیکند سے دو فرسنخ کے فاصلہ پر پہنچی تو ترکوں کا رسالہ انکا مزاحم
ہوا، اور جنگ شروع ہو گئی اِس موقع پر قریب تھا کہ جنید مع اپنی تمام فوج کے
ہلاک ہو جاتا مگر اللہ تعالیٰ نے اُسے غلبہ دیا وہ بڑھکر دشمن کے پڑاؤ پر آپہنچا
جنید کو فتح ہوئی اُس نے بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا، اب خاقان نے
اُسکی طرف پیشقدمی کی اور مقام زرمان واقع علاقۂ سمرقند کے سامنے دونوں
حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ قطن بن قتیبہ جنید کے ساقۂ لشکر پر تھا اور وہ اصل اہل بخارا
کی جماعت میں تھا، اور اِس مقام میں آکر قیام کیا کرتا تھا، ملک شاش کو زہر دیا
گیا، جنید نے ان معرکوں میں خاقان کے بھتیجے کو گرفتار کر کے بارگاہِ خلافت
میں بھیجدیا۔ نیز اِس جہاد میں اُس نے مجشر بن مزاحم کو مرو پر اپنا جانشین مقرر
کیا تھا، سورہ بن الحر کو از قبیلہ بنی ابان بن دارم کو بلخ کا عامل مقرر کیا تھا۔

جنید نے اُن واقعات کی جو اُسے اِس سمت میں پیش آئے تھے اطلاع
دینے کی غرض سے ایک وفد جس میں عُمارہ بن معاویہ العدوی محمدؐ بن الجراح العبدی
اور عبدربہ بن ابی الصالح السُلمی تھے ہشام کے پاس بھیجا۔ پھر یہ لوگ واپس
آکر ترمذ میں دو ماہ تک ٹھہرے رہے، اور اب جنید بھی فتح حاصل کر کے
مرو آگیا۔

خاقان نے اِس موقعہ پر جنید کے متعلق کہا کہ اگرچہ اِس سال اس ناز و نعم
میں پلے ہوئے نازک طبیعت والے نوجوان نے مجھے شکست دیدی مگر
آئندہ سال میں اسے ہلاک کر دونگا۔

اب جنید نے تمام مقامات پر اپنے عہدہ دار مقرر کر دیئے مگر صرف مُضری
عربوں کو عہدے دیئے، قطن بن قتیبہ کو بخارا کا عامل مقرر کیا، ولید بن القعقاع العبسی کو
ہرات کا عامل مقرر کیا حبیب بن مرۃ العبسی کو اپنی فوج خاص کا سردار بنایا۔ اور
مسلم بن عبدالرحمن الباہلی کو بلخ کا عامل مقرر کیا اسکے تقرر کے وقت نصر بن سیار

بلخ کا عامل تھا۔ بروقان کے قضیہ کی وجہ سے نصر اور باہلیوں کے تعلقات خوشگوار نہ تھے، مسلم نے نصر کو بلوا بھیجا۔ اُس وقت وہ سو رہا تھا، لوگ اُسے محض ایک قمیص ہی میں جو وہ اُس وقت پہنے تھا لے آئے، پائیجامہ بھی پہنے ہوئے نہ تھا۔ نصر اُسی قمیص کو اپنے بدن پہ سمیٹتا جاتا تھا، مسلم یہ حالت دیکھکر شرمندہ ہوا، اور لوگوں سے کہنے لگا، مضر کے ایک سردار کو تم اس حالت میں لائے تم نے براکیا، پھر جنید نے مسلم کو بلخ کی عاملی سے معزول کر کے اُس کی جگہ یحییٰ بن ضبعیہ کو مقرر کیا، شداد بن خالد الباہلی کو سمرقند کی مالگزاری کا افسر مقرر کیا، سمہری بن قعنب بھی جنید کے ساتھ تھا۔

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا، اور یہ اس تمام علاقہ کا اس سال بھی صوبہ دار تھا جسکا کہ گذشتہ سنہ میں تھا، خالد بن عبداللہ عراق کا اور جنید بن عبدالرحمٰن خراسان کا صوبہ دار تھا۔

سنہ ۱۱۲ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کے جہاد میں شہر خرشنہ فتح کیا، اور ملطیہ کے راستہ سے پیشقدمی کر کے خرذیہ کو جلا ڈالا۔

نیز اس سال ترک لان سے آگے بڑھے جرّاح بن عبداللہ الحکمی نے اپنے ہمراہی اہل شام اور اہل آذربائیجان کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا مگر چونکہ اسکے پاس اُسکی پوری فوج نہ پہنچ سکی اس لئے جرّاح معہ اپنے تمام ساتھیوں کے اردبیل کی گھاٹی میں شہید ہوا۔ ترکوں نے اردبیل فتح کر لیا۔ جرّاح نے اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو آرمینیا پر اپنا جانشین چھوڑا تھا، ترکوں نے جب مقام بلنجر پر جرّاح کو شہید کر ڈالا۔ اور ہشام کو اس واقع کی اطلاع ہوئی اُس نے سعید بن عمرو الحرشی کو بلایا، اور اس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جرّاح نے مشرکین کے سامنے سے منہ موڑا، حرشی نے عرض کیا، امیرالمؤمنین یہ بات بالکل غلط ہے۔ جرّاح کے دل میں اللہ کا ڈر اسقدر تھا کہ وہ کبھی دشمن کے سامنے سے پیٹھ موڑنے والا نہ تھا، بلکہ وہ شہید ہوا۔ ہشام نے

پوچھا اب کیا کرنا چاہیے حرشی نے کہا جناب والا مجھے ڈاک کے چالیس گھوڑوں پر روانہ فرمادیں اور پھر روزانہ چالیس ڈاک گھوڑوں پر چالیس آدمیوں کو میرے پاس روانہ فرماتے رہیں، دوسرے یہ کہ تمام چھاؤنیوں کے سرداروں کو حکم بھیجدیں کہ وہ مجھ سے آملیں ہشام نے اُسکی درخواست کے مطابق عمل کیا۔

سعید بن عمرو نے بیان کیا کہ ترک اپنے مسلمان اور ذمی قیدیوں کی تین جماعتیں بناکر خاقان کے پاس لے گئے، مگر حرشی نے اُن قیدیوں کو ترکوں کے پنجہ سے نکال لیا، اور بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا۔

جنید بن عبدالرحمن نے دورانِ جنگ میں کسی رات کو کہا کہ اس گھاٹی میں ترکوں کا کسی رات یا کسی دن وہ ہی حال ہوگا جو جرّاح کا ہوا۔ اسپر اُس سے کہا گیا خدا آپ کو نیک ہدایت دے جب جرّاح کا ترکوں سے مقابلہ ہوا تو جتنے غیور اور جوشیلے جان باز تھے مقابلہ میں شہید ہو گئے۔ رات ہوتے ہی بیشتر لوگ پردہ شب کی آڑ لیکر اپنے آذربائیجان کے، قصبات میں اُسکا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے، صبح کے وقت جرّاح کے ساتھ بہت تھوڑی جماعت رہگئی تھی اس وجہ سے جرّاح مارا گیا۔

اس سنہ میں ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو ترکوں کے تعاقب میں روانہ کیا اثنائے پیشقدمی میں شدید سردی، بارش اور برفباری کا اُسے مقابلہ کرنا پڑا مگر مسلمہ اُن کے تعاقب میں باب سے بھی آگے نکل گیا اور حارث بن عمرو الطائی کو باب پر چھوڑ دیا۔

اسی سال جنید اور خاقان کی شعب میں مشہور جنگ ہوئی، نیز اسی سال سورہ بن الحر مارا گیا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ سنہ ۱۱۳ ہجری میں ہوئی۔

جنید اور خاقان کی جنگ کے واقعات و اسباب

سنہ ۱۱۲ ہجری میں جنید طخارستان پر جہاد کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ اور دریائے بلخ پر آکر فروکش ہوا یہاں سے اُس نے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار فوج کے

ساتھ طخارستان روانہ کیا، اور ابراہیم بن بسام اللیثی کو دس ہزار فوج کے ساتھ دوسری سمت بھیجا ترک بھی لڑنے کے لئے تیار ہو گئے اور سمرقند پر جہاں سورہ بن الحر متعلقۂ بنی ابان بن دارم متعین تھا آدھمکے، سورہ نے جنید کو لکھا کہ خاقان ترکوں کو لیکر چڑھ آیا ہے، میں نے آگے بڑھکر اُسکا مقابلہ بھی کیا مگر اب مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ میں سمرقند کو اسکے حملہ سے بچا سکوں۔ اس لئے آپ میری امداد کو پہنچیئے۔

اس خبر کے پاتے ہی جنید نے فوراً فوج کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا۔ مگر مجشر بن مزاہم السلمی، ابن بسطام الازدی، اور ابن صبیح الخرقی نے اُس سے کہا کہ ترکوں کو آپ اور جیسا نہ سمجھیں، یہ آپ سے کوئی باقاعدہ فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے، اسپر طرہ یہ کہ آپ نے اپنی فوج کو منقسم کر دیا ہے، مسلم بن عبدالرحمن نیروذ میں ہیں، بختری ہرات میں اہل طالقان بھی ابھی تک نہیں آئے، عمارہ بن حریم بھی یہاں نہیں۔

مجشر نے یہ بھی کہا کہ خراسان کا والی دریا کو پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ عبور نہیں کرتا۔ عمارہ کو لکھیئے کہ وہ آپ کے پاس آجائیں۔ ابھی توقف کیجیئے اور جلدی نہ کیجیئے۔

جنید نے کہا مگر سورہ اور اُسکے ساتھ جو مسلمان ہیں اُن کا کیا حال ہوگا، اگر صرف بنی مُرہ اور وہ شامی جو میرے ساتھ وہاں سے آئے تھے صرف وہ ہی میرے پاس ہوتے تو میں انھیں لیکر دریا کو عبور کر جاتا۔

بہر حال جنید نے کسی کی بات نہ سنی اور دریا کو عبور کر کے کس آیا۔ اُہیب بن عبید الحنظلی کو دشمن کی خبر لینے کے لئے بھیجدیا گیا تھا اس نے واپس آکر جنید سے کہا کہ دشمن آپہنچا ہے اب یہاں سے روانگی کی تیاری کیجیئے۔

دوسری طرف ترکوں کو مسلمانوں کی پیشقدمی کی اطلاع ہوئی انھوں نے کس کے راستہ میں جسقدر کنویں تھے انھیں اندھا کر دیا۔ جنید نے پوچھا کہ سمرقند کا کونسا راستہ زیادہ مناسب اور سہل المرور ہوگا، بعض لوگوں نے کہا جلنے والا راستہ، مگر مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا کہ آگ سے جلنے کے مقابلہ میں تلوار سے

مارا جانا زیادہ اچھا ہے، جس راستہ کے اختیار کرنے کی تجویز ہو رہی ہے یہ وہ راستہ ہے جہاں گھنا جنگل اور خشک گھانس کثرت سے ہے، کئی سال سے اس میں زراعت بھی نہیں ہوئی، جسکی وجہ سے جھاڑیاں اور گھانس ایک دوسرے سے لپٹ گئی ہیں، اگر خاقان کا آمنا سامنا ہو گیا وہ اس تمام علاقہ میں آگ لگا دیگا اور ہم سب کے سب آگ اور دھویں سے جل بھن کر تباہ ہو جائینگے، اس سے تو پہاڑی راستہ زیادہ اچھا ہے اُسکو اختیار کیجئے کیونکہ اس راستہ میں جو دقتیں ہمیں پیش آئینگی وہی ہمارے دشمن کے لئے بھی ہیں۔

بہر حال جنید نے پہاڑ کی گھاٹی والا راستہ اختیار کیا اور پہاڑ پر چڑھا۔ مجشر نے اُسکے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہنے لگا کہ یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ قیس کے ایک دولتمند شخص کے ہاتھوں مسلمانوں کی ایک فوج تباہ ہو گی، اور ہمیں یہ ڈر ہے کہ وہ آپ ہی ہوں، جنید نے کہا کہ تم اپنے دل سے اس خوف کو نکال ڈالو، مجشر نے کہا کہ جب ہم میں تم جیسا آدمی موجود ہے ایسی صورت میں یہ خوف دور نہیں کیا جا سکتا۔

جنید نے گھاٹی کے دامن میں رات بسر کی، صبح کے وقت یہاں سے بھی کوچ کیا، اب اسی طرح ٹھہرتے ہوئے اور کوچ کرتے ہوئے جنید نے اپنا سفر جاری رکھا، ایک سوار اُسکے سامنے آیا۔ جنید نے اُسکا نام پوچھا۔ اُس نے حرب بتایا۔ جنید نے باپ کا نام پوچھا اُس نے محربہ بتایا۔ جنید نے دریافت کیا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو، اُس نے کہا بنی حنظلہ سے تعلق رکھتا ہوں جنید نے یہ سنکر کہا خدا تجھ پر جنگ، مصیبت اور مشقت کو مسلط کر دے۔

چلتے چلتے جنید اُس درہ پر پہنچا جہاں سے سمرقند چار فرسخ رہ جاتا ہے، صبح ہوتے ہی خاقان کی ٹڈی دل فوج مسلمانوں کے مقابل آئی اور اہل سغد شاش۔ فرغانہ اور کچھ ترک مسلمانوں پر بڑھے، خاقان نے مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش پر جسکی قیادت عثمان بن عبداللہ الشخیر کے سپرد تھی حملہ کیا، یہ فوج اصل قیام گاہ کی طرف پسپا ہوئی اور ترک برابر اُنکا تعاقب کرتے ہوئے بڑھے،

اور ہر طرف سے آکر انھیں گھیر لیا۔ اخرید نے اس سے پہلے ہی جنید سے کہا تھا کہ چونکہ کثیر تعداد میں دشمن سر پر آپہنچا ہے اسلئے آپ اپنی تمام فوج کو مرکزی قیام گاہ میں واپس بلا لیجئے۔ دشمن کے اگلے دستے جب نمودار ہوئے تو لوگ اُس وقت صبح کا کھانا کھا رہے تھے عبید اللہ بن زہیر بن حیان کی نظر سب سے پہلے اُن پر پڑی مگر اُس نے فوج کو دشمن کی آمد سے اسلئے خبردار نہیں کیا کہ تاکہ وہ اطمینان سے اپنے کھانے سے فارغ ہو جائیں، مگر ابو الذیال نے پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو دشمن اُسے نظر آگیا اُس نے فوراً کہدیا کہ دشمن آپہنچا، یہ سنتے ہی تمام لوگ سوار ہو ہو کر جنید کے پاس پہنچے، بنی تمیم اور بنی ازد میمنہ پر ہو گئے، اور ربیعہ نے فوج کے میسرہ کو جو پہاڑ سے ملا ہوا تھا سنبھال لیا۔ بنی تمیم کے اُس رسالہ کے دستہ پر جنکے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں عبید اللہ بن زہیر بن حیان سردار تھا، اور جن گھوڑوں پر یہ جھولیں نہ تھیں اُنکی قیادت عمر یا عمرو بن جرفاس بن عبداللہ بن شقران المنقری کے سپرد تھی۔ اور عامر بن مالک الحمانی بنی تمیم کی ساری جماعت کا سپہ سالار تھا، بنی ازد کا سردار عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو المعنی تھا، بنی ازد کے رسالہ کے ہر دو قسم کے دستے ایک جنکے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں اور دوسرے وہ جنپر یہ جھولیں نہ تھیں۔ فضیل بن ہناد اور عبداللہ بن حوذان کے ماتحت تھے، ان میں سے ایک ایک قسم کے دستہ کا اور دوسرا دوسرے کا سردار تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بجائے عبداللہ بن حوذان الجہضمی کے اُسکا بھائی بشر بن حوذان رسالہ کا سردار تھا۔

اب جنگ شروع ہو گئی چونکہ بنی ربیعہ پہاڑ کے قریب ایک تنگ مقام میں کھڑے تھے اس لئے اُن پر دشمن کا کوئی شخص حملہ آور نہ ہوا۔ البتہ اب دشمن نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کیا جسمیں بنی تمیم اور ازدی ایک ایسے وسیع رقبہ میں ایستادہ تھے جہاں رسالہ کو کام میں لانے کا موقع تھا۔ یہ حالت دیکھکر حیان بن عبید اللہ بن زہیر اپنے باپ کے سامنے پاپیادہ ہو گیا اور اپنا گھوڑا اپنے بھائی عبدالملک کے حوالے کر دیا۔ اسکے باپ نے اُس سے کہا حیان تم اپنے بھائی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ ابھی بالکل ناتجربہ کار نوجوان ہے

اور مجھے اُسکی جان کا خطرہ ہے، حیّان نے اپنے باپ کا کہنا نہ مانا اور سیر اُس نے کہا حیّان اگر تم اسوقت مارے گئے تو تم گنہ گار مارے جاؤ گے، یہ سنتے ہی حیّان پھر اُس جگہ پلٹ آیا جہاں اُس نے اپنے بھائی اور گھوڑے کو چھوڑا تھا۔ یہاں آکر دیکھا کہ اُس کا بھائی اُصل فوج میں جا ملا ہے اور گھوڑا باندھ گیا ہے، حیّان نے ڈوری کاٹ ڈالی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کے طرف بڑھا۔ اس اثنار میں دشمن نے اُس جگہ کو گھیر لیا تھا جہاں اُس نے اپنے باپ اور اُسکے ساتھیوں کو چھوڑا تھا، انھیں اس خطرہ میں دیکھکر جنید نے نصر بن سیار کو سات آدمیوں کے ساتھ جنمیں جمیل بن غزوان العدوی بھی تھا اُنکی امداد کے لئے بھیجا۔

عبیداللہ بن زہیر بھی اس جماعت میں شریک ہو گیا اور ان سب نے دشمن پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انھیں اُس مقام سے پیچھے ہٹا دیا۔ مگر ترکوں نے جوابی حملہ کیا اور جس قدر بہادر اس مقام میں تھے سب کے سب شہید ہو گئے اسوقت عبیداللہ بن زہیر، ابن جوذان۔ ابن جرقاش اور فضل بن ضناد یہاں مارے گئے، اور میمنہ کی ترتیب درہم برہم ہو گئی جنید اس وقت قلب لشکر میں کھڑا تھا، یہ حالت دیکھکر میمنہ کی طرف آیا اور بنی ازد کے علم کے نیچے آکر کھڑا ہو گیا، چونکہ اس نے ازدیوں پر ظلم کیا تھا اس لئے بنی ازد کا علم بردار جنید سے کہنے لگا کہ تم ہمارے پاس اس لئے نہیں آئے کہ ہم سے محبت کرو یا ہماری عزت بڑھاؤ، لیکن اس لئے کہ تم اسے خوب جانتے ہو کہ جب تک ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے دشمن کا کوئی شخص تم تک نہیں پہنچ سکتا، اگر ہمیں فتح ہوئی تو اُسکا سہرا تمھارے ہی سر بندھیگا۔ اگر ہم ہلاک ہوں تو کوئی بھی ہمارے لئے دو آنسو نہیں بہائیگا، اور بخدا اگر ہمیں کامیابی ہوئی اور میں زندہ رہا تو میں تم سے کبھی ایک بات بھی نہ کروں گا۔

یہ کہکر یہ بہادر آگے بڑھا اور مارا گیا، اب ابن صجاعر نے جھنڈا لے لیا اور وہ بھی مارا گیا غرض کہ اسی طرح اٹھارہ آدمیوں نے یکے بعد دیگرے علم لیا اور سب مارے گئے اسی روز بنی ازد کے اسی آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا، مسلمان نہایت ثابت قدمی سے برابر لڑتے رہے، آخر کار لڑتے لڑتے تھک کر ایسے چور ہو گئے کہ تلوار مارتے تھے اور اُسکا کچھ اثر نہ ہوتا تھا مسلمانو

کے غلاموں نے جنگل سے ڈنڈے کاٹ لئے، اور اسی سے لڑنا شروع کیا، آخر کار دونوں حریف لڑائی سے بیزار ہو گئے اور دونوں میں معانقہ ہوا، علٰحدہ ہٹ گئے، اور لڑائی موقوف ہو گئی۔

اسی روز بنی ازد میں سے حمزہ بن حجاعۃ العتکی۔ محمدؐ بن عبداللہ بن خوذان الجھضمی، عبداللہ بن بسطام المعنی، اُسکا بھائی زنیم ۔حسن بن شیخ۔ فضل الحارثی رسالہ کا سردار اور یزید بن المفضل الحدانی شہید ہوئے، یزید بن المفضل نے حج کیا تھا اپنے حج میں ایک لاکھ اسّی ہزار خرچ کئے تھے، اور اپنی ماں وحشیہ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے لئے دعا کیجئے کہ خدا مجھے جام شہادت پلائے، اُس نے اِس خلوص سے دعا کی کہ بے ہوش ہو کر اپنے بیٹے پر گر پڑی۔ حج سے آکر تیرہ ہی دن ہوئے تھے کہ یزید کو درجۂ شہادت ملا۔ اُسکے ہمراہ اُسکے دو غلام بھی دشمن سے لڑے، اگرچہ اُس نے اُنہیں واپس جانے کا حکم دیدیا تھا مگر اُنھوں نے نہ مانا۔ داد مردانگی دی اور شہادت حاصل کی۔

اس جنگ میں یزید بن المفضل نے سّو اونٹ مسلمانوں کے لئے ستو سے لدوائے، اور ایک ایک شخص کو پوچھنے لگے جس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ شہید ہو گیا، آخر کار خود آگے بڑھے، اور لا الٰہ الا اللہ کہتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

محمدؐ بن عبداللہ بن خوذان اُس روز ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار جس پر سنہری جھول پڑی ہوئی تھی لڑ رہا تھا، اُس نے سات حملے کئے اور ہر حملہ میں ایک دشمن کو قتل کر کے اپنی جگہ واپس آجاتا تھا، جو کفار اُس سمت میں تھے وہ اُس سے خوف زدہ ہو گئے تھے، یہ رنگ دیکھکر دشمن کے ایک ترجمان نے محمدؐ سے پکار کر کہا۔ کہ بادشاہ تم سے کہتے ہیں کہ تم ہمارا مقابلہ نہ کرو ہمارے پاس چلے آؤ، ہم اپنے اُس بت کو چھوڑ کر جسکی ہم پرستش کرتے ہیں تمہاری پرستش کریں گے، محمدؐ نے جواب دیا میں تم سے اِس لئے لڑ رہا ہوں کہ تم بتوں کی پرستش چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرو، یہ کہکر محمدؐ نے پھر لڑنا شروع کیا اور جام شہادت نوش کیا، اس جنگ میں حشیم بن قرط الہلالی الحارثی بھی کام آیا۔

نصر بن راشد العبدی نے بھی اس جنگ میں جام شہادت پیا جب کہ فوج مصروف پیکار تھی یہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا بتاؤ تمھارا کیا حال ہوگا اگر میں کسی نمدے میں خون لتھڑا ہوا تمھارے سامنے لایا جاؤں، اُس کی بیوی نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور آہ و بکا شروع کردی نصر نے کہا۔ بس خاموش رہو، اگر تمام عورتیں میرے لئے اسی طرح آہ و بکا کریں تو بھی میں حور عین کے شوق میں اُن کی گریہ وزاری کی پروا نہ کروں۔ یہ کہکر یہ شخص پھر میدانِ جنگ میں واپس آیا۔ لڑا اور شہید ہوگیا، خدا اُس پر اپنا رحم کرے، جنگ اسی طرح ہو رہی تھی کہ ایک غبار اُٹھا۔ اُس میں سے کچھ شہسوار نکلے۔ جنید کے نقیب نے آواز دی کہ سب لوگ پاپیادہ ہو جائیں جنید بھی گھوڑے سے اتر پڑا اور تمام فوج بھی اتر پڑی بعد ازاں پھر جنید کے نقیب نے اعلان دیا کہ ہر سردار جہاں کھڑا ہے وہیں خندق کھود لے حسب الحکم تمام لوگوں نے خندق کھود لی اور وہیں کھڑے ہوگئے۔

جنید نے عبد الرحمٰن بن مکیہ کو دشمن پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ لٹکتی ہوئی سونڈ کیا ہے؟ کہا گیا کہ یہ ابن مکبہ ہے، جنید نے کہا کیا گائے کی زبان ہے، خدا ہی کے لئے اُس کی خوبی ہے یہ کیسا عمدہ شخص ہے۔

اب دونوں حریف مقابلہ سے ہٹ گئے۔ بنی ازد کے ایک سو نوے آدمی اس معرکہ میں کام آئے، مسلمانوں کا خاقان سے جمعہ کے دن مقابلہ ہوا تھا۔

جنید نے عبد اللہ بن معمر بن سمیر الیشکری کو حکم بھیجدیا تھا کہ وہ کس کے ملحقہ رقبہ میں ٹھہرا رہے جو اُس راستہ سے گزرے اُسے روک لے، سامان اور پیدل سپاہ کو اپنے پاس جمع کرلے۔ موالی جن میں سوائے ایک سوار کے سب پیدل تھے اسکے پاس آئے۔ دشمن ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ عبد اللہ بن معمر دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور بنی بکر کے چند بہادروں کے ساتھ شہید ہوا

اب سنیچر کی صبح ہوئی۔ نصف النہار کے وقت خاقان پھر مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔ جس مقام پر بکر بن وائل استادہ تھے اُسکے نقطۂ نگاہ سے جنگ کے لئے وہ ہی سب سے زیادہ اُسے آسان نظر آیا۔ زیاد بن الحارث بکر بن وائل کا سردار تھا، خاقان نے اُن کا رخ کیا بکر بن وائل نے زیاد سے کہا کہ دشمن کثیر تعداد

میں ہم پر بڑھ رہا ہے۔ ہم کو اجازت دو کہ ہم اُن پر حملہ کر دیں قبل اُسکے کہ وہ ہم پر حملہ کرے۔ زیاد نے کہا مجھے ترکوں سے جنگ کا ستر سال کا تجربہ ہے، اگر تم نے اُن پر حملہ کیا اور تم آگے بڑھے ہو تو تم شکست کھا جاؤ گے بہتر یہ ہے کہ ابھی کچھ نہ بولو قریب آجانے دو، بنی بکر بن وائل چپ کھڑے رہے، جب ترک اُنکے بالکل قریب آ گئے تب اُنھوں نے اُن پر ایسا شدید حملہ کیا کہ اُنھیں پیچھے ڈھکیل دیا۔ جنید نے سجدۂ شکر ادا کیا، اور خاقان نے اُس روز اپنی فوج سے کہا کہ جب عربوں پر کسی تنگ مقام میں حملہ کیا جاتا ہے وہ نہایت بہادری سے لڑتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ اُن سے کچھ نہ بولا جائے تاوقتیکہ وہ اپنے مقامات متعینہ سے باہر نہ نکل آئیں، کیونکہ تم لوگ ایسے موقعوں پر اُن کے حملہ کی تاب نہیں لاتے؛

جنید کی لونڈیاں واویلا کرتی ہوئی نکلیں، اُس پر بعض شامیوں نے کہا، خوب اے اہل خراسان تم کہاں چلیں، اور جنید نے کہا یہ رات جرّاح کی رات کی طرح ہے اور یہ دن اُس کے دن جیسا ہے، اسی سنہ میں سورہ بن الحر التیمی مارا گیا؛

سورہ بن الحر التیمی کے موت کے واقعات

عبیداللہ بن حبیب نے جنید سے کہا کہ یا آپ اپنی موت کو پسند کیجئے یا سورہ کی۔ جنید نے کہا میں سورہ کی موت کو اپنی موت پر ترجیح دیتا ہوں عبیداللہ نے کہا تو پھر سورہ کو لکھ بھیجے کہ وہ اہل سمرقند کو لیکر آپ کے پاس چلے آئیں جب ترکوں کو معلوم ہوگا کہ سورہ آپ کے پاس آنے کی نیت سے روانہ ہوئے ہیں تو وہ اُسکی طرف پلٹ پڑینگے اور راستے سے لڑیں گے، جنید نے سورہ کو آنے کا حکم لکھ بھیجا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جنید نے سورہ کو لکھا تھا کہ تم میری امداد کو پہنچو، عبادہ بن سلیل المحاربی ابو الحکم بن عبادہ نے سورہ سے کہا، دیکھو سمرقند میں ایک مکان ٹھنڈا کرو اور اس میں سو رہو، کیونکہ اگر تم یہاں سے نکلے تو اس بات کا خیال بھی نہ کروگے کہ امیر ناراض ہیں یا خوش ہیں دیکھئے قتل کردئے جاؤ گے حلیس بن غالب الشیبانی نے سورہ سے

کہا کہ تمہارے اور جنید کے درمیان ترک حائل ہیں، اگر تم یہاں سے نکلے وہ تم پر حملہ کر دینگے اور تمہیں اُسکے پاس پہنچنے سے پہلے ہی جھپٹ لیجائینگے۔

سورہ نے جنید کو لکھا کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ میں یہاں سے نکل سکوں، جنید نے جواب دیا اے حرام زادے نکل آ۔ ورنہ میں شداد بن خالد الباہلی کو تیرے پاس بھیجے دیتا ہوں۔ شداد سورہ کا جانی دشمن تھا) تو میرے پاس آ اور فلاں شخص کو پانسو تیر اندازوں کے ساتھ فرختاذ میں متعین کر دینا۔ دریا کے کنارے کنارے آنا، پانی کو نہ چھوڑنا۔

اب سورہ نے نکلنے کا ارادہ کرلیا۔ وجف بن خالد العبدی نے کہا تم اگر یہاں سے چلے تو خود بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور عرب بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ اور جسقدر لوگ تمہارے ساتھ ہیں وہ سب تمہاری وجہ سے ہلاک ہو جائینگے سورہ نے کہا جب تک میں روانہ نہ ہو جاؤں میرا سامان احاطہ سے نہ نکالا جائے عبادہ اور حلیس نے اس سے کہا کہ جب آپ نے جانے کا ارادہ ہی کرلیا ہے تو دریا کے کنارے کنارے چلیئے، سورہ نے کہا کہ اس دریا کے راستہ سے تو میں دو دن میں بھی جنید کے پاس نہیں پہنچوں گا مگر اس دوسرے راستہ سے میرے اور اُسکے درمیان صرف ایک رات کی مسافت ہے صبح کے وقت اُسکے قریب پہنچ جاؤں گا اور جب پیدل سپاہ ذرا آرام لے لیگی آگے بڑھ کر دریا کو عبور کر لونگا۔

دوسرے طرف ترکوں کے جاسوسوں نے اس قرارداد کو معلوم کر کے اُنھیں اطلاع کر دی۔ اب سورہ نے کوچ کا حکم دیدیا۔ موسیٰ بن اسود متعلقہ خاندان بنی ربیعہ بن خنظلہ کو سمرقند پر اپنا جانشین چھوڑا۔ اور بارہ ہزار فوج کے ساتھ سمرقند سے روانہ ہوا ایک پہاڑ کی چوٹی پر اُسے صبح ہوئی۔ کارتقید نامی ایک اُسی علاقہ کے باشندے نے اُسے یہ راستہ بتایا تھا، صبح کیوقت خاقان اُسکے سامنے آگیا سورہ تین فرسخ کی مسافت طے کر کے آیا تھا۔ اور اب اُس کے اور جنید کے درمیان صرف ایک فرسخ کا بعد باقی رہگیا تھا، خاقان نے مسلمانوں سے دو پہاڑوں کے درمیان ایک پست رقبہ میں

جنگ شروع کردی، خاقان بھی نہایت ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مسلمان بھی اُسکے مقابلہ پر جمے رہے یہانتک کہ گرمی شدید ہوگئی۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ غوزک نے خاقان سے کہا تھا کہ چونکہ آج گرمی ہے اس لئے تم مسلمانوں سے اُس وقت تک نہ لڑو جب تک کہ آفتاب اپنی گرمی سے اُنھیں تپا نہ دے، کیونکہ وہ ہتھیاروں سے مسلح ہیں جب گرمی بڑھ جائیگی، اُن ہتھیاروں کا بوجھ انپر دوبھر ہو جائیگا، چنانچہ خاقان ابھی اُن سے نہیں لڑا بلکہ اس نے غوزک کی رائے پر عمل کیا، خشک گھانس میں آگ لگا دی اور مسلمانوں اور پانی کے درمیان حائل ہو کر مقابلہ پر جما رہا سورہ نے عبادہ سے پوچھا کہیئے ابوالسلیل اب کیا کیا جائے، عبادہ نے کہا میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ اِن ترکوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو مال غنیمت کا دلدادہ نہو۔ اس لئے آپ اِن تمام جانوروں کو ذبح کر ڈالئے، جس قدر یہ سامان ہے اسے جلا ڈالئے، اور تلوار نیام سے باہر کر لیجئے، اس صورت میں یہ ہمیں راستہ دیدینگے، پھر سورہ نے عبادہ سے پوچھا کیا مشورہ دیتے ہو، عبادہ نے کہا میں نے مشورہ دینا چھوڑ دیا سورہ نے کہا بہرحال اب بتاؤ کہ اس وقت کیا تدبیر اختیار کیجائے، عبادہ نے کہا یہ کرنا چاہیئے کہ ہم نیزے علم کرلیں اور ایک ساتھ حملہ کر کے گھس پڑیں۔ ایک فرسخ کا فاصلہ رہگیا ہے اور اس طرح اپنی اصل فوج سے جا ملیں، سورہ نے کہا نہ میں ایسا کر سکتا ہوں اور نہ فلاں اور فلاں ایسا کریں گے، سورہ نے چند آدمیوں کے نام گنائے، لیکن میرے سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ میں رسالہ کو اور اُن لوگوں کو جو مرنے مارنے کے لئے تیار ہوں اکٹھا کروں اور دشمن پر ٹوٹ پڑوں اب چاہے میں سلامت رہوں یا ہلاک ہو جاؤں۔

سورہ نے فوج کو جمع کیا اور سب نے ملکر دشمن پر حملہ کیا، ترک پیچھے ہٹے، غبار کا ایسا بادل چھایا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا، ترکوں کے پیچھے آگ کا انبار لگا ہوا تھا بلا امتیاز دشمن اور مسلمان اُس آگ میں گر پڑے، سورہ گھوڑے سے گر پڑا اُسکی ران ٹوٹ گئی۔ تمام فوج منتشر ہوگئی تھی جب اندھیاری چھٹ گئی معلوم ہوا کہ لوگ اِدھر اور اُدھر منتشر ہو چکے تھے ترکوں نے مسلمانوں کو شہید کرنا

شروع کیا اور سوائے دو ہزار یا ایک روایت کے مطابق ایک ہزار کے اس جماعت میں سے کوئی نہ بچ سکا سب کے سب ترکوں کے ہاتوں شہید ہوگئے۔ جو لوگ۔ اس قتل عام سے بچے تھے اُن میں عاصم بن عُمیر السمرقندی بھی تھا، اُسے ایک ترک نے پہچان کر پناہ دیدی تھی۔

ملبس بن غالب الشیبانی بھی اس معرکہ میں شہید ہوا۔ ایک عرب نے کہا اُس خدا کے لئے تمام تعریفیں ثابت ہیں جس نے ملبس کو شہید کیا، میں نے اُسے حجاج کے دو راقتدار میں خانۂ کعبہ پر پتھر مارتے ہوئے دیکھا۔ اور یہ کہتے ہوئے سنا تھا میں سخت عذاب دینے والا ہوں، اینٹوں اور ڈنڈوں سے ایک عورت کھڑی ہوئی تھی جب وہ پتھر مارتا یہ عورت کہتی خداوندا یہ پتھر مجھ پر پڑے نہ کہ تیرے بیتِ مُحرم پر پھر اُسے شہادت نصیب ہوئی، حلیب بن زیاد العجلی جس کے ہمراہ قریش بن عبداللہ العبدی بھی تھا سات سو آدمیوں کے ساتھ مرغاب نام ایک منڈی میں چلا آیا اور ترکوں کے قلعوں میں سے ایک قلعہ والوں سے لڑا، حلیب بن زیاد کام آگیا اور راب وحف، بن خالد کو اس جماعت نے اپنا سردار بنالیا۔ اشکند رئیس نسف رسالہ لیکر جسکے ساتھ غوزک بھی تھا اُن پر حملہ آور ہوا۔ غوزک نے کہا وحف تمھیں امان دیجاتی ہے، قریش نے کہا اُن پر ہرگز اعتماد نہ کرو جب رات ہوگی ہم ان میں سے ہوکر سمرقند پہنچ جائینگے۔ کیونکہ اگر یہاں ہمیں صبح ہوگئی تو یہ ترک ہم سب کو تہ تیغ کردیں گے۔

مگر تمام فوج نے قریش کا کہا نہ مانا اور ٹھہر گئے، غوزک اُنھیں خاقان کے پاس لیکر آیا۔ خاقان نے کہا کہ غوزک نے جو وعدۂ امان دیا ہے میں اُسے جائز نہیں قرار دیتا۔ غوزک نے وحف سے کہا کہ میں اس معاملہ میں بالکل مجبور ہوں کیونکہ میں خاقان کے خدمت گاروں میں سے ایک غلام ہوں مسلمانوں نے کہا تو پھر تو نے ہمیں دھوکہ کیوں دیا۔ وحف اور اُس کے ساتھی ترکوں سے لڑپڑے اور سوائے اُن سات شخصوں کے جنھوں نے ایک دیوار کی پناہ لی تھی باقی سب کے سب شہید ہوگئے۔

جب رات ہوئی کفار نے ایک درخت کاٹ کر دیوار کے شگاف پر

رکھدیا۔ قریش بن عبداللہ العبدی نے آکر اُس درخت کو ہٹادیا اور تین آدمیوں کے ہمراہ اُس مقام سے نکلا یہ سب ایک دُخمہ میں آکر چھپ رہے، دوسروں نے بزدلی کی اور وہاں سے نہ نکلے، چنانچہ صبح کے وقت سب کے سب مارے گئے، سورہ بھی مارا گیا۔

جب سورہ مارا گیا تو جنید اُس گھاٹی سے سمرقند پہنچنے کے ارادہ سے تیزی سے روانہ ہوا۔ خالد بن عبداللہ بن حبیب نے اُس سے کہا کہ ہاں چلئے چلئے، مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ٹھہر جائیے۔ مگر جب دیکھا کہ جنید برابر بڑھتا جارہا ہے، مجشر گھوڑے سے اُتر پڑا اور اُس نے جنید کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہا بخدا اب تم نہ جاؤ، تمکو طوعاً و کرہاً اترنا پڑے گا، ہم تمھیں یوں ہی نہیں چھوڑیں گے کہ تم ہمیں اِس ہجری کے کہنے سے ہلاک کرڈالو، اُترو نا چار جنید اُتر پڑا۔ اُسکے اُترتے ہی تمام فوج اُتر پڑی ابھی ساری فوج اُتر نہ چکی تھی کہ ترک سامنے آگئے مجشر نے کہا کہ اگر اثنائے سفر میں ترک ہمیں مل جاتے تو کیا ہم سب کو تباہ نہ کرڈالتے صبح کے وقت فریقین میں جنگ شروع ہوئی کچھ فوج اپنی جگہ سے پسپا ہوگئی اُس کی بنا پر تمام فوج میں بھاگ دوڑ پڑ گئی جنید نے کہا اے لوگو یہ فعل تمھارا دوزخ میں لیجانے والا ہے یہ سنکر لوگ پھر واپس پلٹے۔ جنید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ منادی کردو کہ جو غلام آج دشمن سے لڑے گا وہ آزاد ہے اِس اعلان کے سنتے ہی تمام غلام اِس قدر بے جگری اور شجاعت و بسالت سے لڑے کہ لوگوں کو دیکھکر تعجب ہوا، ایک غلام نے یہ کیا کہ نمدے کو لیکر قطع کیا اور تعویذ کی طور پر اُسے گلے میں ڈال لیا تھا مسلمانوں کو اُن کے اِس صبر و استقلال کو دیکھکر مسرت ہوئی۔ دشمن نے جوابی حملہ کیا، مگر مسلمانوں نے ثابت قدمی سے اُسے روکا۔ آخر کار دشمن شکست کھاکر بھاگا، اور مسلمان اپنے راستے چلے۔

موسیٰ بن النغر نے لوگوں سے کہا۔ کیا غلاموں کے اس طرز عمل کو دیکھکر آپ لوگ خوش ہوئے، بخدا کسی دن آپ اُن کے ہاتوں اِس سے زیادہ تکلیف

ومصیبت اُٹھائیں گے۔

جنید سمرقند روانہ ہوگیا، دشمن نے بنی عبد القیس کے ایک شخص کو پکڑ کر اُسکی مشکیں باندھیں اور اُسکے گلے میں بلعا العنبری بن مجاہد بن بلعا کا سر لٹکا دیا۔ پھر مسلمان اُس سے مل گئے، بنی تمیم نے اُس سر کو لیکر دفن کردیا۔ جنید سمرقند آگیا، یہاں سے اس نے سورہ کے ساتھیوں کے اہل وعیال کو سوار کر کے مرو بھیجدیا۔ اُس نے سغد میں چار ماہ قیام کیا، خراسان میں جنگی معاملات کا انتظام و انصرام مجشر بن مزاحم السلمی، عبد الرحمٰن بن صُبح الخرقی، اور عبید اللہ بن حبیب الهجری کے متعلق تھا۔ مجشر فوج کے مختلف دستوں کو اُنکے جھنڈوں کے تلے متعین کرتا تھا، اور چھاؤنیاں قائم کرتا۔ اُن امور انتظام و ترتیب فوج میں اُسکی رائے کے مقابلہ میں کسی کی رائے کو وقعت نہ تھی عبد الرحمٰن بن صبح کی یہ حالت تھی کہ جب دوران جنگ میں کوئی اہم معاملہ پیش آجاتا تو ایسے موقعہ پر اُنکی رائے سب سے زیادہ قرین مصلحت ہوتی۔ عبید اللہ بن حبیب کا کام لوگوں کو مسلح اور آراستہ کرنا تھا، اُنکی طرح بعض موالی بھی ایسے تھے جنکی رائے اور مشورہ اُن امور میں ایسا ہی وقیع نظروں سے دیکھا جاتا تھا جیساکہ اُن لوگوں کا دیکھا جاتا تھا، ان میں فضل بن بسام۔ بنی لیث کے آزاد غلام، عبد اللہ بن ابی عبد اللہ بنی سلیم کے آزاد غلام اور بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جب ترک اپنے شہروں کو واپس چلے گئے تو جنید نے سیف بن وصاف العجلی کو سمرقند سے ہشام کے پاس بھیجا۔ مگر اس نے جانے سے بزدلی کی وجہ سے انکار کردیا اور راستہ کے خطرات سے ڈر کر اِس منصب سے استعفا دیدیا۔ جنید نے اُسے قبول کرلیا، اور نہار بن توسعہ، متعلقہ قبیلہ بنی تیم الات اور زمیل بن سویدہ المری کو (بنی غطفان کا قبیلہ مرہ) انکی بجائے روانہ کیا، اور ہشام کو لکھا کہ سورہ نے میرے حکم کی نافرمانی کی، میں نے حکم دیا تھا کہ دریا کے کنارہ کو نہ چھوڑنا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اُسکی جماعت متفرق ہوگئی، ایک گروہ کس آیا، ایک نسف آیا اور ایک نے سمرقند کی راہ لی۔ اور اس طرح انہی بچی کھچی فوج کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔ ہشام نے نہار بن توسعہ کو بلا کر اصل حقیقت پوچھی

تہار نے جو دیکھا تھا بیان کر دیا اور یہ شعر کہے۔

لعمرک یا حاجبتی اذ بعثتنی ولکنما عرضتنی للمتالف
دعوت لها قوماً فهابوا رکوبها وکنت امراً ارکابه للمخاوف
فایقنت ان لم یدفع الله اننی طعام سباع او لطیر عوائف
قرین عراک وهو اسیر هالک علیك وقد زملته بصحائف
فانی وان آثرت میته قرابته لاعظم حظاً فی صباء الخلائف
علی عهد عثمان و فدنا و قبله وکنا اولی مجد تلید وطارف

(ترجمہ (۱) تیری جان کی قسم۔ جب تو نے مجھے بھیجا تو میرے ساتھ کوئی محبت نہیں کی، بلکہ تو نے مجھے ہلاکت کے مقامات کے سامنے کر دیا۔

(۲) تو نے بعض لوگوں کو دعوت دی مگر وہ اس سفر پر جاتے ہوئے ڈر گئے، اور میں ہی ایک ایسا شخص تھا کہ جو خطرات ہی کے مقامات کے لئے سوار ہوتا ہے۔

(۳) میں نے یقین کر لیا تھا کہ اگر اللہ نے میری حفاظت نہ کی تو میں درندوں اور مردار خوار پرندوں کا طعمہ بن جاوں گا۔

(۴) عراک کا قرین تھا اور اُسکی ہلاکت کا نقصان برداشت کرنا تیرے لئے زیادہ آسان تھا۔ اگرچہ تو نے اُسے خطوط حوالے کئے تھے۔

(۵) کیونکہ میں۔ گو تو نے اپنی رشتہ داری کی وجہ سے اُسے ہم پر ترجیح دی خلفاء کی بخشش سے ہمیشہ زیادہ بڑا حصّہ پاتا رہا ہوں۔

(۶) ہم حضرت عثمانؓ کے عہد میں وفد کی حیثیت سے گئے تھے اور اُس سے پہلے بھی یہ عزت ہمیں حاصل ہو چکی ہے اور ہم قدیم اور جدید عزت و نیکنامی کے ہمیشہ سے مالک چلے آئے ہیں۔

عراک بھی اُن کے ساتھ اِس وفد میں تھا اور یہ جنید کا چچازاد بھائی تھا۔

ہشام نے جنید کو لکھا کہ میں نے بیس ہزار فوج تمہارے امداد کے لئے بھیجدی ہے دس ہزار اہل بصرہ عمر بن مسلم کے زیر قیادت میں اور دس ہزار اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم کے زیر قیادت میں تیس ہزار نیزے اور اسقدر ڈھالیں بھی بھجوا دی ہیں، فوج کی جبری بھرتی کا اعلان کر دو کیونکہ تمہارے لئے بغیر اسکے کوئی چارہ نہیں کہ پندرہ ہزار فوج لازمی فوجی

خدمت کے قانون کے ماتحت بھرتی کیجائے۔
یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جنید نے خالد بن عبداللہ کے پاس وفد بھیجا تھا اور خالد نے ہشام کو ایک وفد کے ذریعہ اطلاع دی کہ سورہ اپنے ساتھیوں کو لیکر شکار کے لئے نکلا، ترکوں نے اُس پر حملہ کیا اور سب لوگ مارے گئے۔
جسوقت ہشام کو سورہ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اُس نے اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگا خراسان میں سورہ کی شہادت اور باب میں جراح کی شہادت دونوں سانحۂ عظیم ہوئے ہیں۔
نصر بن سیار نے آج کی جنگ میں نہایت شجاعت وبسالت کا اظہار کیا تھا۔ جب اُس کی تلوار ٹوٹ گئی تو اُس نے اپنی رکاب کے تسمے کاٹ لئے اور اُسی سے لڑنے لگا ایک شخص کو اس نے اُنھیں تسموں سے اسقدر مارا کہ وہ لہولہان ہو گیا۔
سورہ کے ہمراہ اُس آگ میں عبدالکریم بن عبدالرحمن الحنفی بھی گیارہ ہمراہیوں کے ساتھ گرا اور ہلاک ہوا، سورہ کے ساتھیوں میں سے صرف ایک ہزار باقی بچے تھے۔
عبداللہ بن حاتم بن النعمان نے کہا کہ میں نے آسمان وزمین کے درمیان نصب شدہ خیمے دیکھے، میں نے پوچھا یہ کس کے لئے ہیں جواب ملا عبداللہ بن بسطام اور اُن کے ساتھیوں کے لئے، دوسرے دن وہ سب لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے، ایک اور شخص نے بیان کیا کہ اس واقع کے ایک عرصہ کے بعد اس مقام سے گذرا تو میں نے مشک کی خوشبو سے اُس مقام کو مہکا ہوا پایا باوجود اس بات کے کہ نصر نے جنگ میں خوب ہی دادِ مردانگی دی مگر جنید نے اُسکا شکریہ ادا نہیں کیا اُس پر نصر نے چند شعر کہکر اپنی جذبات کا اظہار کیا۔
اس گھاٹی والی جنگ میں جنید نے اپنا قیام گاہ اس خیال سے گھاٹی میں قائم کیا کہ پہاڑوں کی سمت سے کوئی اوس پر حملہ نہ کر سکیگا، ابن الشنجیر کو جنید نے اپنے مقدمہ پر متعین کیا ساقہ فوج بھی بنا یا تھا مگر میمنہ ومیسرہ قایم نہیں کئے تھے جب خاقان نے حملہ کیا تو مقدمہ کو شکست ہوئی اور اُن لوگوں میں سے اکثر مارے گئے، خاقان نے جنید پر میسرہ کی سمت سے اور جیغویہ میمنہ کی سمت سے بڑھا۔ اُن کے مقابلہ میں بہت سے ازدی اور تمیمی کام آئے، ترکوں نے جنید کے بعض

شامیانے اور خیمے بھی لوٹ لئے، شام کے وقت جنید نے اپنے گھر کے ایک آدمی کو حکم دیا کہ تم جاکر فوج کی صفوں میں سنو کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور اُنکا کیا حال ہے، اُس شخص نے تمام فوج میں ایک چکر لگایا اور آکر جنید سے بیان کیا کہ تمام ہشاش بشاش ہیں۔ اشعار خوانی اور تلاوت قرآن کر رہے ہیں۔ جنید اس اطلاع کو سنکر بہت خوش ہوا اور اُس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں غلام قیام گاہ لشکر کی جانب سے بڑھے، ترک اور سغد پہاڑوں کی بلندیوں سے اُتر کر آرہے تھے غلاموں نے اُنکا مقابلہ کیا اور گرزوں سے اُن پر حملہ کیا۔ اور نو ترکوں کو قتل کر ڈالا۔ جنید نے مقتول ترکونکا لباس اور اُن کے اسلحہ غلاموں کو ہی دیدیئے۔

اس سال جنید سمرقند میں مقیم رہا۔ خاقان یہاں سے پلٹ کر بخارا کی طرف چلا، قطن بن قتیبہ بخارا کا والی تھا، لوگوں کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا ترک قطن کو تکلیف پہنچائیں، جنید نے اپنے مشیروں سے مشورہ لیا، بعضوں نے کہا کہ آپ خود سمرقند ہی میں رہیں۔ امیر المومنین کو لکھیے کہ تاکہ وہ امدادی فوجیں بھیجیں، دوسرے لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں سے چلکر ریغبن ہوتے ہوئے کس کے راستہ سے نسف پہنچ جائیے وہاں سے آپ علاقہ زم کے متصل پہنچ جائینگے، پھر دریا کو عبور کر کے آمل پہنچکر پڑاؤ کیجئے۔ اسطرح آپ خاقان کا راستہ منقطع کر دیں گے۔

جنید نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو بلوایا۔ پورا ماجرا سنایا۔ اور کہا کہ لوگوں نے یہ مختلف تجاویز پیش کی ہیں اب تم بتاؤ تمہارا کیا مشورہ ہے، عبداللہ نے اُس سے یہ عہد لیا کہ جو میں مشورہ دونگا چاہے وہ کوچ کا ہو یا قیام کا تم اُسکی مخالفت نہ کرنا۔ جنید نے کہا میں ایسا ہی کروں گا عبداللہ نے کہا کہ سب سے پہلے تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جو تم اپنے اوپر لازم کر لو۔ جنید نے پوچھا وہ کیا، عبداللہ نے کہا کہ جہاں پڑاؤ ڈالو اپنے گرد خندق کھود لینا۔ دوسرے یہ کہ چاہے تم دریا ہی کے کنارے کیوں نہ ہو مگر پانی ہمیشہ اپنے ساتھ بار رکھنا، تیسرے یہ کہ حضر و سفر میں میرے مشورہ پر کاربند رہنا۔ جنید نے یہ تمام باتیں تسلیم کر لیں عبداللہ نے کہا آپ کو یہ مشورہ جو دیا گیا ہے کہ امدادی فوج کے

آنے تک آپ سمرقند ہی میں قیام پذیر رہیں تو اُسکے متعلق عرض ہے کہ امداد بہت دیر میں آپ کو پہنچے گی۔ اور اگر آپ روانہ ہوئے اور شاہ راہ عام کے سوا آپ نے اور کوئی راستہ اختیار کیا اور اُس راستہ سے فوج کو لیکر چلے تو اُن کے بازو کمزور ہو جائینگے اور دشمن کے مقابلہ میں اُن کی ہمتیں پست ہو جائینگی نتیجہ یہ ہوگا کہ خاقان کو آپ پر حملہ کرنیکی جرأت ہوگی، اگرچہ آج اُس نے بخارا سے حوالگی کا مطالبہ کیا مگر باشندوں نے شہر کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر آپ فوج کو کسی اور راستہ سے لیگئے تو یہ آپ کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر فوراً اپنے گھروں کی راہ لینگے، جب اس حالت کی اطلاع اہل بخارا کو ہوگی تو وہ دشمن کے آگے، سر تسلیم خم کر دینگے، البتہ اگر آپ نے شاہراہ اعظم اختیار کی تو دشمن کے دل میں آپ کی ہیبت سما جائیگی، اور یہ تجویز بھی میں جناب کی منظوری کے لیے پیش کرتا ہوں کہ آپ سورہ کے اُن ساتھیوں کے اہل وعیال کے پاس جو اس جنگ میں شریک ہوئے تھے جائیں، اُنھیں اُن کے خاندان والوں پر خبرگیری کے لیے تقسیم کر دیں اور اُنھیں اپنے ساتھ سوار کر کے لیچلیں اس طرح مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالےٰ دشمن پر آپ کو فتح دیگا، اور ہر اُس شخص کو جسے آپ سمرقند میں چھوڑیں ایک ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا عطا فرمائیں۔

جنید نے اسی رائے پر عمل کیا عبداللہ بن الشخیر کو چار سو سواروں اور چار سو پیدل کل آٹھ سو کی جمعیت کے ہمراہ سمرقند میں چھوڑا اور اُن سب کو ہتھیار دیئے اِن لوگوں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ بنی سلیم کے آزاد غلام کو خوب گالیاں دیں کہ اِس شخص نے ہمیں خاقان اور ترکوں کے خطرہ کے معرض میں رکھوایا ہے اِس سے اُسکا مقصد یہ ہے کہ ہم سب ہلاک ہو جائیں۔

عبداللہ بن حبیب نے حرب بن صبح سے پوچھا کہ ساقہ میں آج کتنی فوج متعین کی گئی ہے اُس نے کہا سولہ سو، عبداللہ بن حبیب نے کہا کہ ہم بھی ہلاکت کے خطرہ میں ڈالدیئے گئے ہیں۔

جنید نے حکم دیا کہ تمام اہل وعیال سوار کیے جائیں، اور اب وہ تمام فوج کو لیکر چلا، ولید بن القعقاع العبسی، اور زیاد بن خیران الطائی آگے کی گرداوری کرنیوالی

جماعتوں پر متعین تھے، جنید نے اشہب بن عبید اللہ الحنظلی کو فوج کے طلیعہ کے دس جوانوں کے ساتھ اپنے آگے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب ایک منزل پہنچ جاؤ فوراً خیریت کی خبر دینے کے لئے ایک شخص کو میرے پاس بھیجتے رہنا۔

اب جنید روانہ ہوا۔ جب قصر الریح پہنچا تو عطار الدبوسی نے آکر جنید کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اسے آگے بڑھنے سے روک دیا ہارون الشاشی بنی حازم کے آزاد غلام نے اس زور سے نیزہ کا بانس اُسکے سر پر رسید کیا کہ بانس ٹوٹ گیا، جنید نے ہارون سے کہا دبوسی سے علیحدہ رہو، اور دبوسی سے پوچھا بتاؤ کیا ماجرا ہے، اُس نے کہا ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کی تمام فوج میں سب سے زیادہ ضعیف العمر میں ہوں۔ مجھے آپ پورے ہتھیاروں سے مسلح کیجئے، تلوار دیجئے، ترکش دیجئے، ڈھال اور نیزہ دیجئے، اور پھر ہماری رفتار کے مطابق آپ ہمیں لیکر چلیں کیونکہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ دوڑیں بھی اور دشمن سے بھی لڑیں، ہم تیز نہیں چل سکتے کیونکہ ہم پیدل ہیں۔

جنید نے اسکی درخواست منظور کی۔ اثنائے راہ فوج کو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا یہاں تک کہ ساری فوج خطرات کے مقامات سے نکل آئی۔ اور طواویس کے قریب پہنچ گئی۔ اب ہمارے جاسوسوں نے آکر اطلاع دی کہ خاقان بڑھ رہا ہے۔ رمضان کی پہلی تاریخ کو مقام کرمینیہ میں مسلمان خاقان کے سامنے ہو گئے، جب جنید نے اس مقام سے کوچ کیا، محمد بن الزیدی کچھ سواروں کے ساتھ آخر رات میں آیا، چونکہ یہ کرمینیہ کے جنگل کے ایک گوشہ میں تھا اُس نے دشمن کی کمزوری کو دیکھ لیا تھا آکر جنید سے اطلاع کی۔ جنید کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جس قدر لوگ اپنے اپنے بڑوں میں ہیں سب دشمن کے مقابلہ کے لئے چلیں۔ چنانچہ تمام فوج چلی اور جنگ شروع ہو گئی۔ ایک شخص نے بلند آواز سے تمام فوج کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لوگو! تم خارجی ہو گئے ہو اسی لئے جان پر کھیل کر لڑ رہے ہو۔

عبد اللہ بن ابی عبد اللہ ہنستا ہوا جنید کے پاس آیا۔ جنید نے کہا یہ دن ہنسی کا تو نہیں ہے، اُس نے جواب دیا کہ میں تعجب کی وجہ سے ہنس رہا ہوں، بس تمام

تعریف اُس خدائے برتر کے لئے زیبا ہے جس نے اِن خشک پہاڑوں میں دشمن سے تمہارا مقابلہ کرایا۔ وہ کھلے میدان میں ہیں اور آپ خندقوں کی آڑ میں ہیں اور دن ڈھل چکا ہے، وہ تھکے ماندے ہیں اور آپ کے ساتھ تمام سامان خورد و نوش موجود ہے، تھوڑی دیر ترک مسلمانوں سے لڑے اور پھر واپس چلے گئے۔

ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے جنید سے کوچ کر دینے کے لئے کہا، جنید نے پوچھا کہ اس میں بھی کوئی جنگی مصلحت ہے، عبداللہ نے کہا ہاں آپ یہاں سے تین سو گز کے فاصلہ پر چلے چلئے۔ کیونکہ خاقان یہ چاہتا ہے کہ آپ ایک جگہ ٹھہرے رہیں اسطرح وہ جب چاہے آپکا محاصرہ کرلے۔

جنید نے کوچ کا حکم دیدیا۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ ساقہ فوج پر رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد عبداللہ نے جنید سے کہلا بھیجا کہ اب اُتر پڑیے، جنید نے کہا کہ یہاں پانی تو ہے نہیں کیسے اتروں۔ عبداللہ نے کہا فوراً قیام کردو ورنہ یاد رکھو خراسان تمہارے ہاتھ سے نکل جائیگا۔

جنید اُتر پڑا اور لوگوں کو سیراب ہونیکا حکم دیا۔ پیدل تیر انداز جنگی دو صفیں تھیں سیراب ہونیکے لئے چلے گئے، یہاں رات بسر کی۔ صبح ہوتے ہی یہاں سے بھی کوچ کیا، عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا اے گروہ عرب! تمہارے چار کنارے ہیں کسی ایک حصّہ کو یہ نہ چاہیئے کہ وہ دوسرے کو بُرا کہے یا اسے کم سمجھے کیونکہ ہر حصّہ اپنی جگہ ایسا ضروری ہے کہ بغیر اُسکے چارہ نہیں، مقدمۃ الجیش تو وہی قلب لشکر بھی ہے، میمنہ، میسرہ اور ساقہ، اگر خاقان اپنی ساری طاقت پیدل اور سوار سے کسی ایک حصہ پر حملہ کردے چاہے وہ تمہارا ساقہ ہی ہو تو تم سب کے سب تباہ ہو جاؤ گے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اُسے ایسا کرنا چاہیئے، اور وہ آج ہی غالباً ایسا کرے گا، اس لئے تم ساقہ فوج کو رسالہ سے مضبوط کردو۔

جنید نے بھی تمیم کا رسالہ اور فولادی جھولوں والی سواروں کو عبداللہ کی امداد کے لئے بھیجدیا۔ عبداللہ کا خیال سچ ہوا، ترک آئے اور اُنھوں نے پوری طاقت سے ساقہ پر حملہ کردیا۔ مسلمان طواویس کے قریب پہنچ چکے تھے جنگ نے نہایت شدید صورت اختیار کرلی۔ دونوں حریفوں نے خوب ہی

داد مردانگی دی سلم بن احوز نے ترکوں کے ایک بڑے سردار پر حملہ کر کے اُسے قتل کر ڈالا۔

اس واقعہ سے ترکوں نے شگون بدلیا، وہ طواویس سے واپس پلٹ گئے۔ مسلمان چلتے چلتے عید مہرجان کے دن بخارا پہنچ گئے، جنید نے ہر شخص کو دس دس بخاری درہم دیئے۔

عبدالمؤمن بن خالد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو اُن کی وفات کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا، عبداللہ نے کہا۔ بتاؤ گھاٹی کی جنگ میں میں نے جو مشورہ دیا تھا اُسکے متعلق لوگوں کا کیا خیال ہے۔

جنید خالد بن عبداللہ کو یاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ ایک آدمی ناپاک چیتھڑا ہے، ایک ذلیل بے یار و مددگار ہے اور ایسے ہی شخص کا بیٹا ہے۔ اور ایک جمع ہے۔

بصرہ کی فوج عمرو بن مسلم الباہلی کے زیر قیادت۔ اور اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم العامری کے ماتحت خراسان آئے، جنید اسوقت صغانیان میں تھا۔ جنید نے حواشرہ بن یزید العنبری کو تاجروں اور دوسرے لوگوں کے ہمراہی میں اُن کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اہل سمرقند کے اہل و عیال کو بھی سواریوں پر لے آیا جائے، اور صرف سپاہی وہاں چھوڑ دیئے جائیں۔ ان احکام کی تعمیل کر دی گئی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جنید اور خاقان کی یہ جنگ جسے یوم الشعب کہتے ہیں ۱۱۳ھ میں وقوع پذیر ہوئی۔

اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ اکثر ارباب سیر کا یہی بیان ہے مگر ایک بیان یہ بھی ہے کہ اس سال سلیمان بن ہشام امیر حج تھا۔

اسی سنہ میں مختلف مقامات پر وہی عہدیدار متعین تھے جو ۱۱۱ ہجری میں تھے اور جنکا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

۱۱۳ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں عبدالوہاب بن بخت جو بطال عبداللہ کے ساتھ تھا رومیوں کے علاقہ

میں مارا گیا، عبدالوہاب بطّال کے ہمراہ ۱۱۳؁ ہجری میں جہاد کرنے گیا تھا، فوج بطّال کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ عبدالوہاب اپنے گھوڑے کو آگے بڑھاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ بزدل گھوڑا کوئی نہیں دیکھا، اگر میں تجھے مار نہ ڈالوں تو اللہ مجھے ہلاک کر دے، اس نے اپنے سر سے اپنا خود اتار پھینکا۔ اور جو لوگ بھاگ رہے تھے اُنھیں مخاطب کر کے چلایا میں عبدالوہاب بن بخت ہوں۔ تم لوگ جنت سے بھاگتے ہو، اور خود دشمن کی صفوں میں گھس پڑا ایک شخص کے پاس سے گذرا جو پیاس سے بے تاب تھا اور پانی مانگ رہا تھا، عبدالوہاب نے کہا آگے بڑھ پانی تیرے آگے ہے، یہ کہکر دشمن سے گڈ مڈ ہو گیا اور وہ اور اُسکا گھوڑا دونوں کام آئے؛

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے خاقان کے علاقہ میں مختلف فوجیں روانہ کیں جنھوں نے بہت سے شہر اور قلعے فتح کئے۔ قیدی اور لونڈی غلام پکڑے، ترکوں کی ایک بڑی جماعت نے اپنے تئیں آگ میں ڈالکر خود کشی کر لی کوہستان بلنجر کے پیچھے جو قومیں آباد تھیں وہ اُنکی مطیع ہو گئیں، اور خاقان کا بیٹا بھی مارا گیا معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا، اور مرعش کی سمت سے بڑھ کر رومیوں کے مقابلہ پر اپنے سوار جنگ کے لئے مستعد رکھے اور پھر واپس پلٹ آیا۔

اس سنہ میں بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت خراسان پہنچی۔ جنید نے اُن میں سے ایک شخص کو پکڑا اور قتل کر دیا۔ اور اعلان کر دیا کہ جو شخص اُن پر قابو پائے اُسکے لئے اُن کا خون بہانا مباح ہے؛

اکثر ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ہشام المخزومی امیر حج تھا۔ اسی سال بھی وہی لوگ مختلف مقامات کے والی تھے جو سنین ماسبق میں تھے۔

۱۱۴؁ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کی مہم لیکر بائیں جانب سے اور

سلیمان بن ہشام داہنی جانب سے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کرنے گئے۔ معاویہ بن ہشام نے ربض اقرن کو مسخر کیا، عبداللہ البطال سے قسطنطین کا مقابلہ ہوا جسکے پاس کافی فوج تھی۔ مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دی اور قسطنطین کو قید کر لیا۔ اور سلیمان بن ہشام قیساریہ پہنچا۔

اس سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے ابراہیم بن ہشام کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا۔ واقدی کہتے ہیں کہ خالد بن عبدالملک ماہ ربیع الاوّل کے نصف میں مدینہ آیا۔ اور ابراہیم بن ہشام آٹھ سال مدینہ کا والی رہا واقدی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں محمد بن ہشام المخزومی کو مکہ کا والی بنایا گیا، مگر دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہشام ۱۱۳ھ ہجری میں مکہ کا والی مقرر ہوا۔ ابراہیم کی معزولی کے بعد محمد بن ہشام بدستور اپنے عہدہ پر برقرار رہا۔

اس سنہ میں واسط میں مرض طاعون شائع ہوا۔

مسلمہ بن عبدالملک خاقان کو شکست دینے کے بعد باب سے واپس آیا۔ مسلمہ نے شہر باب کی تعمیر کی اور اُسے مستحکم کیا۔

ہشام نے مروان بن محمد کو ارمینا اور آذربیجان کا والی مقرر کیا۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ اس سال کس کی امارت میں حج ہوا۔ ابومعشر کے بیان کے مطابق ۱۱۴ھ ہجری میں خالد بن عبدالملک والی مدینہ امیر حج تھا، دوسرے ارباب سیر کا اس سے اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن ہشام امیر مکہ اس سال امیر حج تھا اور خالد اس سال حج میں شریک ہی نہیں ہوا۔ اس آخری بیان کو واقدی سے عبداللہ بن جعفر نے اور اُن سے صالح بن کیسان نے بیان کیا ہے، مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابومعشر نے مجھ سے یہ بیان کیا ۱۱۴ھ ہجری میں خالد بن عبدالملک امیر حج تھا، اور محمد بن ہشام مکہ کا امیر تھا، اور یہی بیان واقدی کے نزدیک زیادہ معتبر ہے، اس سنہ میں مختلف مقامات کے وہی لوگ والی تھے جو سنین ماسبق میں تھے البتہ مدینہ کا عامل اس سنہ میں خالد بن عبدالملک مکہ اور طائف کا محمد بن ہشام اور آرمینا اور آذربیجان کا مروان بن محمد تھا۔

سنہ ۱۱۵ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اِس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کیا، نیز اسی سال شام میں مرض طاعون شائع ہوا۔

محمد بن ہشام امیر مکہ و طایف اس سال امیر حج تھا۔ اس سنہ میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۱۴ہ ہجری میں تھے البتہ خراسان کے والی کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ مدائنی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں جنید بن عبدالرحمٰن خراسان کا والی تھا۔ ایک صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ عمارہ بن حُریم المُری خراسان کا عامل تھا، جو صاحب اِس روایت کے حامل ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنید اِس سنہ میں انتقال کر چکا تھا۔ اور اُس نے عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ مگر مدائنی کہتے ہیں کہ جنید نے ۱۱۶ہ ہجری میں وفات پائی۔

اِس سنہ میں خراسان میں شدید قحط پڑا جس سے لوگوں کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی، جنید نے تمام مفصلات میں یہ حکم جاری کیا۔

(مرو) کانت آمنۃً مطمئنۃً یاتیھا رزقھا رغداً من کل مکان فکفرت بانعم اللہ

(ترجمہ) (مرو) ایک امن و اطمینان والی بستی تھی جس کے لئے ہر جگہ سے آسانی سے خوراک پہنچتی تھی۔ پھر اُس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران کیا۔

اِس لئے سامان خوراک مرو بھیجا جائے۔

اس قحط کے سنہ میں جنید نے ایک شخص کو ایک درہم دیا اُس نے ایک درہم میں ایک روٹی خریدی۔ جنید نے کہا تم قحط کی شکایت کرتے ہو حالانکہ ایک درہم میں ایک روٹی مل جاتی ہے، ہندوستان کا یہ حال ہے کہ وہاں ایک دانہ کئی درہموں میں ملتا ہے، پھر جنید نے مرو کے لئے کلام پاک کی یہ آیت پڑھی۔

وضرب اللہ مثلاً قریۃً کانت آمنۃً مطمئنۃً

سنہ ۱۱۶ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

موسم گرما میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کیا، اِس سنہ میں

عراق و شام میں شدید طاعون پھیلا اور اُسکی سب سے زیادہ شدت واسط میں تھی۔
اس سنہ میں جنید بن عبدالرحمن نے انتقال کیا اور عاصم بن عبداللہ بن یزید الہلالی خراسان کا والی مقرر ہوا۔

جنید کی معزولی کی وجہ

چونکہ جنید نے فاضلہ بنت یزید بن المہلب سے شادی کی تھی اِس وجہ سے ہشام جنید پر برہم ہوا اور اُس نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کردیا۔ جنید کو استسقا ہو گیا تھا ہشام نے عاصم سے کہا کہ اگر تم جنید کو زندہ پاؤ اور اُس میں تھوڑی سی جان بھی ہو تو قتل کر دینا۔ مگر جب عاصم خراسان آیا تو اس سے پہلے ہی جنید داعی اجل کو لبیک کہہ چکا تھا۔

ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک دن جبلہ بن ابی رواد جنید کے پاس عیادت کے لئے گیا، جنید نے جبلہ سے پوچھا کہو لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبلہ نے کہا، آپ کی علالت کا سب کو رنج ہے، جنید نے کہا میں نے یہ سوال تم سے نہیں کیا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں، پھر جنید نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا، جبلہ نے کہا یزید بن شجرۃ الرہاوی خراسان پر آرہا ہے، جنید نے کہا ہاں یہ تو اہل شام کا مشہور سردار ہے' پھر جنید نے پوچھا اور کون ؟، جبلہ نے کہا عصمہ یا عصام۔ (جبلہ نے اِس سے عاصم کی طرف کنایہ کیا) جنید نے کہا کہ اگر عاصم خراسان آرہا ہے تو وہ تو ہمارا بڑا سخت دشمن ہے' مجھے اُس کی آمد سے خوشی نہیں ہے۔
جنید نے اسی مرض سے محرم ۱۱۶ھ ہجری میں انتقال کیا اور عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین مقرر کردیا۔ عاصم بن عبداللہ نے خراسان پہنچتے ہی عمارہ اور جنید کے دوسرے عمال کو قید کردیا اُنپر طرح طرح کی سختیاں کیں، جنید نے مرو میں وفات پائی۔
ابو الجویریۃ عیسٰی بن عصمہ نے جنید کا مرثیہ کہا اور اُسکا پہلا مصرع یہ تھا،

ھلک الجود والجنید جمیعًا

(ترجمہ سخاوت اور جنید ایک ساتھ ہلاک ہو گئے)۔
یہی شاعر خالد بن عبداللہ القسری کے پاس آیا اور اُنکی مدح میں قصیدہ پڑھا

خالد نے کہا کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا ھلاک الجود والجنید جمیعاً میری پاس تمھارے لئے کچھ نہیں ہے، ابوالجویریہ چلا آیا، اور پھر اُس نے عمارہ بن حریم جنید کے چچازاد بھائی کی مدح میں ایک قصیدہ کہا، یہ عمارہ وہی شخص ہے جو ابولہنیذام کا دادا ہے جو شام میں فرقہ داری تحریک کا سرغنہ تھا، عاصم بن عبداللہ نے خراسان آتے ہی عمارہ بن حریم اور جنید کے تمام دوسرے عمال کو قید کر دیا اور اُن پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔

اِس سنہ میں حارث بن سریج نے خلافت سے علم بغاوت بلند کیا اور اُس کے اور عاصم بن عبداللہ کے درمیان جنگ ہوئی،

حارث بن سریح اور عاصم بن عبداللہ کی جنگ

جب عاصم خراسان کا والی مقرر ہو کر آیا تو حارث بن سریج نُخذ سے چلکر فاریاب پہنچا اُس نے اپنے آگے بشر بن جرموز کو روانہ کیا، عاصم نے خطاب بن محرز السلمی، منصور بن عمر بن ابی الخرفاء السلمی، ہلال بن علیم التیمی، اشہب الحنظلی۔ جریر بن ہمیان السدوسی اور مقاتل بن حیان النبطی مصقلہ کے آزاد غلام کو حارث کے پاس بھیجا۔ خطاب اور مقاتل بن حیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جب تک حارث سے وعدہ امان نہ لے لیا جائے ہمیں اُسکے پاس نہ جانا چاہئے، مگر اور لوگوں نے اس تجویز کی مخالفت کی، جب یہ سب لوگ اُسکے پاس فاریاب پہنچے اُس نے سب کو گرفتار کر کے قید کر دیا، اور ایک شخص کو اُنکی نگرانی پر متعین کر دیا۔ اِن سب نے ملکر اپنے محافظ کو باندہ دیا قید خانہ سے نکل آئے، اپنے گھوڑوں پر سوار ہوے، ڈاک کے گھوڑے بھی اپنے ساتھ باندھ لائے، طالقان سے گذرے، سہرب رئیس طالقان نے اُن پر حملہ کرنا چاہا مگر پھر اپنے ارادہ سے باز رہا۔ اور اُنھیں جانے دیا۔ جب یہ مرو پہنچے تو عاصم نے اُنھیں حکم دیا کہ لوگوں کے، سامنے حارث کی حالت بیان کریں، اُنھوں نے تقریر کی، حارث کی بدطینتی، اور غدر کو لوگوں کے سامنے بیان کیا، حارث بلخ آیا۔ نصر بلخ کا عامل تھا، اہل بلخ نے اُسکا مقابلہ کیا، اُنھیں شکست ہوئی اور نصر مرو چلا آیا،

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ جب حارث نے بلخ کی سمت پیش قدمی کی اسوقت تجیبی بن ضبیعہ المری اور نصر بن سیار دونوں بلخ کے والی تھے، جنید نے

اُنھیں بلخ کا والی مقرر کیا تھا۔

جب حارث عطا کے پل کے پاس جو دریائے بلخ پر شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھا پہنچا تو نصر بن سیار دس ہزار فوج کے ساتھ اُس کے مقابلہ کو بڑھا۔ حارث کے پاس چار ہزار فوج تھی، حارث نے اہل بلخ کو کتاب اللہ، اور سنت رسول اللہ اور اس بات کی طرف کہ اپنی خوشی سے جسکو چاہیں اس کے ہاتھ پر بیعت کریں دعوت دی، اسپر قطن بن عبد الرحمٰن بن جزعی الباہلی نے حارث کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تمھاری داہنی جانب جبرئیل اور بائیں جانب میکائیل بھی ہوں تو بھی ہم تمھاری دعوت پر لبیک نہیں کہینگے، اسکے بعد ہی جنگ شروع ہوئی۔ قطن کی آنکھ میں ایک تیر آکر پیوست ہوا اور اس معرکہ میں سب سے پہلے ہی کام آیا اہل بلخ شکست کھاکر شہر کے طرف بھاگے حارث نے اُن کا تعاقب کیا اور خود بھی شہر میں گھس آیا۔ نصر ایک دوسرے دروازہ سے بلخ سے جان بچاکر چلتا بنا۔ حارث نے حکم دیدیا کہ شکست خوردہ فوج سے کوئی تعارض نہ کیا جائے۔

حارث کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بلخ کے ایک راستہ میں گزر رہا تھا مجھے عورتوں کے رونے کی آواز آئی۔ ان میں سے ایک عورت کہہ رہی تھی۔ کہ اے میرے باپ، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تمھارا قاتل کون ہے؟ ایک اعرابی بھی میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اُس نے پوچھا کہ یہ کون رو رہا ہے کہا گیا کہ یہ قطن بن عبد الرحمٰن بن جزی کی بیٹی ہے، اُس اعرابی نے کہا تیرے باپ کی قسم میں تیری اس مصیبت کا باعث ہوں، میں نے اُس سے پوچھا کیا تو نے اُسے قتل کیا ہے، اُس نے کہا بے شک،

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب نصر بلخ آیا اُس وقت تجیبی بلخ کا عامل تھا، نصر نے اُسے قید کر دیا، اور وہ اُس وقت تک بلخ ہی میں قید رہا جب تک کہ حارث نے نصر کو شکست دیکر بلخ سے نہ نکالدیا۔ جنید کے زمانۂ حکومت میں تجیبی نے حارث کے چالیس کوڑے مارے تھے، حارث نے اُسے زم کے قلعۂ باذکر میں منتقل کردیا، بنی حنیفہ کے ایک شخص نے حارث کے سامنے دعوی کیا کہ جب تجیبی ہرات پر تھا تو اس نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا تھا، حارث نے اُسے اس شخص کے حوالے کردیا

تجیبی نے اُس سے کہا کہ میں ایک لاکھ درہم فدیہ دینے کے لئے تیار ہوں، مگر اُس نے نہ مانا اور اُسے قتل کر ڈالا۔

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ تجیبی حارث کے بلخ آنے سے پہلے ہی نصر کے زمانۂ ولایت میں قتل کیا جا چکا تھا، حارث نے بلخ پر قبضہ کرتے ہی عبداللہ بن حازم کی اولاد میں سے ایک شخص کو، بلخ کا امیر مقرر کر دیا اور خود وہاں سے روانہ ہو کر جب جوزجان پہنچا تو والبصة بن زرارة العبدی، وحاجبة العجلی، بدیٔ وحش العجلی، بشر بن جرموز، اور ابو فاطمہ کو بلایا اور پوچھا آپ لوگوں کی اب کیا رائے ہے۔

ابو فاطمہ نے کہا مرو خراسان کا مرکز ہے، اُن کے بہادروں کی کثرت ہے، اگر ہمارے دشمن صرف اپنے غلاموں کی مدد ہی سے تم سے لڑے تو بھی وہ تمہارا کس بل نکال دیں گے، بہتر یہ ہے کہ یہیں ٹھہرو، اگر وہ خود تم پر چڑھ آئیں مقابلہ کرنا۔ اور اگر وہ وہیں ٹھہرے رہیں تو تم اُن کے سامان رسد کی بہم رسانی مسدود کر دینا۔

حارث نے کہا مجھے تمہاری رائے سے بالکل اختلاف ہے میں خود اُنپر بڑھ کر جانا چاہتا ہوں۔

غرض کہ اب حارث نے بلخ، جوزجان، فاریاب، طالقان اور مروالروز پر، قبضہ کرنے کے بعد خود مرو پر پیشقدمی شروع کی مرو کے اہل الرائے سے اُس نے کہا کہ اگر عاصم ہمیں چھوڑ کر ابرشہر (نیشاپور) چلا گیا تو ہماری جماعت منتشر ہو جائیگی اور اگر اُس نے ہمارا رُخ کیا تو ہم اُسے ذلیل شکست دینگے۔

ادہر عاصم کو یہ معلوم ہو گیا کہ مرو والے حارث سے ساز باز رکھتے ہیں اُس نے مرو چھوڑ دینے کا تہیہ کر لیا، اور باشندوں کو مخاطب کر کے کہا اے خراسانیو! تم نے حارث بن سریج کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے، جس شہر کا اُس نے رخ کیا تم نے اُسے حارث کے لئے بغیر لڑے بھڑے خالی کر دیا۔ میں اب اپنی قوم کے علاقہ ابرشہر جاتا ہوں، اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھوں گا کہ وہ میری امداد کے لئے دس ہزار شامی فوج بھیجدیں۔

مجشر بن مزاحم نے کہا کہ اگر یہ لوگ، غلاموں کی آزادی، اور اپنی بیبیوں کو طلاق کی شرط پر تمہاری بیعت کر لیں تو یہیں ٹھہرو۔ اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار

کریں تو پھر ابر شہر چلے جانا اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھنا کہ وہ تمھاری امداد کے لئے اہل شام کو بھیجدیں ؟

خالد بن ہریم (از قبیلۂ بنی تعلبہ بن یربوغ) اور ابو محارب ھلال بن علیم نے کہا ہم آپ کو ہرگز نہ جانے دیں گے، چونکہ ہم آپ کے ہمراہ ہیں اس لئے اس کارروائی کی ساری ذمہ داری امیر المومنین کے خیال میں ہم پر عائد ہوگی، اگر آپ روپیہ خرچ کر دیں تو تادم مرگ ہم آپ کا ساتھ دیں گے، عاصم نے کہا میں ایسا کرنے کے لئے آمادہ ہوں ؛

یزید بن قران الریاحی نے کہا کہ جب تک آپ لڑیں گے اگر میں بھی آپکے ہمراہ نہ لڑوں تو امرو بن قرۃ الریاحی کی بیٹی پر تین طلاق ہوں ؛ (یہ اُس کی بیوی تھی) عاصم نے کہا کہ میں اسی شرط پر آپ سے گفتگو کرتا ہوں سب نے کہا ہم تیار ہیں۔ سلمہ بن ابی عبداللہ عاصم کے محافظ دستہ کا سرداران سب سے طلاق ہی کی شرط پر قسم کھلاتا تھا ؛

حارث بن سریج ایک جماعت عظیم کے ساتھ جسکی تعداد ساٹھ ہزار بیانکی جاتی ہے مرو کی طرف بڑھا۔ اسکے ہمراہ ازد اور تمیم کے شہسوار بھی تھے ضمین محمد بن المثنی، حماد بن عامر بن مالک الحمانی۔ داؤد الاعسر بشر بن انیف الریاحی، عطار الدبوسی۔ اور مقامی روساء میں سے جوزجان اور ترسل، فاریاب کا زمیندار سہرب طالقان کا بادشاہ قریاقس مرو کا زمیندار اور اُن جیسے اور بھی بہت سے زمینداروں کے ساتھ اس فوج میں شریک تھے ؛

عاصم اہل مرو اور دوسرے لوگوں کو لیکر مقابلہ کے لئے بڑھا گرجے کے پاس مقام جیاسر میں اُس نے اپنا فوجی پڑاؤ ڈالا، ہر سپاہی کو ایک ایک دینار دیا۔ اس پر فوج اُس سے علٰحدہ ہوگئی، اب عاصم نے ہر شخص کو بلا۔ تخصیص تین تین دینار دئے۔ جب تمام مختلف جماعتیں ایک دوسرے کے قریب آگئیں اُس نے پلوں کے توڑنے کا حکم دیا اور وہ توڑ دیئے گئے۔

حارث کے ہمراہیوں نے اپنے حریف سے کہا تم ہمیں جنگل بے آب وگیاہ میں محصور کرنا چاہتے ہو، ہمیں اجازت دو تاکہ ہم تمھارے پاس آئیں اور جس

غرض سے ہم لڑنے کے لئے آئے ہیں اس کے متعلق تم سے بحث و مباحثہ کریں،
مگر اہل مرو نے انکی درخواست رد کردی حارث کے پیدل پلٹوں کو درست کرنے
لگے مگر اہل مرو کی پیدل فوج نے اُن پر حملہ کردیا اور انھیں مار کر ہٹا دیا۔ محمد بن
المثنیٰ الفراہیدی اپنے جھنڈے کے ساتھ دو ہزار فوج کو لیکر عاصم سے آملا۔
عاصم نے اُسے خوش آمدید کہی اور یہ سردار بنی ازدمیں آکر شریک ہوگیا۔ اسیطرح
حماد بن عامر بن مالک الحمانی بھی عاصم سے آملا اور بنی تمیم میں آکر شامل ہوگیا،
حارث نے چند قاصدوں کو عاصم کے پاس بھیجا منجملہ محمد بن مسلم العنبری بھی تھا اس
غرض سے بھیجا تاکہ یہ قاصد عاصم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا
ہونے کی دعوت دیں، حارث بن سریج اُس روز سیاہ لباس پہنے ہوئے تھا،
جب محمد بن المثنیٰ عاصم سے آملا تو اب حارث کی فوج نے اہل مرو پر حملہ شروع
کیا، اور طرفین نے جنگ شروع کردی، سب سے پہلے غیاث بن کلثوم جو خاندان
جارود سے تھا اس معرکہ میں کام آیا۔ حارث کی فوج شکست کھا کر بھاگی، حارث
کی فوج کے بہت سے لوگ مرو کی ندیوں اور بڑی دریا میں غرق ہوئے، مقامی
روسا اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے، اس معرکہ میں خالد بن علیا بن حبیب
بن الجارود کا چہرہ زخمی ہوگیا،

عاصم بن عبداللہ نے مومن بن خالد الحنفی، علیا بن احمر الیشکری، یحییٰ بن عقیل الخزاعی
اور مقاتل بن حیان النبطی کو حارث کے پاس بھیجا تاکہ دریافت کریں کہ وہ کیا ارادہ رکھتا
ہے، حارث نے صرف محمد بن مسلم العنبری کو اُن لوگوں سے گفتگو کرنے کے لئے
بھیجا۔ محمد نے ان صاحبوں سے کہا کہ حارث اور تمہارے دوسرے بھائی،
تمھیں سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اور ہمارے جانور پیاس کی شدت سے
بیتاب ہیں، اجازت دیجئے کہ آج رات ہم ٹھہرے رہیں، اور اس دوران میں
ہمارے آپ کے درمیان گفتگوئے صلح جاری رہے، اگر معاملہ اس طرح طے
پاجائے تو فبہا ورنہ پھر تمھیں اختیار عمل حاصل ہوگا، عاصم کے قاصدوں نے اس
تجویز کو مسترد کردیا اور بہت سخت و ترش جواب دیا۔ مقاتل بن حیان نے کہا اے
خراسانیو! ہم اور تم ایک گھر کی طرح تھے، ہمارا علاقہ اور سرحد ایک تھی ہماری

طاقت دشمن کے مقابلہ میں مجتمع تھی، تمھارے سردار نے جو کارروائی کی ہے ہم اسے سخت بُری نظر سے دیکھتے ہیں، ہمارے امیر نے اپنے لشکر کے فقہا اور قاریوں کو اُس کے پاس بھیجا اسکے جواب میں اُس نے صرف ایک شخص کو ہم سے مکالمہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

محمد نے کہا میں مبلغ کی حیثیت سے آپ صاحبوں کے پاس آیا ہوں تاکہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے دعوت دوں، اور جو آپ چاہتے ہیں وہ بھی انشاءاللہ کل ہو جائے گا۔

محمد بن مسلم حارث کے پاس واپس چلا گیا، نصف رات گئی حارث اپنی فوج کے ساتھ بڑھا۔ عاصم کو بھی اُسکی خبر ہوگئی صبح کے وقت عاصم بھی اُسکے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ حارث کے میمنہ پر رابض بن عبداللہ بن زرارہ التغلبی سردار تھا نہایت خونریز معرکہ ہوا۔ طرفین کی فوجوں نے خوب ہی داد مردانگی دی۔ یحییٰ ابن حصین بکر بن وائل کے مشہور شہسوار نے حارث کی فوج پر حملہ کیا، (بکر بن وائل کی قیادت زیاد بن الحارث بن شریح کر رہا تھا) اور بہت بُری طرح اُسکی فوج کا قلع قمع کر دیا۔ حارث نے دریائے مرو کو عبور کر کے راہبوں کی خانقاہوں کے پاس اپنا خیمہ نصب کیا۔ عاصم نے اُسکا تعاقب نہیں کیا سو آدمی اس معرکہ میں مارے گئے۔ سعید بن سعد بن جزا الازدی بھی مارا گیا اور خازم بن موسیٰ بن عبداللہ بن خازم جو حارث کے ہمراہ تھا دریا میں غرق ہو گیا، اب حارث کے پاس تقریباً تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

جب حارث شکست کھا کر بھاگا اور عاصم نے اُسکا تعاقب نہیں کیا تو قاسم بن مسلم کہنے لگا کہ اگر عاصم اُسکا سختی سے پیچھا کرتا تو اُسے بالکل تباہ کر دیتا۔ حارث نے کہلا بھیجا کہ اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو میں نے تمھارے اور تمھاری فوج کے لئے جس بات کی ضمانت کی تھی اُسے پورا کر دوں گا۔ عاصم نے ایسا ہی کیا۔

جس رات حارث کو شکست ہوئی ہے خالد بن عبداللہ بن حبیب اسکے پاس آیا اُس وقت حارث کے تمام ساتھی اُسکا ساتھ چھوڑنے کے لئے آمادہ

ہو چکے اور یہ کہہ چکے تھے کہ تمہاری حمایت میں ایک علم بھی بلند نہ ہوگا، مگر خالد نے اگر انھیں سمجھا بجھا دیا۔

عطاء الدبوسی ایک بہادر شخص تھا۔ اُس نے جنگ رزق میں اپنے غلام سے کہا کہ میرے لئے سواری کے گھوڑے پر زین کس لاؤ، تاکہ میں اِس گدھے کو میدان جنگ میں کھلاتا کداتا پھروں یہ سوار ہوکر کے میدان مصاف میں آیا۔ مبارزت طلب کی ایک طالقان کا رہنے والا اُسکے مقابلہ کے لئے نکل آیا۔ اور اپنی زبان میں اُس سے کہا، اے کیر خر،،

اِس سنہ میں ولید بن یزید بن عبدالملک ولی عہد خلافت کی امارت میں حج ہوا۔ اِس سال وہی لوگ عمال خلافت تھے جو گزشتہ سال تھے البتہ خراسان کا صوبہ دار اس سال عاصم بن عبداللہ الہلالی تھا۔

سنہ ۱۱۷ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ۔

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لیکر بائیں جانب سے اور سلیمان بن ہشام بن عبدالملک داہنے سمت سے علاقۂ جزیرہ کی طرف سے بڑھکر رومیوں کے علاقہ میں جہاد کرنے گئے، سلیمان بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں اپنے فوجی دستے مختلف مقامات پر بھیجے۔

اس سنہ میں مروان بن محمد والی آرمینیا نے دو مہمیں روانہ کیں، ایک نے لان کے تین قلعے فتح کئے اور دوسری فوج نے نومالشاہ کا محاصرہ کرلیا۔ بعد میں اُس کے باشندوں نے صلح کرکے ہتھیار رکھ دئے۔

ہشام نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کی ولایت سے معزول کردیا۔ خراسان کو بھی خالد بن عبداللہ ہی کے ماتحت کردیا خالد نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

مدائنی کہتے ہیں کہ ہشام نے عاصم کو خراسان کی ولایت سے سنہ ۱۱۶ ہجری میں برطرف کرکے خراسان کو خالد بن عبداللہ کے ماتحت کیا تھا۔

عاصم کی برطرفی کے اسباب و واقعات

عاصم بن عبداللہ نے ہشام بن عبدالملک کو لکھا :
"ایک رہبر اُن لوگوں سے جنکی رہنمائی اُسکے سپرد ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ امیر المومنین نے جو ذمہ داری میرے سپرد کی تھی اُسکا اقتضا یہ ہے کہ میں اُس معاملہ میں دیانت داری اور خلوص سے کام کروں، خراسان کی حالت اُسوقت تک درست نہیں ہوسکتی جب تک کہ یہ والی عراق کے ماتحت نہ کردیا جائے تاکہ فوج و ضروریات مایحتاج کی بہم رسانی، اور حادثات و ناگہانی مصائب کے پیش آنے کی صورت میں اُسکی امداد قریب سے ہوسکے، کیونکہ امیر المومنین خود خراسان سے فاصلۂ بعید پر ہیں اور اس بناء پر خراسان کو امداد پہنچنے میں دیر لگجاتی ہے، جب یہ خط جاچکا تو عاصم اپنے دوستوں یحییٰ بن حضین، مجشر بن مزاحم اور اُنکے احباب سے ملنے آیا اور انہیں اِس خط کی اطلاع دی۔ مجشر نے سنکر اس بات پر بہت افسوس کیا اور کہا کہ ادھر یہ خط گیا اور اُدھر سے اسد تمہاری جگہ آیا۔ چنانچہ ہوا بھی یہی کہ عاصم کے خط کے موصول ہونے کے ایک ماہ بعد ہشام نے اسد کو خراسان بھیجدیا۔

حارث نے جب مرو کی جانب پیش قدمی کی تو اپنے جھنڈوں کو سیاہ کرلیا تھا۔ اور یہ مرجیہ فرقہ کے عقائد کا ماننے والا تھا۔

حارث عاصم سے پھر لڑنے کے لئے واپس آیا۔ مگر جب عاصم کو یہ معلوم ہوا کہ اسد بن عبداللہ آرہا ہے اور اُس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مالک الہمدانی کو روانہ کیا ہے جو دندانقان پہنچ چکا ہے اُسنے حارث سے صلح کرلی اور یہ عہد نامہ اُن دونوں کے درمیان طے پاگیا کہ حارث خراسان کے جس ضلع میں چاہے قیام کرلے اور وہ دونوں ہشام کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونیکی دعوت دیں اگر ہشام اُنکی دعوت پر لبیک کہدے تو فبہا ورنہ پھر وہ دونوں ملکر کارروائی کریں گے۔ بعض سرداران فوج نے تو اس مکتوب پر اپنی مُہریں ثبت کردیں مگر یحییٰ بن حضین نے دستخط کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ یہ تو امیر المومنین سے بغاوت ہے۔

عاصم بن سلیمان بن عبداللہ بن شراحیل الیشکری نے جو ایک اہل الرائے شخص تھا

یحیٰی کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بعد میں اس خط کے مضمون سے انحراف کر جائے اور کہا تھا کہ یہ مصائب ہیں جو خود بخود دور ہو جائینگے، اور ایک مشکل مسئلہ ہے تم بھی اس میں چشم پوشی کرو، اور دستخط کر دو۔

عاصم بن عبداللہ اعلیٰ مروین بنی کندہ کے ایک گاؤں میں فروکش تھا اور حارث بنی العنبر کے ایک گاؤں میں مقیم تھا، اب یہ دونوں حریف رسالہ اور پیدل سپاہ کو لیکر ایک دوسرے کے مقابل آئے، عاصم کے ہمراہ بنی عبس کا ایک شخص پانسو شامیوں کے ساتھ تھا، اور اسی طرح ابراہیم بن عاصم العقیلی اتنی ہی جماعت کے ہمراہ اُسکے ساتھ تھا۔ عاصم کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر کاٹ کر لائیگا اُسے تین سو درہم انعام ملیگا اُسکے کارندوں میں سے ایک شخص ایک سر لیکر آیا۔ اور وہ اُس مقتول کی ناک کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہا تھا، پھر بنی لیث کا ایک اور شخص لیث بن عبداللہ نامی ایک سر لایا۔ اسی طرح ایک اور شخص ایک اور سر لیکر آیا اسپر لوگوں نے عاصم سے کہا کہ لوگ بہت حریص ہو گئے ہیں وہ تمام ملاحوں اور کافروں کے سر کاٹ لائینگے، عاصم نے اب دوسرا اعلان کر دیا کہ ہمارے پاس کوئی شخص کوئی سر نہ لائے اور جو لائے گا اُسے ہم کچھ نہ دینگے۔

حارث کی فوج نے شکست کھائی۔ بہت سے قیدی گرفتار کیے گئے عاصم کی فوج نے عبداللہ بن عمرو المازنی اہلِ مرو الروذ کے سردار کو بھی گرفتار کر لیا کل اسی قیدی تھے جنمیں سے اکثر بنی تمیم تھے۔ عاصم بن عبداللہ نے۔ دندانقان کی ندی کے کنارے ان تمام قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔

یمنی جماعت نے باہمی کشمکش کے زمانہ میں شام سے ابوداؤد نام ایک شخص کو جو ایک ہزار آدمیوں کے مساوی سمجھا جاتا تھا پانسو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ یہ خراسان کے جس گاؤں سے گذرتا لوگوں سے کہتا مجھے یقین کامل ہے کہ میں حارث بن سریج کا سر لیکر تمھارے پاس واپس آؤں گا۔

جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا تو اس نے مبازرت پیش کی، حارث بن سریج مقابلہ کے لئے نکلا، اُس نے حارث کے بائیں مونڈھے پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ حارث گر پڑا مگر اُسکے ساتھیوں نے اُسے آکر بچا لیا اور پھر گھوڑے پر سوار کر دیا

اور یہ اپنی فوج میں مل گیا۔ بعد میں یہ شخص کہا کرتا تھا اے بستیوں والو، حارث بن سریج کی حالت دیکھو!

حارث کے گھوڑے کے سینہ پر ایک تیر لگا، حارث نے اُس تیر کو باہر کھینچ کر نکال لیا، گھوڑے کو خوب دوڑایا برابر مارتا رہا یہاں تک کہ گھوڑا تھک کر چور ہو گیا پسینے پسینے ہو گیا۔ اور اسطرح اُس نے گھوڑے کو زخم کی تکلیف کا احساس نہ ہونے دیا!

ایک شامی نے حارث پر حملہ کیا، اور جب حارث نے دیکھا کہ نیزہ اُسکے پیوست ہونے والا ہے وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور حملہ آور کے پیچھے چلا۔ اُس شامی نے کہا کہ میں حرمتِ اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو میری جان نہ لے" حارث نے کہا تو گھوڑے سے اُتر، چنانچہ وہ شخص اُتر پڑا، اور حارث اُس پر سوار ہو گیا، شامی نے کہا کہ زین بھی لے لو کیونکہ بخدا یہ گھوڑے سے بھی اچھی ہے!

قبیلۂ عبدالقیس کے ایک شخص نے یہ دو شعر کہے:

تولت قریش لذة العیش واتقت بنا کل فج من خراسان اغبرا
فلیت قریشاً اصبحوا ذات لیلة یعومون فی لج من البحر اخضرا

(ترجمہ) قریش نے لذۃ عیش سے دوستی کر رکھی ہے، اور ہماری وجہ سے وہ خراسان کی ہر بھورے رنگ کی گھاٹی کے خطرہ سے محفوظ ہو گئے ہیں پس کاش قریش کوئی رات ایسی گذارتے کہ وہ فوج کے سبز عمیق دریا میں تیرتے ہیں،

چونکہ یحییٰ بن حصین نے عاصم کے اِس خط پر جو اُس نے خلیفہ کو لکھا تھا دستخط نہیں کئے اِس وجہ سے اہل شام کے دلوں میں یحییٰ کی بڑی عزت پیدا ہو گئی، انھوں نے ایک محضر لکھا اور محمد بن مسلم العنبری اور ایک اور شامی کے ہاتھ اسے روانہ کیا، یہ لوگ مقام رے یا بیہق میں اسد بن عبداللہ سے ملے، اسد نے اُنسے کہا آپ لوگ واپس جائیے میں اِس معاملہ کو ٹھیک کر دونگا، محمد بن مسلم نے کہا میرا مکان منہدم کرا دیا گیا ہے اسد نے کہا میں اُسے بنوا دونگا اور جو جو مظالم تم پر ہوئے ہیں اُنکی بابجائی کر دونگا۔

اسد نے خالد کو خط لکھا اور اُس میں اِس بات کا ادعا کیا کہ میں نے

ہی حارث کو شکست دی، اسکے علاوہ اسد نے اِس خط میں یحییٰ کا حال بھی لکھدیا تھا، خالد نے یحییٰ کو دس ہزار دینار مرحمت کئے اور سو حلّے خلعت دیا، عاصم ایک سال سے بھی کم خراسان کا والی رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اُس کی ولایت کی مدت سات ماہ تھی۔

اب اسد خراسان پہنچ گیا، اِس سے پہلے ہی حارث واپس جا چکا تھا، اسد نے عاصم کو قید کردیا۔ اور سرکاری رقم کا محاسبہ کیا، ایک لاکھ درہم اسکے ذمہ واجب الادا نکالے اور کہا کہ تو جہاد ہی پر نہیں گیا اور نہ تو مرو سے باہر نکلا عمارہ بن حریم اور جنید کے دوسرے عامل جنھیں عاصم نے قید کر رکھا تھا اسد سے ملے، اسد نے پوچھا کہو تمہارے ساتھ میں اپنا سا طرزِ عمل اختیار کروں یا تمہاری قوم ایسا، اُن لوگوں نے کہا آپ اپنے اخلاق کریمانہ کے مطابق برتاو کیجئے، اسد نے ان سب کو رہا کردیا۔

جب ہشام بن عبدالملک کو حارث بن سریج کی بغاوت کی اطلاع ہوئی تو اُس نے خالد بن عبداللہ کو لکھا کہ تم اپنے بھائی کو خراسان بھیجو تاکہ وہ اِس فساد کی اصلاح کرے، اور دیکھے کہ اگر اس میں عاصم کا ہاتھ بھی شریک ہے تو ذرا اُس کی خبر لے۔

خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان روانہ کیا، جب اسد خراسان پہنچا تو اُس وقت عاصم کے قبضہ میں صرف مرو اور اطراف ابر شہر تھے، حارث بن سریج مروالروذ میں تھا، اور خالد بن عبداللہ الہجری آمل میں تھا، اب اسد کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں حارث کے مقابلہ کے لئے مروالروذ جاتا ہوں تو خالد بن عبیداللہ آمل کی جانب سے مرو میں داخل ہو جائیگا، اور اگر خالد کا رخ کرتا ہوں تو حارث مروالروذ کی سمت سے مرو میں داخل ہو جائے گا، اب طے یہ پایا کہ عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی کو کوفیوں اور شامیوں کی معیت میں حارث کے مقابلہ کے لئے مروالروذ روانہ کیا جائے اور خود اسد فوج کو لیکر آمل کی طرف بڑھا۔ اسد نے بنی تمیم کے دستہ پر حوثرہ بن یزید العنبری کو سردار مقرر کیا اہل آمل کے رسالہ سے جس کا سردار زیاد القرشی حیان النبطی کا آزاد غلام تھا، اِس

فوج کا غثمان کے کنوئیں کے قریب مقابلہ ہوگیا۔ اسد کی فوج نے اس رسالہ کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اور یہ دستہ پسپا ہوکر شہر کے دروازہ تک جا پہنچا مگر اُس نے پھر جوابی حملہ کیا اسد بن عبداللہ کے ایک غلام جبلہ نام کو جو اُسکا علمبردار بھی تھا قتل کر ڈالا۔ اور وہ لوگ جاکر اپنے تین قصبوں میں قلعہ بند ہوگئے۔

اب اسد نے جاکر اُن لوگوں کا محاصرہ کرلیا۔ حارث کا طرفدار خالد بن عبداللہ النجری اس محصور فوج کا افسر اعلیٰ تھا اسد نے منجنیقیں محصورین کے مقابلہ پر نصب کردیں۔ محصورین نے امان طلب کی، رویدبن طارق القطعی انکا آزاد غلام اُن کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ اُنھوں نے کہا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ رویدنے کہا یہ ہم تمھارے لئے منظور کرتے ہیں، محصورین نے کہا مگر اس شرط پر کہ ہماری خطاؤں کی بنا پر اِن شہروں کے باشندوں سے کسی قسم کی بازپرس نہ کیجائے، روید نے جواب دیا کہ میں اسے بھی تمھارے لئے منظور کئے لیتا ہوں اسد نے اُن لوگوں پر یحیٰی بن نعیم الشیبانی از قبیلۂ بنی ثعلبہ بن شیبان مصقلہ بن ہبیرہ کے بھتیجے کو عامل مقرر کردیا۔

اسد بلخ کے ارادہ سے زم کے راستے روانہ ہوا راستے میں اُسے مسلم بن عبدالرحمٰن کا ایک آزاد غلام ملا جس نے اطلاع دی کہ اہل بلخ نے سلیمان بن عبداللہ بن خازم کے لئے بیعت کرلی، اسد بلخ آیا۔ کشتیاں فراہم کیں اور ترمذ چلا، دیکھا کہ حارث سنان الاعرابی السلمی کا محاصرہ کئے ہوئے ہے جسکے ہمراہ حجاج بن ہارون النمیری اور زرعہ کے بیٹے اور عطیۃ الاعور النضری کے خاندان والے اہل ترمذ کے ہمراہ موجود ہیں اسکے مقابلہ میں سبل حارث کی امداد پر ہے۔

اسد دریا کے اِسی پار اُتر پڑا۔ نہ وہ دریا کو عبور کرسکا اور نہ محصورین کی امداد کرسکا، اہل ترمذ نے شہر سے نکلکر حارث سے نہایت خونریز جنگ کی حارث پہلے تو اُنکے سامنے سے خود پسپا ہوگیا مگر پھر اُن پر پلٹ پڑا اہل ترمذ پسپا ہوئے، یزید بن الہیثم بن المنخل، اور عاصم بن معول النجلی ایک سو پچاس شامیوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اِس معرکہ میں کام آئے،

بشر بن جرموز، ابو فاطمۃ الازادی اور دوسرے قرّا جو حارث کے ہمراہ تھے شہر ترمذ کے دروازہ پر آتے روتے مروانیوں کے جور وستم کی شکایت کرتے اور محصورین سے درخواست کرتے کہ وہ ہتھیار رکھدیں اس شرط پر کہ یہ لوگ ہی اُن کے ہمراہ بنی مروان کے خلاف جنگ کریں گے، مگر محصورین اس دعوت کو رد کر دیتے!

سبل نے جو حارث کے ہمراہ تھا حارث سے کہا کہ ترمذ کی بنا مزامیر اور طبلونکی آواز کے ساتھ کی گئی ہے یہ اسطرح رونے دھونے سے فتح نہیں ہوسکتا، صرف تلوار اسے فتح کر سکتی ہے، اگر لڑنے کی ہمت ہے تو لڑو، یہ کہکر سبل حارث کا ساتھ چھوڑ کر اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا،

اسد جب زم کے علاقہ سے گذر رہا تھا تو اُس نے قاسم الشیبانی سے، جو زم کے ایک قلعہ باذکر نام میں مقیم تھا تعرض کیا، مگر پھر اُسے چھوڑ کر ترمذ کا راستہ لیا، ترمذ پہنچ کر دریا کے اسی کنارے اُتر پڑا، اور دریا کے کنارے پر اپنا تخت رکھا اب لوگ دریا کو عبور کرنے لگے، شہر کی کشتیوں میں سے جو لوگ اسد کے کشتیوں میں آرہے تھے حارث بھی کشتی ہی میں بیٹھکر اُن سے لڑتا تھا۔ آخرالامر دونوں حریفوں کی کشتی میں مڈبھیڑ ہوگئی ایک میں اسد کے ہمراہی جنہیں اصغر بن عینار الحمیری بھی تھا سوار تھے دوسری میں حارث کے طرفدار جنمیں داؤد الاعسر بھی تھا سوار تھے اصغر نے کوئی چیز پھینکی جسکی وجہ سے دشمن کی کشتی کو دھکا لگا اور فخریہ طور پر کہنے لگا کہ میں احمری، نوجوان ہوں اسپر داؤد الاعسر نے کہا جس طرف تو نے اپنے کو منسوب کیا ہے وہ تیرا مرزبوم نہیں ہے، داؤد نے بعد ازاں اپنی کشتی اصغر کی کشتی سے ملادی اور دونوں میں خوب جنگ ہوی۔ اس موقع پر اشکند بھی آپہنچا۔ حارث واپسی کا ارادہ کر چکا تھا، اشکند نے کہا کہ میں آپکی امداد کے لئے آیا ہوں، اشکند بت خانہ کے پیچھے ایک کمیں گاہ میں چھپ رہا!

حارث اپنی فوج کو لیکر روانہ ہوا۔ اہل ترمذ اُسکی طرف بڑھے۔ حارث نے اُن کے سامنے سے پسپائی شروع کر دی، اہل ترمذ نے اُسکا تعاقب کیا۔

اسوقت نصر اسد کے پاس بیٹھا ہوا اس حالت کا معائنہ کر رہا تھا اُس نے ایکدم اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور وہ سمجھ گیا کہ اس طرح حارث نے اہل ترمذ سے بری چال چلی مگر اسد نے یہ سمجھا کہ نصر نے اس رائے کا اظہار حارث کی خیر خواہی میں کیا ہے کیونکہ وہ پسپا ہو چکا تھا۔ اور یہ سوچ کر وہ نصر پر اپنی خفگی کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اتنے میں اشکند نے کمیں گاہ سے اچانک نکلکر اہل ترمذ پر حملہ کر دیا۔ اہل ترمذ نے راہ فرار اختیار کی۔ اس معرکہ میں یزید بن الہیثم بن المنخل الجرموزی الازدی مارا گیا۔ اہل شام کے بہادروں میں سے عاصم بن معول مارا گیا۔

اسد نے بلخ کی طرف کوچ کیا، اور اہل ترمذ حارث کے مقابلہ پر نکلے، انھوں نے حارث کو شکست دی ابو فاطمہ۔ عکرمہ اور بعض دوسرے بہادروں کو قتل کر ڈالا۔

بعدازاں اسد زم کے راستے سے سمرقند کی طرف چلا۔ زم پہنچ کر اُس نے ہثیم الشیبانی کے پاس جو اُس وقت باذکر میں تھا اور حارث کے طرفداروں میں تھا، اپنا قاصد بھیجا۔ جس نے ہثیم سے جاکر یہ پیام پہنچایا۔ تم اپنی قوم کی بری عادتوں کی وجہ سے اسکے مخالف ہو گئے، مگر انکی اس بدکرداری کا اثر عورتوں یا استحلال فروج تک ممتد نہ ہوا اور نہ کوئی ایسی صورت پیش آئی جیسی کہ سمرقند میں پیش آئی کہ مشرکین نے اُسپر اپنا قبضہ جما لیا۔ میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں اور میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد و پیمان کرتا ہوں کہ میری جانب سے تمھارے لئے کسی بُری بات کی ابتدا نہ ہوگی، علاوہ بریں میں تمھارے ساتھ دوستی۔ نرمی و ملائمت برتوں گا اور تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو امان دیتا ہوں اگر تم نے اس دعوت کو رد کر دیا تو میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں اور ان ذمہ داریوں کی بنا پر جو امیر المومنین اور امیر خالد کی مجھ پر ہیں۔ میں تمھیں آگاہ کئے دیتا ہوں کہ اگر ایک تیر تم نے پھینکا تو اُسکے بعد چاہے میں نے تم سے ہزار وعدے امان دینے کے کئے ہوں مگر میں تمھیں ہرگز ہرگز امان نہ دونگا اور نہ اپنے وعدہ کو ایفا کرونگا۔

ہثیم اس وعدۂ امان کو حاصل کر کے اسد کے پاس آگیا۔ اسد نے حسب وعدہ

اُسے امان دی۔ ہثیم اُسکے ہمراہ سمرقند چلا اسد نے اُسکی فوج کو دُھری تنخواہیں دیں اور اپنے ساتھ جو سواری کے جانور لایا تھا اُنپر اُنھیں سوار کرا لیا نیز بخارا سے اپنے ہمراہ سامان خوراک بھی لیکر آیا تھا۔ اسی طرح کردوں کی بہت سی بھیڑ بکریاں بھی اُسکے ساتھ تھیں جنھیں اُس نے اپنی فوج میں تقسیم کر دیا۔

اس انتظام کے بعد اسد ورغسر کی جانب چڑھا۔ یہاں سے سمرقند میں پانی جاتا تھا اسد نے اُس نالہ پر بند باندھ کر اُسکا رخ سمرقند سے پھیر دیا۔ خود اسد اپنے ہاتھ سے پتھر اُٹھا اُٹھا کر بند میں پھینکتا تھا، اسکے بعد وہ سمرقند سے واپس آکر بلخ میں قیام پذیر ہوا۔

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اسد اور حارث کا معرکہ ۱۱۸ھ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

خالد بن عبدالملک اس سال امیر حج تھا۔ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل اس سال مدینہ، مکہ اور طائف کا والی تھا، خالد بن عبداللہ عراق اور مشرق کا گورنر جنرل تھا، مروان بن محمد آرمینا اور آذربیجان کا والی تھا۔

نیز اسی سال فاطمہ بنت علیؓ اور سکینہ بنت حسینؓ بن علیؓ نے انتقال کیا۔

اسد بن عبداللہ نے اس سال بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت کو خراسان میں پکڑا۔ اُن میں سے بعضوں کو قتل کرا دیا بعضوں کے اعضا قطع کرا دیے اور بعضوں کو قید کر دیا۔ گرفتار شدہ لوگوں میں سلیمان بن کثیر، مالک بن الہیثم موسیٰ بن کعب، لاہز بن قریظہ۔ خالد بن ابراہیم اور طلحہ بن زریق بھی تھے، جب یہ لوگ اسد کے سامنے پیش کیے گئے اسد نے کہا اے فاسقو۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔

عفا اللہ عما سلف، ومن عاد فینتقم اللہ منہ واللہ عزیز ذو انتقام

(ترجمہ) گذشتہ کو اللہ نے معاف کر دیا۔ مگر جس نے پھر عود کیا (اپنی خطا پر) اللہ اس سے ضرور بدلہ لیگا۔ اور بے شک خداوند عالم غالب اور انتقام لینے والا ہے،

اسپر سلیمان بن کثیر نے کہا کہیے تو بولوں اور کہیے تو خاموش رہوں، اسد نے کہا ہاں بولو۔ سلیمان نے کہا۔ ہماری حالت شاعر کے اس شعر کی مصداق ہے!

لو بغیر الماء حلقی شرق کنت کالغصان بالماء اعتصاری

(ترجمہ) اگر پانی کے علاوہ کسی اور شے سے میرا حلق اُچھو ہو جائے تو میں اُسے حلق سے اُسی طرح نیچے اُتاروں گا جسطرح کہ پانی سے اُچھو ہو جانے والا کرتا ہے!

آپ ہمارے قصہ سے واقف ہیں، سُنیئے خدا کی قسم چغلخوروں نے آپ سے آکر چغلیاں کھائی ہیں، ہم آپ کے ہم قوم ہیں اس مفری جماعت نے آپ سے ہماری یہ شکایتیں محض اس وجہ سے کی ہیں کہ ہم ہی قتیبہ بن مسلم کے سب سے زبردست دشمن تھے، یہ اسی آڑ میں اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں، اس پر ابن شریک بن الصامت الباہلی نے کہا کہ یہ کئی مرتبہ گرفتار کیا جا چکا ہے۔ مالک بن الہیثم نے کہا۔ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ کو چاہیئے کہ اس شخص کی بات کو کسی اور شخص کی تحریک پر مبنی خیال کریں، پھر ان سب لوگوں نے کہا اے باہلی کیا تم ہم سے قتیبہ کا بدلہ لینا چاہتے ہو اس لئے کہ ہم ہی اسکے سب سے زبردست دشمن تھے اسد نے ان سب کو حبیل بھیجدیا، پھر عبدالرحمن بن نعیم سے بُلا کر اس معاملہ میں مشورہ کیا، عبدالرحمن نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سب کو چھوڑ دیں اسطرح آپ ان کے قبیلوں پر احسان کریں گے، اسد نے پوچھا کہ ان دو تمیمیوں کے ساتھ کیا کیا جائے جو اس جماعت کے ہمراہ ہیں۔ عبدالرحمن نے کہا کہ انھیں بھی رہا کر دیجئے، اسد نے کہا ایسی صورت میں عبداللہ بن یزید سے میرے تعلقات منقطع ہو جائینگے، عبدالرحمن نے پوچھا کہ آپ اُس ربعی شخص کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں، اسد نے کہا بخدا میں اُسے آزادی دینے والا ہوں!

بعد ازاں اسد نے موسیٰ بن کعب کو سامنے بُلایا۔ اور حکم دیا کہ اس کے لگام لگاؤ گدھے کی لگام اُسکے لگائی گئی پھر حکم دیا کہ لگام پکڑ کر اُسے کھینچا جائے۔ چنانچہ اسطرح کھینچا گیا کہ اُسکے دانت ٹوٹ پڑے، پھر حکم دیا کہ اُسکے چہرہ کو مارو اُسکی ناک پچکی کر دی گئی۔ داڑھی نوچ لی گئی اُسکے سامنے کا ایک دانت بھی گر پڑا پھر اسد نے، لاہز بن قریظ کو سامنے بلایا، لاہز نے کہا خدا کی قسم یہ انصاف کے بالکل خلاف ہے کہ آپ ہمیں تو یہ سزا دیں اور یمنی اور ربعی اشخاص کو یوں ہی چھوڑ دیں

اسد نے تین سو کوڑے اُسے لگوائے اور حکم دیا کہ سولی پر چڑھادو مگر حسن بن زید الاسدی نے درخواست کی کہ یہ میرا ہمسایہ ہے اور جو الزام اس پر لگایا گیا ہے اُس سے یہ بری ہے۔ اسد نے کہا تو اور دوسرے لوگ، حسن نے کہا میں اِن سب کو جانتا ہوں وہ سب بے گناہ ہیں۔ اسد نے اُن سب کو رہا کر دیا۔

سنہ ۱۱۸ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں عبدالملک کے دو بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا۔

بکیر بن ماہان نے عمار بن یزید کو بنی عباس کے طرفداروں کا سردار مقرر کر کے خراسان بھیجا۔ عمار مرو میں آکر قیام پذیر ہوا۔ اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور بجائے عمار کے خداش نام رکھا، محمد بن علی کی بیعت کے لئے لوگوں کو دعوت دی۔ لوگ جلد جلد اُسکے پاس پہنچنے لگے۔ اور جس تحریک کی غرض سے وہ بھیجا گیا تھا اُسے قبول کرنے لگے، اُسکی ہر بات کو غور سے سنتے اور اُسکی اطاعت کرتے، مگر پھر اُس نے اپنی اُس تحریک کو جسکی اُس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بدل دیا اور جھٹلا دیا۔ اب اُس نے دین خرمیہ کی تلقین شروع کی اور اُسکی دعوت دینے لگا۔ اور اپنے معتقدین کو اجازت دیدی کہ ایک دوسرے کی عورتیں اُن کے لئے حلال ہیں اور کہا کہ میں یہ سب کچھ محمد بن علی کی جانب سے کر رہا ہوں۔

اسد بن عبداللہ کو اُسکی خبر ہوئی۔ اُس نے اپنے مخبر اُسکی گرفتاری کے لئے لگادئے آخر کار وہ گرفتار کر کے اسد کے سامنے لایا گیا، اس وقت اسد بلخ پر جہاد کی تیاری کر چکا تھا، اسد نے اُس سے واقعہ دریافت کیا خداش نے اسد سے سخت کلامی کی۔ اسد نے اسکے ہاتھ کٹوا دئے، زبان نکلوا دی اور اُسے اندھا کرا دیا۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابتدا میں اسد آمل پہنچا تو یہاں بنی ہاشم کی تحریک کا داعی خداش اُسکے سامنے پیش کیا گیا اسد نے اُسے قرعہ طبیب کے سپرد کر دیا۔ قرعہ نے اُسکی زبان کاٹ ڈالی اندھا کر دیا۔

اور اسد نے کہا خداوند عالم کا شکر ہے کہ اُس نے تجھ سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کا بدلہ لے لیا پھر اُسے یحییٰ بن نعیم الشیبانی حاکم آمل کی حراست میں دیدیا۔ سمرقند سے واپسی کے بعد اسد نے یحییٰ کو اُسکے قتل کا حکم بھیجدیا۔ یحییٰ نے اُسے قتل کر کے آمل میں سولی پر لٹکا دیا۔

مقام ضرور میں اسد کے پاس مہاجر بن دارۃ الضبی کا آزاد غلام آیا اسد نے دریا کے کنارہ اسے قتل کردیا۔ سمرقند سے واپس ہوتے ہوئے اسد بلخ میں بھی ٹھہرا اور جدیع الکرمانی کو اس قلعہ کی طرف روانہ کیا جسمیں حارث اور اُسکے ساتھیوں کا مال واسباب تھا۔ اس قلعہ کا نام بتوشکان تھا۔ یہ طخارستان علیا کے علاقہ میں واقع تھا، بنو برزی التغلبی جو حارث کے سسرالی رشتہ دار تھے اس قلعہ میں رہتے تھے، کرمانی نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اسے فتح کرلیا، جنگجو آبادی کو قتل کرڈالا۔ اور تمام بنی برزہ کے لوگوں کو قتل کرڈالا۔ اور اُسکے تمام باشندوں کو جنمیں عرب موالی اور اُن کے اہل وعیال شامل تھے لونڈی غلام بنا کر بلخ کے بازار میں لاکر ہراج کردیا۔

علی بن یعلے جس نے اس واقعہ کو خود دیکھا تھا بیان کرتا ہے کہ حارث سے انتقام لینے کے لئے اسد نے اُسکے چار سو پچاس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتروادیا۔ اس جماعت کے سردار جریر بن میمون القاضی تھے، اسمیں بشر بن انیف الحنظلی، اور داؤد الاعسر الخوارزمی بھی تھا۔

حارث نے اُن لوگوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر تم میرا ساتھ چھوڑنا چاہتے ہو اور امان مانگنا چاہتے ہو تو ابھی وقت میرے سامنے امان کی درخواست کردو کیونکہ میرا خیال ہے کہ اس وقت اسد تمھاری درخواست کو قبول کرلے گا، اور اگر میرے یہاں سے کوچ کرجانے کے بعد تم نے امان طلب کی تو وہ تمھیں ہرگز امان نہ دیگا، مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ آپ تو یہاں سے چلے ہی جائے اور ہمیں اپنی حالت پر چھوڑ دیجئے۔

اس کے بعد اس جماعت نے بشر بن انیف اور ایک دوسرے شخص کو اسد کے پاس امان طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ اسد نے اُن دونوں کو امان دی اُنکی خاطر مدارات کی۔ اُن دونوں شخصوں نے اپنے ساتھی قلعہ والو

سے بیوفائی کی اور اسد سے کہا کہ قلعہ والوں کے پاس نہ کھانا ہے اور پانی۔
اس پر اسد نے کرمانی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جنہیں سالم بن منصور بجلی دو ہزار فوج پر ازہر بن جرموز النمیری اپنی جمعیت اور بلخ کی فوج پر جسکی مجموعی تعداد دو ہزار تھی سردار تھے اور پانسو شامیوں کے ساتھ جنپر صالح بن القعقاع الازدی سردار تھا روانہ کیا، کرمانی نے سالم بن منصور کو اسکی فوج کے ساتھ دشمن کی سمت روانہ کیا۔ منصور نے دریائے ضرغام کو عبور کرکے رات بسر کی، صبح ہوئی۔ فوج کو اٹھایا دن چڑھے فوج کولیکر روانہ ہوا۔ اس دن اس نے سترہ فرسخ مسافت طے کی، اس طویل سفر سے گھوڑے تھک گئے، کشتیم پہنچا جو جغیہ کے علاقہ میں واقع تھا، ایک ایسے احاطہ کے پاس پہونچا جسمیں زراعت تھی اور اسکے گرد سرکنڈے کی باڑہ تھی۔ فوجیوں نے اپنے گھوڑے چرنے کے لئے اس کھیت میں چھوڑ دئے، اب انکے اور قلعہ کے درمیان صرف چار فرسخ کا فاصلہ باقی تھا۔ اس مقام سے کوچ کرکے یہ فوج جب قلعہ کے قریب والی وادی میں پہنچی تو مخبر نے آکر خبر دی کہ دشمن مقابلہ کے لئے آگیا ہے اور مہاجر بن میمون انکا سردار ہے، جب یہ جماعت کرمانی کے مقابل آئی کرمانی نے اسکا مقابلہ کیا اور نقصان پہنچایا۔ دشمن پسپا ہوگیا اب پھر کرمانی نے پیشقدمی کی اور قلعہ کے پہلو میں آکر خیمے لگائے۔ سب سے پہلے پانسو کی جماعت کے ساتھ اس مسجد میں جسے حارث نے بنایا تھا یہ سردار فروکش ہوا۔ صبح کے وقت رسالہ بھی آپہنچا اور ازہر اور اہل بلخ کی جماعت بھی اس فوج میں آکر شامل ہوگئی۔

جب سب جمع ہوگئے کرمانی نے تقریر کی حمد وثنا کے بعد کہا، اے اہل بلخ تمہاری تشبیہ صرف اس زانیہ عورت سے دیجا سکتی ہے کہ جسکی یہ حالت ہے جو اسکے پاس جاتا ہے اسپر قابو پالیتا ہے، حارث ایک ہزار عجمیوں کے ساتھ تمپر حملہ آور ہوا تم نے اپنا شہر اس کے حوالہ کردیا، اس نے تمہارے اشراف کو قتل کرڈالا۔ اور تمہارے امیر کو نکال باہر کیا، پھر تم اسکے ہمراہ باول ناخواستہ حراست میں مرو کی طرف روانہ ہوئے مگر تم نے وہاں اس سے غداری کی۔ اسکا ساتھ چھوڑ دیا، جب وہ

شکست کھا کر پھر واپس آیا تم نے پھر اپنا شہر اُسکے حوالہ کر دیا۔ قسم ہے اُس ذات کی جسکے دست قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تم میں سے کسی شخص نے کوئی خط لکھکر تیر کے ذریعہ دشمن کے پاس بھیجا ہے تو میں اُسکے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالوں گا اور سولی پر لٹکا دونگا۔ البتہ مرو کے جو لوگ میرے ہمراہ ہیں وہ میرے خاص اعتبار کے لوگ ہیں کہ جنکے غدر کا مجھے اندیشہ نہیں۔

اس تقریر کے بعد کرمانی نے قلعہ پر چڑھنا شروع کیا۔ ایک دن رات بغیر لڑائی کے یہ وہاں پڑا رہا۔ دوسرے دن نقیب نے قلعہ والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم شرائط صلح تمہارے پاس بھیج چکے ہیں۔ قلعہ والے محاصرین سے لڑے مگر چونکہ وہ بھوکے اور پیاسے تھے اس وجہ سے اُنھوں نے درخواست کی کہ ہم اپنے تئیں تمہارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ تم ہماری عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ جیسا چاہو سلوک کرو۔ غرض کہ محصورین نے اسد کے حکم پر سر خم کرنے کے لئے ہتھیار ڈالدئے۔ چند روز اسی طرح گزرے پھر مہلب بن عبدالعزیز العتکی اسد کا خط لیکر پہنچا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ پچاس شخصوں کو جنمیں مہاجرین میمون اور اس جیسے دوسرے سردار ہوں میرے پاس بھیجدو۔ اُن سرداروں کو اسد کے پاس بھیجدیا گیا اسد نے اُنھیں قتل کر ڈالا اور کرمانی کو لکھا کہ جو لوگ تمہارے پاس باقی ہیں اُنھیں تین حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو سولی پر لٹکا دو، ایک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو اور تیسرے کے صرف ہاتھ قطع کر دو۔

کرمانی نے اس حکم کی تعمیل کی۔ قلعہ سے اُن کے اہل و عیال کو نکالا اور اُنھیں ہراج کر دیا۔ جن لوگوں کو اُس نے قتل کیا یا سولی پر لٹکایا تھا اُن کی تعداد چار سو تھی۔

اسد نے ۱۱۸ھ میں بلخ کو اپنا مستقر بنا لیا۔ سرکاری دفاتر یہیں منتقل کر لئے گئے، چھاؤنی بنالی گئی پھر اسد نے طخارستان پر جہاد کیا اور پھر جبغویہ کے علاقہ پر فوجکشی کی، کچھ علاقہ فتح کیا اور لونڈی غلام مال غنیمت میں حاصل کئے

اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبد الملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور اُنکی جگہ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل کو عامل مقرر کیا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جس روز خالد معزول کیا گیا۔ اُسی دن ابو بکر بن عمرو بن حزم کے پاس مدینہ پر اُنکی امارت کا حکم پہنچا۔ ابو بکر منبر پر چڑھے اور چھ دن تک نماز پڑھاتے رہے پھر محمد بن ہشام، مکہ سے مدینہ کا عامل مقرر ہو کر آیا۔

اس سنہ میں علی بن عبد اللہ بن عباس نے انتقال کیا۔ ابو محمد اُنکی کنیت تھی اٹھتر یا اٹھتہر سال کے سن میں مقام حمیمہ واقعہ علاقہ شام میں اُنکی وفات ہوئی۔

کہا جاتا ہے یہ اس رات کو پیدا ہوئے تھے جس شب میں کہ حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، وہ سنہ ہجری کی سترھویں ماہ رمضان تھی۔ اُن کے باپ نے اُنکا نام، علیؓ رکھا اور کہا کہ میں نے اُسکا نام اُس شخص کے نام پر رکھا ہے جو تمام مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا، اور ابو الحسن اُنکی کنیت مقرر کی، جب یہ عبد الملک بن مروان سے ملنے گئے اُس نے اُنکی بڑی تعظیم و تکریم کی اپنے برابر تخت پر جگہ دی، اُنکی کنیت پوچھی۔ اُنھوں نے اپنی کنیت بتائی اس پر عبد الملک نے کہا کہ میرے لشکر گاہ میں ایک ہی شخص کا یہ نام اور کنیت نہیں ہو سکتی۔ پھر پوچھا آپ کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے، اتفاق سے اسی دن محمد بن علی پیدا ہوا تھا اُنھوں نے اُسکی اطلاع دی اسپر عبد الملک نے اُنکی کنیت ابو محمد مقرر کی۔

محمد بن ہشام امیر مکہ، مدینہ اور طائف اسی سال امیر حج تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس سال مدینہ کا عامل خالد بن عبد الملک تھا البتہ مکہ اور طائف محمد بن ہشام کے ماتحت تھے۔ پہلا قول واقدی کا ہے۔

خالد بن عبد اللہ عراق اور تمام مشرقی ممالک کا ناظم اعلیٰ تھا، خراسان پر اُسکا بھائی اسد بن عبد اللہ اُسکی جانب سے عامل تھا۔ بلال بن ابی بردہ بصرہ کے عامل بھی تھے۔ کوتوال بھی تھے اور پیش امام بھی وہی تھے، مروان بن محمد بن مروان ارمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔

۱۱۹ سنہ ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں ولید بن القعقاع العبسی نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا، نیز اس سال اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا زغرزک کے قلعہ کو فتح کیا اور وہاں سے خداش کی جانب بڑھا۔ بہت سے قیدی اور بھیڑ بکریاں مال غنیمت میں اس کے ہاتھ آئیں اور دشمن کی فوج چین کی طرف بھاگ گئی۔

اسی سنہ میں اسد اور خاقان ترکوں کے سب سے بڑے شہنشاہ سے مقابلہ ہوا۔ خاقان اور اسکی فوج کے بہت سے آدمی میدان کارزار میں کام آئے۔ اسد اور مسلمان صحیح و سالم بہت سا مال غنیمت اور قیدی گرفتار کر کے واپس آ گئے۔

اسد اور خاقان کا معرکۂ عظیم

ابن السائجی نے خاقان ابن مزاحم کو (خاقان چونکہ عربوں سے لڑتا رہتا تھا اس لئے اس نے اپنی کنیت ابن مزاحم مقرر کی تھی حالانکہ یہ الکث کی اولاد میں تھا) اطلاع دی کہ اسد ختل کے علاقہ میں، در آیا ہے اسکی فوج تمام علاقہ میں پھیلی ہوئی ہے اور بری حالت میں ہے۔

خاقان نے اس خط کو پڑھتے ہی اپنے سرداروں کو جنگ کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ خاقان کی ایک پہاڑی شکارگاہ اور ایک مرغزار مخصوص تھی جس میں کسی شخص کو جانے یا شکار کھیلنے کی اجازت نہ تھی، البتہ جنگ کے لئے اہم جلنے والی ہوتی تو اس مرغزار اور شکارگاہ میں تین دن تک گھوڑے چراتے اور شکار کھیل لیتے چنانچہ جب ترکوں نے اس جنگ کی تیاری شروع کی تو اپنے جانوروں کو شکم سیر چرالیا۔ اور جو شکار کیا اسکی کھالیں دباغت دیکر تیار کرلیں۔ انھیں کھالوں سے انھوں نے خرجیاں کمانیں اور تیر بنالئے۔ خاقان نے اپنی سواری کے لئے ایک گھوڑا منگوایا جس پر زین کسی تھی لگام پڑی تھی پھر ایک بھیڑ کو ذبح کرا کر اس کے گوشت کو توبروں میں لٹکا لیا۔ تھوڑا سا نمک ایک تھیلی میں رکھکر اسے اپنے

کمر بند میں رکھ لیا۔ تمام ترکوں کو حکم دیا کہ اسی طرح ہر شخص آذوقہ اپنے ساتھ رکھ لے اور کہا کہ جب تک ختل میں عربوں سے مقابلہ ہو یہی تمہاری خوراک ہے۔

غرض کہ اس تیاری کے بعد خاقان نے کوچ کیا اور خشوراغ کے راستہ بڑھا۔

جب ابن السائجی کو معلوم ہوا کہ خاقان آرہا ہے اس نے اسد کو اطلاع دی کہ آپ ختل سے چلے جائیے کیونکہ خاقان سایہ کی طرح تمہارے پیچھے آرہا ہے، اسد نے اسکے پیامبر کو گالیاں دیں اور اس کے بیان کو تسلیم نہیں کیا۔ مگر رئیس ختل نے پھر کہلا کر بھیجا کہ جو اطلاع میں نے آپ کو دی ہے وہ غلط نہیں ہے بلکہ میں نے ہی اسے تمہارے یہاں آنے اور تمہاری فوج کے منتشر ہو جانے کی اطلاع دی تھی۔ اور اسے بتایا تھا کہ تم پر حملہ آور ہونے کا اسکے لئے یہ اچھا موقع ہے، اور میں نے اس سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ تم نے ہمارے علاقہ سے سامان رسد خوب حاصل کیا ہے، اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کیا ہے مگر اسی حالت میں اگر وہ تم پر حملہ آور ہوا تو وہ یقینی تم پر فتح حاصل کر لیگا، اور اس سے میں دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤنگا ایک طرف تو جب تک میں زندہ ہوں عرب میرے دشمن رہینگے، دوسرے اس طرح خاقان زیادہ عرصہ تک میرے علاقہ میں مقیم رہا تو اس کے مطالبات اور فوج کے لئے ضروریات ما یحتاج کی بہم رسانی میرے لئے ایک نہایت دشوار بات ہوگی علاوہ بریں وہ یہ احسان بھی میرے اوپر رکھیگا کہ میں نے تمہارے علاقہ سے عربوں کو نکال باہر کیا۔ اور تمھیں تمہارا ملک واپس دلایا۔

اس پیام سے اسد کو اسکی صداقت کا یقین ہو گیا، اور اس نے حکم دیا کہ تمام مال و متاع ابراہیم بن عاصم العقیلی البحری کی (جو بعد میں سجستان کا والی ہو گیا تھا) نگرانی میں آگے روانہ کر دیا جائے اُنھیں کی نگرانی میں اس نے سن رسیدہ لوگوں کو جن میں کثیر بن امیہ ابو سلیمان بن کثیر الخزاعی فضیل بن حیان المہری اور سنان بن داؤد القطعی تھے آگے روانہ کر دیا۔

سنان الاعرابی السلمی اہل عالیہ پر سردار تھا، تمام مال غنیمت کی نگرانی، عثمان بن شباب الہمدانی (قاضی مرو کے داداں کے سپرد تھی۔ جب یہ سارا مال و متاع

روانہ ہوا تو اسد نے داؤد بن شعیب اور اصبغ بن ذوالة الکلبی کو جنھیں اُس نے کسی سمت پہلے بھیجدیا تھا لکھا کہ خاقان سامنے آگیا ہے تم دونوں مال ومتاع کی حفاظت کے لئے ابراہیم بن عاصم سے جاملو۔

داؤد اور اصبغ کے پاس ایک دبوسی شخص نے آکر یہ خبر مشتہر کردی کہ خاقان نے مسلمانوں کو شکست دیدی اور اسد کو شہید کرڈالا۔ اسپر اصبغ نے کہا اگر اسد اور اُس کے تمام ہمراہی کام آگئے ہیں تو کیا ڈر ہے ہشام زندہ ہیں ہمیں سب کو اُن کے پاس چلے جانا چاہیئے، داؤد بن شعیب نے کہا اہل خراسان کے بعد اب زندگی کا مزا نہیں رہا اصبغ نے کہا اہل خراسان کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہے، جب جراح اور اسکے ساتھی شہید ہوگئے تو اس سے مسلمانوں کو کوئی بہت زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ اسیطرح اگر اسد اور اہل خراسان ہلاک ہوگئے تو خداوند عالم تو اپنے دین کی حمایت سے باز آنے والا نہیں ہے، کیونکہ وہ تو حیّ وقیوم ہے، امیر المومنین زندہ ہیں۔ مسلمانوں کی فوج بہت زیادہ ہے پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے، داؤد نے کہا اچھا چلکر تو دیکھیں کہ اسد کا کیا حال ہے، تاکہ اصلی خبر تو لیتے چلیں۔

غرض کہ یہ دونوں سردار آگے بڑھے۔ انھیں ابراہیم کی فوج نظر پڑی اور آگ کے الاؤ جلتے نظر آئے داؤد نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے الاؤ ہیں جو قریب قریب ہیں کیونکہ ترکوں کے الاؤ علیحدہ علیحدہ روشن کیے جاتے ہیں اصبغ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تنگی میں ہیں۔ جب اور قریب پہنچے تو گدھوں کی رینگ اُنھیں سنائی پڑی داؤد نے کہا کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ترکوں کے پاس گدھے نہیں ہیں۔ اصبغ نے کہا کل انھیں مال غنیمت میں ملے ہوں گے، مگر ایک یا دو دن میں کھانہ سکے ہونگے۔ داؤد نے کہا میں دو سواروں کو بھیجتا ہوں کہ وہ جاکر تکبیر کہیں۔

دو سوار بھیجے گئے، اُنھوں نے فوج کے پڑاؤ کے قریب جاکر تکبیر کہی، اُدھر سے بھی جواب میں تکبیر کا نعرہ بلند کیا گیا، جب یہ جماعت فوج کے قریب پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ وہ پڑاؤ ہے جس میں مال غنیمت، اور ابراہیم کے ہمراہ اہل صغانیان اور اسکار حیس صغان خداہ بھی ہے خبر ہوتے ہی

ابراہیم پیشوائی کے لئے جھپٹا۔

اسد بلخ سے جبل الملح کی سمت بڑھا۔ اُسکا ارادہ یہ تھا کہ دریائے بلخ کو عبور کرے، ابراہیم بن عاصم اس سے پہلے ہی لونڈی غلاموں اور دوسرے مال غنیمت کو لیکر اس دریا کو عبور کر آیا تھا، اسد نہر کے کنارے پہنچ گیا، اس سے پہلے اُسے یہ اطلاع ملی تھی کہ خاقان کو سوبات سے روانہ ہوئے سترہ راتیں گذری ہیں، ابو تمام بن زحر اور عبدالرحمن بن خنفر جو دونوں ازدی سردار تھے اسد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے۔ اس جہاد میں آپ نے خوب ہی داد مردانگی دی اور اسے بہت اچھی طرح سرانجام کو پہنچایا۔ مال غنیمت حاصل کیا اور کچھ نقصان بھی نہیں اُٹھایا بہتر یہ ہے کہ آپ ان حقیر اور کم مایہ چیزوں کو قطع کرا کے اپنے پیچھے چھوڑ دیں۔ اسد نے حکم دیا کہ ان دونوں کو گردن میں ہات دیکر باہر نکالدو، چنانچہ اس حکم کی جنبہ تعمیل کی گئی۔ اس دن اسد یہیں مقیم رہا۔ دوسرے دن پھر روانہ ہوا۔ دریا میں تئیس ۲۳ مقام ایسے تھے جو پایاب تھے اور جہاں سے لوگ دریا کو عبور کرتے تھے، اور ایک جگہ اتنا پانی تھا جو گھوڑے کی زین کے کناروں تک آتا تھا، اسی مقام سے لوگ دریا میں گھس پڑے، اسد نے حکم دیا کہ ہر شخص ایک ایک بھیڑ اپنے ساتھ لے لے۔ خود اسد نے بھی ایک بھیڑ اٹھالی۔ اسپر عثمان بن عبداللہ بن مُطرف بن الشخیر نے اُس سے کہا جس وجہ سے آپ یہ بھیڑیں اپنے ساتھ لے رہے ہیں وہ بات اتنی خطرناک نہیں ہے جتنا کہ یہ موجودہ خطرہ، اُسکے علاوہ آپ نے فوج کو منتشر کر دیا ہے، اُنکے دھیان کو بٹا دیا ہے۔ اور دشمن سایہ کی طرح پیچھے لگا ہوا ہے، آپ ان بھیڑوں کو چھوڑ دیجئے اور اُنپر لعنت بھیجئے!

عثمان نے لوگوں کو اس بات کے لئے تیار ہو جانے کا بھی حکم دیا۔ مگر اسد نے ایک نہ سُنی اور حکم دیدیا کہ کوئی شخص ایک بھیڑ کے لئے بغیر عبور نہیں کر سکتا تا آنکہ سب بھیڑیں ختم ہو جائیں۔ ورنہ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کریگا میں اُسکے ہات کٹوا دونگا، مجبوراً تمام سپاہیوں نے ایک ایک بھیڑ اُٹھانا شروع کی۔ سوار اُسے اپنے سامنے رکھ لیتا تھا اور پیادہ اُسے اپنی

گردن پر اٹھالیتا تھا اب سب فوج دریا میں گھس پڑی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب گھوڑوں کے سُم دریا کی تہ پر لگے تو بعض مقام ایسے بھی آئے جہاں گھوڑے تیرنے لگے۔ اسکی وجہ سے سوار اچھی طرح اپنی نشست قائم نہ رکھ سکے اور دریا میں گر پڑے، یہ حالت دیکھکر اسد نے حکم دیا کہ بھیڑیں دریا میں پھینکدی جائیں

ابھی پوری فوج نے دریا کو عبور نہیں کیا تھا کہ دشمن اچانک سر پر آپہنچا۔ جو لوگ عبور نہ کرسکے تھے اُنھیں دشمن نے قتل کرڈالا۔ اور اب لوگ ایک دم دریا میں کود پڑے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ساقۂ فوج میں بنی ازد اور تمیم متعین تھے، اسی طرح کمزور ناتوان اشخاص بھی پیچھے چھوڑ دئے گئے تھے اسد سوار ہوکر دریا کے کنارے پہنچا۔ اُونٹوں کے متعلق حکم دیا کہ انھیں دریا کے پار لایا جائے تاکہ جب یہ دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں تو اُنھیں پر تمام مال غنیمت بار کیا جائے۔ اسی اثنا میں ختل کی سمت سے ایک غبار اُٹھا معلوم ہوا کہ خاقان آپہنچا خاقان کی فوج کا اگلا حصّہ مسلمانوں کی فوج کے قریب آگیا۔ اس نے بنی تمیم اور ازد پر حملہ کیا۔ یہ جماعت پسپا ہوگئی۔ اسد نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور لشکر کے پڑاؤ پر آگیا۔ اسد نے مال غنیمت کے محافظ سرداروں کو جنھیں اُس نے اپنے آگے روانہ کردیا تھا کہلا بھیجا کہ اتر پڑیں اور دریا کے پیٹے میں جہاں ہیں وہیں اپنے گرد خندق کھود لیں۔

خاقان قریب آگیا اسکے اور مسلمانوں کے درمیان دریا حائل تھا مسلمانوں نے یہ خیال کیا کہ خاقان دریا کو عبور کرکے ہم پر حملہ نہ کرے گا۔ خاقان نے دریا کی طرف دیکھا اور اشکند کو جو اُس زمانہ میں نسا کا اصبہذ تھا حکم دیا کہ فوج کی صف کے آخری کنارے تک جائے اور بہادروں جنگ آزمودہ لوگوں اور پانی کا اندازہ کرنے والوں سے رائے طلب کرے کہ آیا دریا کو عبور کرکے اسد پر حملہ کیا جاسکتا ہے؟ تمام سرداروں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں۔ البتہ اشتیخن کے پاس جب یہ پہنچا تو اُس نے کہا کہ ہاں ایسا ہوسکتا ہے کیونکہ ہماری فوج پچاس ہزار سواروں پر مشتمل ہے جب ہم ایک دم سب ملکر دریا میں کود پڑینگے تو

ایک دوسرے کو پانی کی زد سے بچائے گا اور اسکی روانی کی تیزی دور ہو جائیگی"۔
اب ترکوں نے ایک دم اپنے نقاروں پر چوب ماری جو اسد اور اسکی فوج نے خیال کیا کہ یہ محض دھمکی ہی دھمکی ہے مگر ترکوں نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دئے جس سے پانی میں ایک سخت شور اور ہل چل برپا ہو گئی۔ مسلمان یہ رنگ دیکھکر اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹ آئے۔ ترکوں نے دریا کو عبور کر لیا۔ اب وہ آگے بڑھے، غبار کا ایسا گھٹا ٹوپ طوفان محیط فضا ہوا کہ سوار کو اپنا گھوڑا نظر نہ آتا تھا اور نہ کوئی کسی کو شناخت کر سکتا تھا، مسلمان اپنے پڑاؤ میں آ گئے۔ فوجی قیام گاہ کے باہر جو کچھ تھا اُسے پڑاؤ میں لے آئے۔ غلام چھوٹی زرہیں اور گرز لیکر ترکوں پر حملہ آور ہوئے اُنکے چہروں پر ضربیں لگائیں۔ ترک پلٹ گئے"۔

اسد نے رات بسر کی رات ہی سے اُس نے اپنی فوج کو ترکوں کے صباحی حملہ کے خوف سے جنگ کے لئے تیار کر دیا تھا۔ مگر جب کسی قسم کی کارروائی کی ابتدا دشمن کی طرف سے نہ دیکھی تو صبح کو اپنے اعیان و سرداران فوج کو مشورہ کے لئے طلب کیا۔ سب نے کہا کہ سلامتی و عافیت کو قبول کیجئے۔ اسد نے کہا یہ تو سلامتی نہیں ہے بلکہ یہ تو مصیبت ہے کل ہمارا خاقان سے مقابلہ ہوا۔ اُس نے ہم پر فتح پائی۔ بہت سے قیدی اور ہتھیار مال غنیمت میں اس نے حاصل کئے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آج جو اُس نے ہم پر حملہ نہیں کیا ہے اُسکی وجہ یہ ہے کہ جو قیدی اُسکے ہاتھ آئے ہیں اُنھوں نے اُسے ہمارے مال و متاع کے مقام سے جو ہمارے آگے جا رہا ہے اطلاع دی ہوگی۔ اور اُسکے لالچ میں خاقان نے ہمارا مقابلہ چھوڑ دیا ہے"۔

اب اسد نے اس مقام سے کوچ کیا اور اپنے آگے دشمن کی نقل و حرکت کو معلوم کرنے کے لئے گرداور جاعتیں روانہ کیں، ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ میں نے ترکوں کی جھنڈیاں اور اشکند کے جھنڈوں میں کا ایک جھنڈا تھوڑی سی جماعت کے ساتھ دیکھا ہے، مگر اسد برابر کوچ کرتا رہا جانوروں پر بار بہت تھا سرداران فوج نے پھر اس سے کہا کہ آپ پڑاؤ کر دیجئے اور

عافیت و سلامتی کو قبول کیجئے۔ اسد نے کہا سلامتی کہاں ہے جو میں اسے قبول کروں، یہ تو ایک مصیبت ہے اور جان و مال کا نقصان ہے۔

شام کے وقت اسد ایک مکان میں رات بسر کرنے کے لئے ٹھہرا۔ پھر لوگوں سے مشورہ طلب کیا کہ آیا یہاں قیام کر دیں یا چلے چلیں۔ لوگوں نے کہا وہ کام کیجئے جسمیں سب کی عافیت اور سلامتی ہو اور یہ ممکن ہے کہ مال و متاع کے نقصان ہو جانے سے ہم اور تمام خراسان کے باشندے تو بچ جائینگے اس گفتگو کے وقت نصر بن سیار گردن جھکائے چپ بیٹھا رہا۔ اسد نے اس سے پوچھا کہ تم اسطرح گردن جھکائے کیوں خاموش ہو؟ نصر نے کہا دو طریقے ہیں اور وہ دونوں آپ کے اختیار میں ہیں۔ اگر آپ چلتے رہینگے تو ان لوگوں کی امداد کو پہنچ سکینگے جو مال غنیمت کے ہمراہ ہیں اور انھیں دشمن کے چنگل سے بچا لینگے۔ اگر آپ ایسے وقت بھی اُن تک پہنچے جب کہ وہ ہلاک ہو گئے ہونگے تب بھی آپ اس وجہ سے اتنی یہ مسافت طے کر لینگے جو آپ کو بہر حال طے کرنا ہے۔ اسد نے اس رائے کو پسند کیا۔ اسکے چہرہ پر بوسہ دیا اور تمام دن چلتا رہا۔

اسکے بعد اسد نے سعید الصغیر باہلہ کے آزاد غلام کو جو ایک مشہور بہادر تھا اور جو ختل کی سرزمین سے اچھی طرح واقف تھا بُلایا اور ایک خط ابراہیم کو لکھا تم جنگ کے لئے ہر وقت تیار اور دشمن سے چوکنے رہو کیونکہ خاقان تمہارے آگے کی سمت بڑھ رہا ہے۔

اسد نے یہ خط سعید کو دیا اور حکم دیا کہ ابراہیم کہیں ہو رات سے پہلے یہ خط اُسے پہنچا دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں اسلام سے خارج ہو جاؤں اگر تمھیں قتل نہ کر ڈالوں۔ اگر تم حارث سے جا ملے تو بھی میں یہی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیری بیوی اور تمام خاندان والوں کو بلخ کے بازار میں دلالوں کے ذریعہ نیلام کرا دوں گا۔

سعید نے کہا آپ اپنا کمیت گھوڑا ذنوب نام مجھے دیدیجئے۔ اسد نے کہا جب تم اپنی جان دینے پر آمادہ ہو اور میں اپنا گھوڑا تمہیں نہ دوں تو

میں بڑا ہی بخیل ہوں گا۔ اسد نے گھوڑا اسکے حوالہ کردیا اسعد اپنے ایک کوتل گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اسکے ہمراہ اسکا غلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ اور غلام کے پہلو اسد کا گھوڑا کوتل چلا۔

جب یہ دونوں ترکوں کے سامنے آئے جو مسلمانوں کے مال غنیمت کی فکر میں جا رہے تھے تو ترکوں کی گرد آور جماعت نے انکا پیچھا کیا سعید فوراً اسد کے گھوڑے پر سوار ہو گیا، گھوڑے کو ایڑ دی نکل۔ ترک اُسے نہ پا سکے، یہ ابراہیم کے پاس خط لیکر پہنچ گیا۔ تقریباً بیس ترک اُتک اسکا تعاقب کرتے رہے مگر جب اُنھوں نے ابراہیم کی فوج کو دیکھا، پلٹ گئے اور خاقان کو جاکر سارا ماجرا سنایا۔

دوسرے دن علی الصباح خاقان نے ابراہیم پر حملہ کردیا۔ مگر اب ابراہیم جنگ کی تیاری کرچکا تھا۔ اس نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی تھی جب ترکوں نے حملہ کیا تو ابراہیم خود اپنی فوج کو لڑا رہا تھا ابراہیم نے اہل سغد کو جنگ کا حکم دیا۔ جب ترک مسلمانوں کی بیرونی جنگی جو کی کے قریب پہنچ گئے اہل سغد نے سامنے ہی سے ایسا شدید حملہ کیا کہ ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ایک ترک مارا گیا، خاقان نے حکم دیا کہ پھر گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور دیکھنے لگا کہ مسلمانوں کی کونسی سمت کمزور ہے جہاں سے حملہ کیا جائے۔

خاقان کی یہ عادت تھی کہ دو یا تین آدمیوں کو اپنے ہمراہ لیکر ٹیلہ پر چڑھ جاتا جب مسلمان کے پڑاؤ کا کمزور مقام دیکھتا اسی طرف سے اپنی فوج کو حملہ کرنیکا حکم دیتا فوج اُسکے حکم کی تعمیل کرتی۔ جب وہ ٹیلہ پر چڑھا تو اُس نے مسلمانوں کے پڑاؤ کی پشت پر ایک جزیرہ دیکھا جسکے سامنے ایک جوہڑ تھا اپنے بعض ترک سرداروں کو بلاکر حکم دیا کہ اس راستہ سے تم مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے چلے جاؤ۔ اور جب جزیرہ کے پاس پہنچو تو اُس میں سے ہو کر مسلمانوں کے عقب سے اُن پر حملہ کرو۔ پہلے عجمیوں اور اہل صغانیاں پر حملہ کرنا علاوہ اُنکے جو عرب ہیں اُنھیں مت چھیڑنا۔ دخموں کی شناخت اور جھنڈوں کی وجہ سے اُنھیں عربوں کا مقام بتا دیا تھا۔ خاقان نے یہ بھی کہا کہ دشمن جو اپنی خندقوں میں ہے اگر

تمھاری طرف بڑھیگا تو اس طرف سے ہم اُنکی خندقوں میں داخل ہو جائینگے اور اگر وہ اپنی خندقوں ہی میں رہیگا تو تم پیچھے سے انھیں آلینا۔

ترکوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور جدھر عجمی فوج تھی اُسکی سمت سے وہ مسلمانوں کے عقب سے حملہ آور ہوئے اُنھوں نے صنعان کے رئیس اور اُسکی تمام فوج کو قتل کر ڈالا اور اُن کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔

ابراہیم کے پڑاؤ میں در آئے اور جو کچھ وہاں تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ اب مسلمانوں نے فوجی ترتیب چھوڑ دی اور سب ایک جگہ جمع ہو گئے اور سمجھ گئے کہ ہلاکت قریب ہے کہ اتنے میں غبار کا ایک طوفان اٹھا اور اسد اپنی فوج لیکر آ پہنچا ترک اس فوج کو دیکھکر مسلمانوں کو چھوڑ چھوڑ کر اس مقام کی طرف ہٹ گئے جہاں خاقان تھا۔ ابراہیم کو انکی علٰحدگی سے تعجب ہوا کیونکہ وہ فتح پا چکے تھے، بہت سوں کو قتل کر چکے تھے اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر چکے تھے۔ اِس تعجب کی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم کو اسد کے آنے کی امید نہ تھی، دوسری جانب اسد نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی تھی وہ بڑھتا ہوا اُس ٹیلہ پر آ کر ٹھہرا جس پر خاقان کھڑا ہوا تھا۔ خاقان اسد کو آتے دیکھکر پہاڑ کی سمت ہٹ گیا۔

مسلمانوں کے مال و متاع کے ساتھ جو لوگ تھے اُن میں سے بقیۃ السیف اسد کے پاس چلے آئے، انمیں سے ایک بڑی تعداد ترکوں کے ہاتوں کام آ چکی تھی۔ برکتہ بن خولی الراسبی۔ کثیر ابو اُمیہ۔ اور بنی خزاعتہ کے کچھ معمر لوگ بھی اس جنگ میں مارے گئے۔

صنعان کے رئیس کی بیوی اپنے خاوند پر نوحہ و بکا کرتی ہوئی اسد کے پاس آئی اسد بھی اسے دیکھکر اسکے ساتھ اس طرح رونے لگا کہ اُس کی آواز دوسروں نے سن لی۔

خاقان اپنے قیدیوں کو اُن کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر، اونٹوں کو جو لدے ہوے تھے، اور لونڈیوں کو اپنے ساتھ لیکر چلتا بنا۔

مصعب بن عمرو الخزاعی اور بعض خراسانیوں نے ارادہ کیا کہ دشمن کو

روکیں مگر اسد نے اُنھیں اِس سے باز رکھا، اور کہا کہ اِس وقت دشمن کی ہوا بندھ گئی ہے۔ اُنکا جوش وخروش شدید ہو رہا ہے اِس وقت تم اُن کے سامنے مت آؤ۔

حارث بن سُریج کی ہمراہیوں میں سے ایک شخص خاقان کے ساتھ تھا۔ خاقان نے اسے شہ دی کہ اسد پر کچھ طنز یہ فقرے کسے اس نے پکار کر کہا اے اسد کیا دریا پار کا علاقہ تیرے جہاد کی مہموں کے لئے کافی نہیں؟۔ تو بڑا ہی حریص ہے۔ کیا ختل کے علاوہ اور کہیں تیرے لئے گنجائش نہ تھی۔ وہ میرے باپ دادا کا علاقہ ہے! اسد نے کہا جی ہاں آپ بجا فرماتے ہیں!! دیکھنا خدا تجھ سے بدلہ لے گا!

کورمغانوں ترکوں کے ایک بڑے سردار نے بیان کیا کہ میں نے مال غنیمت والی جنگ سے ابھی کوئی لڑائی نہیں دیکھی، لوگوں نے پوچھا کیسے؟ کہنے لگا کہ مجھے اُس جنگ میں بہت سال ومتاع ملا۔ عرب قیدیوں کے علاوہ میں نے کسی دشمن کو اِس قدر بدہئیت اور بری حالت میں نہیں دیکھا اُن میں سے اگر کوئی دوڑتا تھا تو اُس سے اپنی جگہ سے ہلا نہیں جاتا تھا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب خاقان مسلمانوں کے مال ومتاع کی طرف بڑھا تو اسد نے پسپائی شروع کر دی، خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھا ترکوں نے مسلمانوں کو دیکھا، مسلمان مقابلہ کے لئے رک گئے، ترک مسلمانوں سے لڑے مسلمانوں نے بھی مقابلہ کیا، ترک مسلمانوں کو چھوڑ کر اُن عجمی فوجوں کیطرف جھکے جو مسلمانوں کے ہمراہ تھیں، ترکوں نے ان پر حملہ کیا اور اُن کے تمام اہل وعیال کو قید کر لیا۔ پھر ہر ترک نے کسی ایک خادم یا خادمہ کو اپنے پیچھے سوار کرا لیا اور غروب آفتاب کے وقت اسد کے پڑاؤ کے سامنے آپہنچے۔ اسد اپنی فوج لیکر چلا اور پھر اُس نے مع تمام مال ومتاع کے پڑاؤ کیا، دوسرے دن عید الفطر تھی، صبح ہوتے ہی ترکوں نے اسد پر دھاوا کر دیا۔ اور قریب تھا کہ ترک مسلمانوں کو نماز سے بھی روک دیں مگر وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئے۔ اسد بلخ آگیا۔ بلخ کی گھاٹی میں موسم سرما تک پڑاؤ ڈالے پڑا رہا جب سردی کا موسم شروع ہوا تمام لوگ گھروں میں رہنے کے لئے چلے گئے خود اسد بھی شہر میں آگیا فارسی کے

یہ دو شعر اس موقع پر اسد کی ہجو میں کہے گئے :

از ختلان آمدی برو تباہ آمدی
ایار باز آمدی خشک نزار آمدی

(ترجمہ، تو ختلان سے نہایت بُری حالت میں تباہ ہو کر پھر آگیا ۔

اس وقت حارث بن سریح طخارستان کے اطراف میں تھا یہ بھی خاقان سے جا ملا ۔ عید قربان کی شب میں اسد کو معلوم ہوا کہ خاقان نے جزۃ میں آکر پڑاؤ کیا ہے، اسد نے حکم دیا شہر کی فصیل پر آگ روشن کر دی جائے چنانچہ آگ روشن کی گئی اور اُسے دیکھ کر لوگ آس پاس کے قریوں اور منڈیوں سے شہر بلخ میں آگئے، صبح کو اسد نے دوگانہ پڑھایا تقریر کی اور کہا کہ دشمن خدا حارث بن سریح کفار کو اپنی مدد کے لئے بلا کر لایا ہے تاکہ اللہ کے دین کی شمع گل ہو جائے ۔ اور اُسکے دین کو وہ بدل دے، انشاءاللہ خداوند عالم اُسے ذلیل کریگا، تمھارا دشمن کتا ہے، تمھارے جو بھائی اُسکے پنجوں میں گرفتار ہو چکے وہ ہوئے، اگر اللہ تمھاری مدد کرنا چاہے تو تمھیں تمھاری قلت تعداد یا دشمن کی کثرت کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی، اللہ سے امداد طلب کرو، مجھے یہ بات سلف سے پہنچی ہے کہ جب بندہ اپنی پیشانی، خدا کے سامنے سجدہ میں رکھتا ہے تو اس وقت اُس سے زیادہ خدا کے قریب اور کوئی نہیں ہوتا ۔ میں اب منبر سے اُتر کر سجدہ میں اپنی پیشانی رکھتا ہوں ۔ اللہ سے دعا مانگو، اپنے رب کے سامنے سجدہ کرو اور خلوص دل سے دعا مانگو، غرض کہ سب نے ایسا ہی کیا اور جب اُنھوں نے اپنے سر سجدہ سے اٹھائے تو انھیں اپنی فتح میں کچھ شک نہ تھا ۔

خطبہ کے بعد اسد منبر سے اُتر آیا ۔ قربانی کی اور خاقان کے مقابلہ پر جانے کے لئے لوگوں سے مشورہ لینے لگا، بعض لوگوں نے کہا آپ ابھی بالکل جوان ہیں آپ معمولی سی چیز پر غارت گری کرنے سے باک نہیں کرتے، اور اس وجہ سے ہم آپ کے جانے کو خطرہ سے مملو سمجھتے ہیں ۔ اسد نے کہا بخدا میں تو اب ضرور ہی جاؤنگا اب چاہے مجھے فتح حاصل ہو یا شہادت ۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان اسد کی طرف بڑھا تو اُس نے دریا پار علاقہ، اہل طخارستان، اور جبغویۃ الطخاری سے امداد حاصل کر لی تھی، اہل طخارستان اپنے سرداروں اور ملازمین کے ساتھ تیس ہزار کی تعداد میں خاقان سے آملے۔

اب یہ تمام فوجیں خُلم کی گھاٹی میں آکر فروکش ہوئیں۔ اس گھاٹی میں، مسلمانوں کی ایک سرحدی جنگی چوکی تھی البوالعوجا بن سعید العبدی اُسکا افسر تھا، ترکوں نے اُس سے چھیڑ چھاڑ کی مگر اُسکا کچھ نہ بگاڑ سکے اور باقاعدہ فوجی ترتیب کے ساتھ فیروز بخشین علاقۂ طخارستان کی راہ چلنے لگے، ابوالعوجا نے اسد کو ترکوں کی پیش قدمی کی اطلاع دی۔

اسد نے تمام لوگوں کو جمع کیا۔ ابوالعوجا، اور فرافصہ (جو جزہ کی سرحدی چوکی کا افسر تھا اور جس نے خاقان کے اُس چوکی سے گزر جانے کے بعد اسد کو اُسکی اطلاع دیدی تھی) کے خطوط لوگوں کے سامنے پڑھوائے، اور پوچھا کہ اب کیا طرز عمل اختیار کیا جائے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ شہر بلخ کے دروازوں کے سامنے جم کر مقابلہ کیجیے، خالد اور خلیفہ سے امداد طلب کیجیے، دوسروں نے، کہا کہ زم کے راستے سے چلیئے اور اسی طرح خاقان سے پہلے مرو پہنچ جائیے اور لوگوں نے کہا دشمن کے مقابلہ پر بڑھیے، اور اللہ سے دشمن کے خلاف امداد طلب کیجیے۔

چونکہ خود اسد ترکوں کے مقابلہ کی اپنے دل میں ٹھان چکا تھا اس وجہ سے یہ آخری مشورہ اسد کی رائے کے موافق ہوا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان اسد کا پیچھا چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا، اور طخارستان کے علاقہ میں جبغویہ کے پاس فروکش ہوگیا، موسم سرما کے وسط میں خاقان نے پھر مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کی۔ اور جزہ کے پاس سے گذر کر، جوزجان کی طرف بڑھا اور اُس نے غارت گری کرنے والی جماعتیں اِدھر اُدھر روانہ کیں، اسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حارث بن سریج نے اُس سے کہدیا تھا کہ اسد اسوقت مقابلہ کے لئے سامنے نہیں آئیگا۔

اس طرح اب خاقان کے ساتھ کوئی فوج نہیں رہی اس لئے بختری بن مجاہد

بنی شیبان کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خاقان نے ضرور اپنے سواروں کو ادہر اُدھر پھیلا دیا ہے اب آپ جوزجان چلکر قیام کیجیے، چنانچہ جب خاقان نے اپنا رسالہ واقعی پھیلا دیا تو بختری نے اسد سے کہا کہیے میرا مشورہ کیسا عمدہ ثابت ہوا اُس پر اسد نے کہا کہ تو نے اللہ کا کام بھی دیکھا کہ خاقان نے بھی تیری ہی رائے کے مطابق عمل کیا۔

اسد نے جبلہ بن ابی رواد سے ایک لاکھ بیس ہزار درہم لئے اور حکم دیا کہ ہر سپاہی کو بیس بیس درہم دیدیے جائیں۔ شام اور خراسان کی کل سات ہزار فوج اسکے ہمراہ تھی۔

اسد نے بلخ پر کرمانی بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور اُسے حکم دیا کہ کسی شخص کو شہر سے نکلنے مت دینا چاہے ترک اس قدر قریب ہی کیوں نہ پہنچ جائیں کہ وہ شہر کے دروازہ کو آکر کھٹ کھٹائیں، اس پر نضر بن سیار اللیثی، قاسم بن نجیب المراغی الازدی سلیم بن سلیمان السلمی، عمرو بن مسلم بن عمرو۔ محمد بن عبد العزیز العتکی عیسی الاعرج الحنظلی۔ بختری بن ابی درہم البکری۔ سعید الاحمر۔ اور سعید الصغیر بنی باہلہ کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ ہمیں نکلنے کی اجازت دیجیے اور ہماری اطاعت و فرماں برداری پر شبہ نہ کیجیے۔ اسد نے انھیں اجازت دیدی۔

اب خود اسد شہر سے باہر نکلا، بلخ کے ایک دروازہ کے سامنے فروکش ہوا۔ اُسکے کے لئے ایک خیمہ اور دو شامیانے جو ایک دوسرے سے ملا دیئے گئے تھے نصب کئے گئے۔ اسد نے دوگانہ پڑھا پھر بہت طول طویل نماز پڑھی قبلہ رو ہو کر دعا کے لئے تیار ہوا۔ لوگوں میں بھی اعلان کر دیا گیا کہ سب اللہ سے دعا مانگیں، اسد بہت دیر تک دعا مانگتا رہا دعا میں فتح کی درخواست کی تمام لوگ اُسکی دعا پر آمین کہتے جاتے تھے، اسد نے کہا رب کعبہ کی قسم تمھیں ضرور فتح حاصل ہوگی، پھر قبلہ کی سمت سے رُخ پھیر کر اُس نے لوگوں سے، تین مرتبہ یہی کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے انشاء اللہ تمھیں ضرور فتح حاصل ہوگی۔

اسکے بعد اُس کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو سپاہی کسی عورت کو اپنے

ساتھ لیگا اُس کے تمام حقوق متعلقہ، حفاظت جان و مال ساقط ہو جائینگے۔

ارباب سیر کا بیان ہے کہ اسد فرار کی صورت میں اس شہر سے نکلا تھا اور اس لئے اُس نے اُم بکر اپنی اُم ولد کو اور اپنے بیٹے کو پیچھے ہی چھوڑ دیا۔

اسد کی نظر ایک اونٹ پر پڑی جس پر ایک لونڈی سوار تھی۔ اسد نے حکم دیا کہ دریافت کیا جائے کہ یہ کس کی لونڈی ہے، ایک سوار پہنچا۔ دریافت حال کر کے واپس آیا، اور عرض کیا کہ یہ لونڈی زیاد بن الحارث البکری کی ہے زیاد بھی بیٹھا ہوا تھا، اسد نے غصہ سے گھورا اور کہا کہ تم اُس وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک کہ میں تم میں سے ایک ایسے شخص پر جسکی میں بہت عزت کرتا ہوں چڑھ نہ جاؤں اور اُسے آگے پیچھے سے خوب ماروں، زیاد نے کہا اگر یہ میری لونڈی ہو تو یہ آزاد ہے، جناب والا میرے ساتھ کوئی عورت نہیں ہے، یہ شخص میرا دشمن ہے میرا حاسد ہے، اب اسد نے کوچ کیا، جب عطاء کے پل پر پہنچا مسعود بن عمرو الکرمانی سے جو اُس روز کرمانی کی جگہ ازد کی قیادت کر رہا تھا کہا کہ مجھے پچاس آدمی اور اتنے ہی گھوڑے چاہئیں، تاکہ میں اُنھیں اس پل پر متعین کر دوں کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو دریا کے اُس پار چلا گیا ہو اس پل پر واپس نہ آنے دیں۔

مسعود نے کہا کہ میں کہاں سے پچاس آدمی لاؤں، اسد نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مسعود اپنے گھوڑے سے نیچے گرا دیا گیا اور اُسکے قتل کا حکم بھی دیدیا گیا مگر کئی شخصوں نے اُسکی سفارش کی اور اسد نے اُسے معاف کر دیا۔

پل عبور کر کے اسد ایک فرودگاہ میں اُترا وہاں اُس نے رات بسر کی، اور خود اُسکا یہ ارادہ تھا کہ دوسرے تمام دن بھی وہیں قیام کرے گا مگر غدافر بن زید نے جب آکر اُسے مشورہ دیا کہ جناب والا آج کا سارا دن یہیں قیام فرمائیں تو مناسب ہے تاکہ تمام لوگ یہاں آکر جمع ہو جائیں۔ یہ سنتے ہی اسد نے کوچ کا حکم دیدیا اور کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کی مجھے کچھ پروا نہیں جو پیچھے رہ جائیں۔ البجلی اسد نے یہاں سے کوچ کیا اُسکے مقدمۃ الجیش میں تین سو سپاہی سالم بن منصور

کی قیادت میں تھے اِن کا مقابلہ تین سو ترکوں سے ہوا جو خاقان کا طلیعہ تھے، سالم نے ترکوں کے سردار اور اُسکے ساتھ اور سات ترکوں کو گرفتار کرلیا۔ باقی ترک بھاگ گئے جب یہ ترک سردار اسد کے سامنے پیش کیا گیا، رونے لگا۔ اسد نے اُسکی وجہ پوچھی کہنے لگا میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ خاقان کی ہلاکت کے ڈر سے روتا ہوں، اسد نے پوچھا یہ کیسے۔ اُس نے کہا کہ خاقان نے اپنی تمام فوج اپنے اور مرو کے درمیان پھیلادی ہے۔

اسد اور آگے بڑھکر بلخ کے ایک قریہ سدرہ نام پر پہنچا۔ اس وقت تک اہل العالیہ کے رسالہ پر ریحان بن زیاد العامری العبدی (از خاندان بنی عبداللہ بن کعب) سردار تھا، اب اسد نے اُسے معزول کرکے اُسکی جگہ سالم بن منصور کو مقرر کردیا۔

اسد سدرہ سے چلکر خریستان پہنچا۔ ایک گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز اُس نے سنی، پوچھا یہ کس کا گھوڑا ہے، کہا گیا قارن بن غیر کا اسکے اور اسکے باپ کے نام سے اُس نے بُراشگون لیا۔ اسد نے حکم دیا کہ اُسے واپس کردو۔ اُس شخص نے کہا کہ کل جب میں ترکوں پر حملہ آور ہونگا تو مجھے درجۂ شہادت ملیگا، اسد نے کہا اللہ تجھے ہلاک ہی کرے، اسد اس مقام سے بھی آگے بڑھا جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے عین الحارہ نظر آتا تھا۔ تو بشر بن زرین یا زرین بن بشر اسد کے سامنے آیا اسد نے پوچھا خوشخبری ہے یا بوجھ ہے اسے زرین تمہارے پیچھے کیا ہے؟ زرین نے کہا اگر آپ ہماری امداد نہ کریں گے تو ہمارے شہروں پر دشمن کا غلبہ ہوجائے گا، اسد نے کہا مقدام بن عبدالرحمن سے کہو کہ وہ میرے نیزے کو لانبا کریں۔

اسد چلتے چلتے شہر جوزجان سے دو فرسخ کے فاصلہ پر پہنچکر اتر پڑا۔ صبح کو دونوں حریف کے رسالوں کا آمنا سامنا ہوا۔ خاقان نے حارث سے پوچھا کہ یہ کون ہے حارث نے کہا یہ محمد بن المثنی اور اسکا نشان ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان کی گرد آوری کرنے والی جماعتوں نے آکر اُسے اطلاع دی تھی کہ بلخ کی جانب سے ایک غبار بلند ہوتا ہوا بڑھ رہا ہے

خاقان نے حارث کو بلا کر اُس سے کہا کہ تم نے تو مجھ سے بڑے زور سے یہ بات کہی تھی کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لئے نہیں آئے گا، اور یہ غبار تو بلخ ہی کی سمت سے اُٹھا ہے، حارث نے کہا نہیں یہ بات نہیں بلکہ یہ وہ ڈاکو ہے جسکے متعلق میں نے آپ کو پہلے بتا دیا ہے کہ وہ میرے طرفداروں میں سے ہے خاقان نے خبر لینے کے لئے طلائع روانہ کئے اور انھیں حکم دیا کہ دیکھکر آنا کہ آیا اُونٹوں پر تخت اور کرسیاں ہیں ؟

طلائع نے آکر اُسے بتایا کہ ہم نے یہ چیزیں دیکھی ہیں۔ خاقان حارث سے کہنے لگا کہ ڈاکو تخت اور کرسیاں لادے ساتھ نہیں رکھتے یہ اسد ہی ہے جو تیرے مقابلہ پر آیا ہے۔

اسد سو قدم آگے بڑھا ہوگا کہ سالم بن جناح مجرا بجا لایا۔ اور عرض پرداز ہوا کہ امیر کو بشارت ہو میں نے دشمن کو گن لیا ہے یہ چار ہزار بھی نہیں ہیں اور مجھے پوری توقع ہے کہ انشا اللہ یہ سب کے سب موت کے گھاٹ اُتار دیے جائینگے، مجشر بن مزاحم نے جو اسد کے پہلو بہ پہلو سوار چل رہا تھا اسد سے کہا "امیر یہاں آپ اپنی پیدل سپاہ کو اتار دیجئے" اسد نے اُسکے گھوڑے کے منہ پر ایک ضرب ماری اور کہنے لگا مجشر اب اگر تیری رائے پر عمل کیا گیا ہوتا تو ہم یہاں تک نہ پہنچے ہوتے، تھوڑی ہی دور اور آگے بڑھے تھے کہ اسد نے فوج کو حکم دیا کہ اے بہادرو اُتر پڑو، سب لوگ اُتر پڑے، اور انھوں نے اپنے گھوڑوں اور سواری کے دوسرے جانوروں کو ایک دوسرے کے قریب کر لیا اور تیر و کمان سنبھال لئے، خاقان بالکل قریب ہی سامنے گھاٹی میں موجود تھا اور وہیں اُس نے وہ رات بسر کی تھی۔

صبح کی نماز کے بعد اسد نے پھر کوچ کیا، جوزجان سے گذرا جسے خاقان لوٹ چکا تھا، اُسکا رسالہ شیورغان تک پہنچ گیا تھا، جوزجان کے تمام قصر اسوقت بری حالت میں تھے۔

مقدام بن عبدالرحمٰن بن نعیم الغامدی عامل جوزجان۔ اپنی سپاہ اور اہل جوزجان کے ساتھ اسد کے پاس آیا اور اپنے تئیں اُن کے حوالہ کر دیا۔ اسد نے

اُن سے کہا کہ آپ سب لوگ اپنے شہر میں جاکر قیام کریں، اسد نے جوز جان بن جوز جان کو حکم دیا کہ تم میرے ہمراہ چلو، قاسم بن بخیت المراغی فوج کی ترتیب اور ضروریات بہم پہنچانے پر تھا (کوارٹر ماسٹر) اسد نے بنی ازد، بنی تمیم، جوز جان بن جوز جان اور اُسکے خدمت گاروں کو اپنی فوج کے میمنہ پر تعین کیا نیز اس حصّۂ فوج میں اہل فلسطین کا دستہ جو مصعب بن عمرو الخزاعی کے ماتحت تھا اور اہل قنسرین کا دستہ جسپر صنعرا بن احمر سردار تھا شامل کردیا، بنی ربیعہ کو اپنے میسرہ پر رکھا جسکا افسر اعلیٰ یحیےٰ ابن حضین تھا، نیز اُن کے ساتھ اُس نے اہل حمص کے دستہ کو جسکا سردار جعفر بن حنظلۃ البہرانی تھا اور اہل ازد کو جنپر سلیمان بن عمرو المقری الحمیری سردار تھا شامل کردیا۔ منصور بن مسلم البجلی مقدمۃ الجیش پر تھا اہل دمشق کو جو حملۃ بن نعیم الکلبی کی زیر قیادت تھے اُسکے ساتھ کردیا تھا چوکیدار، پولیس کے جوان اور اسد کے غلام بھی مقدمۃ الجیش پر تھے دوسری جانب خاقان نے حارث بن سریج اور اُسکی جماعت، بادشاہ سغد رئیس شاش، خرالغبرہ (خان خرہ کا باپ اور کاوس کا دادا)، رئیس ختل، جبغویہ اور تمام ترکوں کو اپنے میمنہ پر متعین کردیا۔ جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا۔ تو حارث اور اُسکے ہمراہ اہل سغد، یا نابیا اور دوسری (جوجبی) میں تھیں سب نے اسد کے میسرہ پر جس میں بنی ربیعہ اور شام کے دو دستے تھے حملہ کیا حارث نے اسد کے میسرہ کو شکست دی وہ بڑھتا ہوا چلا آیا، کوئی شے اُسکی مزاحم نہ تھی صرف اسد کے خیموں نے اُسے روک کر واپس کیا۔ مگر اتنے ہی میں اسد کے میمنہ نے جس میں بنی ازد، تمیم اور جوز جان تھا حملہ کیا اور یہ ابھی اُس تک پہنچے بھی نہ تھے کہ خود حارث اور تمام ترک پسپا ہوگئے۔ اور اب تمام فوج نے عام حملہ کردیا۔ اسد نے اِس موقع پر کہا اے خداوندا اُنھوں نے میری نافرمانی کی مگر تو اُنکی مدد کر۔ اب ترکوں نے گریز کے لئے میدان سنبھالا، تتر بتر ہوکر جس کا جدھر منہ اُٹھا چلتا بنا ایسے بھاگے کہ پیچھے مڑکر دیکھتے بھی نہ تھے، مسلمان تین فرسخ تک اُنکا تعاقب کرتے چلے گئے، جسپر دسترس ہوتا قتل کردیتے، یہاں تک کہ اُس مقام پر پہنچے جہاں ترکوں نے اپنی لوٹ کا مال جمع کر رکھا تھا۔ مسلمان

ایک لاکھ پچپن ہزار سے زیادہ بکریاں اور دوسرے جانور کثیر تعداد میں ہنکالائے۔ خاقان نے شاہراہ عام کو چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا حارث بن سریح اُسے بچاتا جاتا تھا، ظہر کے قریب اسد نے ترکوں پر حملہ کیا تھا؛

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ خریستان میں جب اسد خاقان کے سامنے آکر ٹھیرا تو اُن دونوں کے درمیان ایک گہری ندی حائل تھی، اسد نے حکم دیا کہ میرا خیمہ لگا دیا جائے چنانچہ خیمہ بلند کردیا گیا، اسیر بنی قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص نے اہل شام کو مخاطب کرکے کہا کہ کیا جب دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے تو تم ایسا ہی کیا کرتے ہو کہ اپنے خیمہ نصب کرادیتے ہو، اسد کے حکم سے خیمہ اُکھاڑ دیا گیا، اب جنگ کی بادتند جسے سفافہ کہتے ہیں زور وشور سے چلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی، مسلمان قبلہ رُو ہو کر اللہ سے دعا مانگتے تھے اور تکبیر کہتے تھے؛

خاقان تقریباً چارسو بشہ سواروں (جنکے چہرے سرخ ہو رہے تھے) کے ساتھ سامنے آیا۔ اور ایک شخص سوری نام سے اُس نے کہا آج سے تم جوزجان کے رئیس ہو، اگر عرب صلح کرلیں تو اہل جوزجان میں سے جس نے اُن کا ساتھ دیا ہو اُسے قتل کردینا، دوسری جانب جوزجان نے عثمان بن عبداللہ بن الشخیر سے کہا کہ میں اپنے علاقہ اور اُسکے تمام راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں کہو تمھیں ایک ایسی تدبیر بتاؤں کہ اُس سے خاقان ہلاک ہو جائے اور تاحیات تمھاری شہرت باقی رہے، عثمان نے کہا کہ وہ کیا۔ جوزجان نے کہا میرے پیچھے چلے آؤ عثمان نے کہا بہتر ہے، غرض کہ عثمان وراوک نام راستے سے آگے بڑھا اور یہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے خاقان کے علم نظر آتے تھے، ترک بالکل بے خوف تھے۔ خاقان کے حکم سے نقارہ پر پسپائی کے لئے چوب پڑی مگر اب جنگ اچھی طرح شروع ہو چکی تھی اس وجہ سے ترک پیچھے نہ بھاگ سکے، دوسری چوب پڑی، پھر بھی نہ بھاگ سکے، تیسری پڑی مگر جنگ میں ایسے منہمک تھے کہ اس مرتبہ بھی پسپا نہ ہو سکے، ابن الشخیر اور جوزجان نے خاقان پر حملہ کیا، خاقان نے شکست کھاکر راہ گریز اختیار کی مسلمانوں نے

اُن کے لشکر گاہ پر قبضہ کرلیا ترک ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ اپنی دیگوں کو یکتا ہوا چھوڑ گئے، کچھ عرب عورتیں، کچھ موالیات اور کچھ ترک عورتیں بھی چھوڑ کر چلتے بنے خاقان کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا مگر حارث بن سریج نے اُسے بچا لیا۔ لوگوں کو علم نہ تھا کہ یہ خاقان ہے، ترکوں کے لشکر گاہ میں مسلمانوں کو ہر شئے ملی۔ چاندی کے برتن اور فوجی باجے بھی تھے۔

ختلی نے ارادہ کیا کہ خاقان کی بیوی کو گھوڑے پر اٹھا لے مگر ترکوں نے جھپٹ کر اسے روک دیا، مگر اُس نے اُس عورت کو خنجر بھوک دیا، مسلمانوں نے اُسے آکر دیکھا تو اُس میں جان تھی، انھوں نے اُسکا جوتہ لے لیا جس پر زری کا کام تھا۔

اسد نے گرفتار شدہ ترکوں کو خراسان کے دہقانوں کے پاس بھیجدیا۔ اور اُن کے عوض جو مسلمان عورتیں اُنکے پاس تھیں اُنھیں واپس طلب کرلیا۔ اسد پانچ دن وہیں ٹھہرا رہا اس اثنا میں ترکوں کے وہ سوار جو اِدھر اُدھر منتشر کر دیے گئے تھے جب اسد کے سامنے آتے اسد انھیں قتل کر ڈالتا، آخر کار اس نے اپنی اس فتح کو غنیمت سمجھا اور بلخ سے روانہ ہونے کے نویں دن پھر بلخ واپس آگیا۔

کوچ کے دوسرے دن اسد جزۃ الجوزجان پہنچا۔ خاقان یہاں تھا، اسد کے آتے ہی اس نے راہ فرار اختیار کی۔ اسد نے اُسکے تعاقب کے لئے فوج میں منادی کردی کہ کون کون جانا چاہتا ہے، اہل شام اور اہل عراق کی ایک بڑی جماعت اپنی مرضی سے اس کام کے لئے تیار ہوئی۔ اسد نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو اس جماعت کا سردار مقرر کیا، یہ فوج چلتے چلتے علاقۂ جزہ کے ورد نام ایک قصبہ میں آکر ٹھہری اور یہیں انھوں نے رات بسر کی، شب میں باد و باراں کے طوفان سے اس جماعت کو سخت تکلیف اُٹھانا پڑی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اُس شب میں برف گری تھی، بہرحال یہ جماعت اسی مقام سے واپس آگئی۔

خاقان اپنی راہ چلتا رہا جیغویہ الطخاری کے پاس جاکر مقیم ہوا بہرانی اسد کے پاس واپس آگیا اور اسد بلخ آگیا، واپسی میں مسلمانوں کو ترکوں کا وہ رسالہ ملا جو مرو الروذ میں بلخ پر غارت گری کرنے کے لئے ٹھہرا ہوا تھا، جس پر پس چلا مسلمانوں نے

اُسے قتل کر ڈالا ترک مرو الروذ کے گرجا تک پہنچ گئے تھے اُس روز اسد کو چار ہزار زرہیں مالِ غنیمت میں ملیں جب اسد بلخ پہنچ گیا تو اُس نے فتح کی خوشی میں لوگوں کو شکرانہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا؛
اسد کرمانی کی زیر قیادت سراپا بیجھتا رہتا تھا اور یہ فوجیں ہمیشہ ایک ۲ دو یا تین اس سے زیادہ ترکوں کو قتل کرتی رہتی ہیں۔ خاقان بالائے طخارستان چلا گیا اور وہاں جیغویہ الخرلخی کی عزت افزائی کے لئے اسکے پاس مہمان رہا، خاقان نے نقاروں کے بنانیکا حکم دیا اور جب وہ خشک ہوگئے اور اچھی طرح بجنے لگے تو خاقان نے اپنے ملک کا رخ کیا جب اشروسنہ پہنچا تو خرابغرہ خانا خرہ کا باپ کاوس افشین کے باپ کا دادا اُسکی ملاقات سے سرفراز ہوا۔ اس سردار نے خاقان کیلئے تحائف اُسکے اور اُسکی فوج کے لئے گھوڑے نذر دیئے۔ اگرچہ یہ اظہار عقیدت مندی اُن تعلقات کے منافی تھا جو اِن دونوں میں چلے آتے تھے۔ مگر جب خرابغرہ نے دیکھا کہ خاقان شکست کی مصیبت اٹھا کر واپس آیا ہے تو مناسب خیال کیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اُسے اپنے احسان سے زیر بار کردے اسی بنا پر جو کچھ وہ کر سکتا تھا اُس نے لا کر نذر کر دیا؛

خاقان اپنے ملک میں چلا آیا اُس نے سمرقند کا محاصرہ کرنے کے لئے پھر جنگ کی تیاری شروع کی حارث بن سریج اور اُسکی فوج کو خاقان نے پانچ ہزار گھوڑے سواری کے لئے دیئے۔ اور بہت سے گھوڑے ترک سرداروں میں تقسیم کردیئے۔ ایک روز خاقان کورصول کے ساتھ ایک تیتر کی شرط پر نرد کھیلنے لگا۔ کورصول الترقشی کھیل میں ہارا۔ خاقان نے اُس سے شرط کا تیتر طلب کیا اور کہا کہ مادہ لوں کا دوسرے نے کہا نر دونگا اس پر دونوں میں جھگڑا ہوا کورصول نے خاقان کا ہاتھ توڑ دیا۔ خاقان نے قسم کھا کر کہا کہ کورصول کا ہاتھ توڑ دیا جائے گا کورصول کو اِس دھمکی کی اطلاع ہوئی! وہ الگ ہوگیا اور اپنے خاص آدمیوں کی ایک جماعت تیار کر کے اُس نے خاقان پر شب خون مارا اور اُسے قتل کر ڈالا، صبح کے وقت جب ترکوں کو اِس کا علم ہوا وہ خاقان کو کھلے میدان میں مقتول پڑا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔ زریق بن طفیل الکشانی اور حموکین کے خاندان کے سردار جو ترکوں کے بڑے سردار تھے اس جگہ آئے، خاقان کو اُٹھا لے گئے اور اسے اُسکے مرتبہ کے رسم و رواج کے مطابق دفن کر دیا۔ اِس واقعہ کا اثر

یہ ہوا کہ ترکوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی، ترکوں کی بعض جماعتیں شاش چلی گئیں اس موقع کو مناسب خیال کرکے اہل سغد نے شاش واپس چلے جانیکا ارادہ کیا۔ جو ترک کہ غارت گری کرنے کے لئے اِدھر اُدھر پھیل گئے تھے اون میں سے سوائے زر ابن الکسی کے کوئی نہ بچا یہ البتہ اپنی جان بچاکر طخارستان پہنچ گیا۔

اسد نے شہر بلخ سے سیف بن وصاف العجلی کو ایک گھوڑے پر سوار کرکے روانہ کیا، یہ شورقان پہنچا۔ وہاں ابراہیم بن ہشام سرحدی چوکی کا افسر تھا اُس نے اُسے ڈاک کے گھوڑوں پر روانہ کیا یہ خالد بن عبداللہ کے پاس آیا۔ (وہاں سے[1] یہ ہشام کے پاس آیا) اور اسے تمام کیفیت سنائی، ہشام یہ حالت سُنکر بہت پریشان ہوا بلکہ اُس نے اُسکی خبر کو سچ بھی نہ سمجھا۔ اپنے وزیر اعظم ربیع سے کہا ربیع افسوس! اگر یہ بوڑھا سچ کہتا ہے تو یہ تو ایک بڑی پریشانی اور مصیبت کی خبر لیکر آیا ہے، مگر میں اُسے سچا نہیں سمجھتا۔ اچھا تم جاؤ، اُسے لالچ دلاؤ اور پوچھو کہ وہ کیا بیان کرتا ہے اور پھر جو کچھ ہے اُس سے مجھے اطلاع دو، ربیع نے احکام کی تعمیل کی، قاصد نے اس سے بھی وہی بیان کیا جو خود ہشام سے بیان کیا تھا اب حقیقت میں ہشام کو بڑی پریشانی لاحق ہوگئی۔ کچھ روز کے بعد ہشام نے پھر اُسے بلایا اور پوچھا کہ قاسم بن بخیث، خراسان کی فوج میں گیا ہے، قاصد نے کہا وہ تو میر عسکر ہے، ہشام نے کہا اچھا تو وہ آیا ہے، سیف نے کہا اگر وہ آیا ہے تو اللہ نے امیر المومنین کو فتح دی، واقعہ یہ ہے کہ فتح ہوتے ہی اسد نے قاسم کو فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لئے ہشام کے پاس بھیجدیا۔ قاسم نے قصر کے باب پر پہنچتے ہی نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور پھر اُسی طرح تکبیر کہتا ہوا قصر میں داخل ہوا۔ ہشام اسی اثنا میں اُسکی تکبیر کے جواب میں تکبیر کہتا جاتا تھا اسی صورت سے وہ ہشام کے پاس پہنچا۔ امیر المومنین کو فتح کی خوش خبری سنائی تمام واقعہ بیان کیا

---

[1] یہاں یہ جملہ میں نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے کیونکہ طبری میں یہ مذکور نہیں مگر سیاق عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہونا چاہیئے اگر میں ایسا نہ کرتا تو مطلب خبط ہو جاتا اور ترجمہ کی غلطی سمجھی جاتی مترجم۔

ہشام اس خبر کے سنتے ہی اپنے تخت سے اتر پڑا اور اُس نے سجدۂ شکر ادا کیا۔
علماء اسلام کے نزدیک سجدۂ شکر ایک سجدہ ہے۔
اس خبر سے قیسی عرب اسد اور خالد سے حسد کرنے لگے اُنھوں نے ہشام سے کہا کہ آپ خالد بن عبداللہ کو لکھیئے کہ وہ اپنے بھائی کو حکم دے کہ مقاتل بن حیان کو بارگاہِ خلافت میں بھیجدیا جائے، ہشام نے خالد کو لکھدیا، خالد نے اسد کو اسد نے مقاتل بن حیان کو تمام لوگوں کے سامنے بلایا اور کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور جو کچھ دیکھا ہے بیان کرو، جو کچھ کہنا سچ سچ کہنا کیونکہ تم انشاء اللہ تعالیٰ سچ ہی کہوگے، جو ضرورت ہو وہ لے لو اسپر اور لوگوں نے اسد سے کہا کہ اسطرح اگر آپ اُن سے کہینگے تو وہ کچھ بھی بیت المال سے نہ لینگے، اسد نے پھر خود ہی کہا کہ اتنا روپیہ اور یہ کپڑے لے لو، غرض کہ اسد نے تمام سامان سفر ان کے لئے تیار کر دیا۔ مقاتل ہشام کے پاس پہنچا۔ اُسوقت ہشام اور ابرش دونوں ہم جلسہ تھے، ہشام نے پوچھا کہ ساری کیفیت بیان کرو، مقاتل نے کہا ہم نے ختل پر چڑھائی کی، ہمیں سخت مصیبت اُٹھانی پڑی، اسد ترکوں کے ڈر سے پسپا ہوا۔ ترکوں نے اچانک ہمیں آلیا اور جو مال غنیمت ہم نے حاصل کیا تھا اُسے اُنھوں نے چھین لیا اور ہمارے لشکرگاہ کے بعض حصّہ پر اُنھوں نے کامیابی سے غارت گری کی، پھر ہم نے خُلم کے قریب اُنھیں کچھ پیچھے ہٹا دیا۔ اِسکے بعد تمام لوگ موسم سرما بسر کرنے کے لئے مارت میں چلے آئے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ خاقان جوزجان تک بڑھ آیا ہے۔ حالانکہ ہمیں دشمن سے مقابلہ کئے ہوئے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا مگر اسد ہم سب کو لیکر دشمن کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا ایک ایسے قریہ میں جو ہمارے اور علاقۂ جوزجان کے درمیان تھا ہمارا ترکوں سے مقابلہ ہوا، ہم نے اُن پر حملہ کیا، اُس سے پہلے وہ کچھ مسلمان عورتوں پر قبضہ کر چکے تھے، ترکوں نے ہمارے میسرہ پر حملہ کیا اور اُسے پیچھے ہٹا دیا اِسکے بعد ہمارے میمنہ نے اُن پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دشمن پر فتح دی چند فرسخ تک ہم نے اُن کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہم نے خود خاقان کے فوجی پڑاؤ پر غارت گری کی، اُسے لوٹ لیا

اور خاقان کو وہاں سے نکالدیا؛

اس بیان کے دوران میں ہشام تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا جب قاصد نے خود خاقان کے لشکرگاہ پر غارت گری کرنے کا ذکر کیا تو ہشام تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا اور تین مرتبہ پوچھا کیا واقعی تم نے خاقان کے فوجی پڑاؤ کو لوٹ لیا، مقاتل نے کہا جی ہاں، ہشام نے کہا اچھا بیان کرو پھر کیا ہوا۔ مقاتل نے کہا ترک ختل کے علاقہ میں داخل ہوئے تو مسلمان واپس چلے آئے اس پر ہشام نے کہا اسد کمزور آدمی ہے، مقاتل نے کہا امیر المومنین اتنی جلدی رائے قائم نہ کیجئے اسد کمزور نہیں جتنا اس نے کر دکھایا اس سے زیادہ کرنا اُسکے امکان سے باہر تھا! اب ہشام نے پوچھا کہو تم کیا چاہتے ہو، مقاتل نے کہا یزید بن المہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم بلاوجہ لے لئے تھے ہشام نے کہا میں اس معاملہ میں تمہیں گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہیں دینا چاہتا تم اپنے بیان کی تصدیق میں صرف قسم کھالو مقاتل نے قسم کھائی، ہشام نے وہ رقم خراسان کے خزانۂ عامرہ سے مقاتل کو دلادی، خالد کو لکھا کہ تم اسد کو اس حکم کی اطلاع دیدو، خالد نے اسد کو لکھدیا اور اسد نے حسبہ تعمیل کردی جب یہ رقم مقاتل کو مل گئی تو اُنھوں نے اُسے حیان کے تمام ورثا میں کتاب اللہ اور فرائض کے مطابق تقسیم کر دیا؛

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہشام نے اسد کو حکم دیا تھا کہ وہ اس معاملہ کی تحقیق کرے اگر اُنکا بیان سچ ہو تو پھر ایک لاکھ درہم مقاتل کو دیدے۔

خراسان کی اس فتح عظیم کی خوشخبری مرو میں عبدالسلام بن الاشہب بن عبد الحنظلی کے ذریعہ پہنچی، جنگ سناں میں ترکوں کی ہزیمت کی اطلاع دینے کے لئے اسد نے ایک وفد خالد بن عبداللہ کے پاس روانہ کیا اس وفد کے ہمراہ خاقان کی فوج کے نشان اور ترک سرداروں کے سر تھے، خالد نے، اس وفد کو ہشام کے پاس بھیجدیا ہشام نے اُن سے کہا کہ تم لوگ اپنے بیان کی تصدیق میں قسم کھاؤ، اُنھوں نے قسم کھالی، ہشام نے اس وفد کے ارکان کو خلعت وانعام سے سرفراز فرمایا؛

سبل بادشاہ نے مرتے وقت جب ابن السایجی کو اپنا جانشین مقرر کیا تو

اُوسے تین نصیحتیں کیں پہلی یہ کہ تم اہل ختل کے ساتھ اسطرح تکبر و غرور سے پیش نہ آنا جسطرح کہ میں کر تا رہا ہوں اس لئے کہ میں بادشاہ ہوں اور تم بادشاہ نہیں ہو، بلکہ تم بھی اُنھیں جیسے ایک عام باشندے ہو، اس لئے وہ تمھارے طرزِ عمل کو اُس خاموشی سے برداشت نہیں کرینگے جسطرح کہ وہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں دوسرے یہ کہ تم فوراً جیش کو دعوت دیکر اپنے علاقہ میں لے آنا کیونکہ میرے بعد وہی بادشاہ ہوگا، بادشاہ رعایا کے لئے بمنزلہ اُس لڑی کے ہوتے ہیں جس میں دانے پُروے جاتے ہیں اور جب تک یہ نہ ہو تو رعایا آوارہ گرد کنجروں کی طرح رہتی ہے، عربوں سے کبھی نہ لڑنا۔ جہاں تک ہو سکے حیلہ اور تدبیر سے اپنے تئیں اُن سے بچانا۔

یہ باتیں سنکر ابن السائجی نے کہا آپ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ میں اہل ختل سے تکبر و غرور سے پیش نہ آؤں، اسکے فائدہ سے میں خود واقف ہوں۔ جیش کو بلانے کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا وہ بھی صحیح ہے، البتہ آپ نے عربوں سے لڑنے کو جو منع کیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ خود آپ اس ملک کے اور تمام بادشاہوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ عربوں سے لڑتے رہے ہیں۔

سبل نے کہا تم نے اچھا کیا کہ ایسی بات پوچھ لی جسے تم نہیں جانتے تھے میں نے تمھاری قوت کا اپنی قوت کے ساتھ مقابلہ کیا ہے میں تم لوگوں کو اپنے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں پاتا اور جب میرا یہ حال رہا ہے کہ جب کبھی میں عربوں سے لڑا مجھے اُن کے مقابلہ میں تکلیف اور مصیبت اُٹھاکر واپس ہونا پڑا اور اگر تم اُن سے لڑے تو پہلے ہی مقابلہ میں تمھاری کامل ہلاکت یقینی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جیش (جسکا ذکر اُوپر آچکا ہے) چین بھاگ گیا تھا، اور ابن السائجی وہی شخص ہے جس نے اسد بن عبداللہ کو خاقان کی اُسکی طرف پیشقدمی کی اطلاع دی تھی، کیونکہ یہ اسد سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

اس سنہ میں مغیرہ بن سعید اور بیان نے بعض لوگوں کے ساتھ خروج کیا، خالد نے اُنھیں گرفتار کرلیا اور قتل کرادیا۔

مغیرہ بن سعید اور بیان کے خروج اور قتل کا بیان

مغیرہ بن سعید ساحر تھا۔ اعمش بیان کرتا ہے کہ میں نے مغیرہ بن سعید کو یہ کہتے سنا کہ اگر میں قوم عاد۔ ثمود، اور بہت سے دوسرے اُن کے درمیانی عہد کے باشندوں کو زندہ کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں یہ شخص مقابر میں جا کر اُسی قسم کے کلمے کہتا تھا جس سے ٹڈیوں کی طرح کے جانور قبروں پر دکھائی دیتے تھے۔

محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ بصرہ کے ایک صاحب طلب علم کے لئے ہمارے پاس آئے وہ ہمارے ہی پاس مقیم تھے۔ ایک روز میں نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ یہ دو درہم لیجا اور اسکی مچھلی خرید لا یہ حکم دیکر میں اور بصری طالب العلم مغیرہ بن سعید کے پاس گئے، مغیرہ نے مجھسے کہا اگر تم پسند کرو تو میں تمھیں بتا دوں کہ تمھاری خادمہ کس کام کے لئے گئی ہے میں نے کہا نہیں، پھر اُس نے کہا اگر چاہو تو میں یہ بھی تمھیں بتا دوں کہ تمھارے والدین نے تمھارا نام محمد کیوں رکھا ہے، میں نے کہا نہیں۔ پھر خود ہی اُس نے کہا کہ تم نے اپنی خادمہ کو دو درہموں کی مچھلی خریدنے کے لئے بھیجا ہے یہ سنتے ہی ہم دونوں اُس کے پاس سے اُٹھ آئے۔

ابو نعیم نے بیان کیا ہے کہ مغیرہ کو سحر میں دستگاہ حاصل تھی، خالد نے اُسے گرفتار کر کے قتل کرا دیا اور پھر سولی پر لٹکا دیا۔

عمرو بن حریث کا آزاد غلام سعید بن مروانیہ بیان کرتا ہے کہ جب مغیرہ اور بیان اپنے گروہ کے چھ سات آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر کے خالد کے پاس لائے گئے تو خالد کے حکم سے اُسکا تخت مسجد جامع کے پاس نکال کر رکھا گیا۔ خالد نے سرکنڈوں کے گٹھے اور نفط منگوایا۔ خالد نے مغیرہ کو حکم دیا کہ ایک گٹھے کو تھام لے، مغیرہ رُکا اور ہچکچایا۔ فوراً ہی اُسکے سر پر کوڑے پڑنے لگے اب مغیرہ نے گٹھا اُٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا اُسے اس گٹھے سے باندھ دیا گیا، اُسپر اور گٹھے پر نفط ڈالا گیا اور انھیں آگ لگا دی گئی۔ آگ کے اثر سے وہ دونوں پھٹ گئے۔ اسکے بعد خالد نے دوسرے لوگوں کو ایسا کرنیکا حکم

دیا سب نے اس حکم کی تعمیل کی سب کے آخر میں بیان کو حکم دیا اس نے فوراً ہی لبیک کر گٹھا اپنی بغل میں لے لیا، اس پر خالد نے کہا تم پر افسوس ہے تم ہر کام میں حماقت کرتے ہو، کیا تم نے اس مغیرہ کو نہیں دیکھا، پھر اُسے بھی جلا ڈالا۔

ابو زید کہتے ہیں کہ خالد نے مغیرہ اور بیان کو قتل کرا دینے کے بعد مالک بن اعین الجھنی کو بلوایا اور اس سے پوچھا، اُس نے سچائی سے اپنے جرم کا اعتراف کیا، خالد نے اُسے چھوڑ دیا جب یہ شخص اُن لوگوں میں جا ملا جنکی مدد سے وہ اپنے کو لیجا سکتا تھا جن میں ابو مسلم الخراسانی بھی تھا تو اُس نے یہ اشعار کہے۔

ضربت لہ بین الطریقین لاحبا وطنت علیہ الشمس فیمن یطینھا
والقیتہ فی شبھۃ حین سالنی کما اشتبھا فی الخط سین و شینھا

(ترجمہ) میں ابو مسلم کی طرف دونوں شاہراہوں کے درمیان روانہ ہوا اور میں نے اپنے نفس پر تمازت آفتاب کی تکلیف کو اور لوگوں کے ساتھ برداشت کرلیا۔ میں نے خالد کو جب اُس نے مجھ سے سوال کیا شبہ میں ڈالدیا جسطرح کہ تحریر میں سین اور شین ایک دوسرے سے مشابہ ہو جاتے ہیں۔

جب ابو مسلم کو اقتدار حاصل ہو گیا تو اُس نے کہا کہ اگر میں مالک کو پاتا تو اسے ضرور قتل کر ڈالتا کیونکہ اُس نے خود ہی اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا،

علی بن محمدؒ بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے سات آدمیوں کے ساتھ خروج کیا، یہ لوگ وصفاء (خدام) کہلائے جاتے تھے انہوں نے کوفہ کے عقبی حصّہ میں خروج کیا تھا، جسوقت اُن کے خروج کی خالد کو خبر ہوئی وہ منبر پر خطبہ دے رہا تھا یہ سنتے ہی اُس نے پانی مانگا، اسپر ابن نوفل نے اُسکی ہجو میں چند شعر کہے جنمیں اُسکی بزدلی کا بھی اظہار تھا،

اس سنہ میں بہلول بن بشر جسکا لقب کثارہ تھا خارجی ہو گیا، اُسنے بغاوت کی اور مارا گیا،

بہلول بن بشر خارجی کی بغاوت اور اُسکے قتل کا واقعہ

بہلول ایک عابد زاہد کم خوراک شخص تھا، اُسکی شجاعت کی شہرت سے

ہشام بن عبدالملک بھی واقف تھا ، حج کے ارادہ سے روانہ ہوا اس نے اپنے غلام سے ایک درہم کا سرکہ خرید کر منگوایا ۔ غلام بجائے سرکہ کے شراب لیکر آیا ۔ بہلول نے غلام کو حکم دیا کہ اسے جاکر واپس کر دے اور درہم لے آئے غلام کو اپنے مقصد میں ناکامیابی ہوئی ۔ خود بہلول اس موضع کے جو علاقہ سواد میں واقع تھا عامل کے پاس آیا ۔ اور اس معاملہ کی اس سے شکایت کی ، عامل قریہ نے اس کی درخواست رد کر دی اور کہنے لگا کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے اچھی ہے ۔ بہلول حج کرنے چلا گیا ، حج سے فراغت کے بعد اس نے حکومت کے خلاف خروج کرنے کا ارادہ کیا ، اسکے ہم خیال اور لوگ بھی مکہ میں اس سے ملے ۔ ان سب نے موصل کے ایک موضع کو اپنے اجتماع کا مرکز مقرر کر لیا چالیس آدمی اس موضع میں جمع ہو گئے ۔ بہلول کو انھوں نے اپنا امیر مقرر کیا ، اور سب نے اس بات کا تصفیہ کیا کہ جس شخص سے وہ ملیں اس سے یہ ہی کہیں کہ ہمیں ہشام نے بعض تعلقات پر عامل مقرر کر کے خالد کے پاس بھیجا ہے کہ خالد ہمیں اپنے عہدوں کا جائزہ دلا دے ۔

غرض کہ جس عامل کے پاس وہ آتے اس سے یہ ہی کہتے ، اس ترکیب سے انھوں نے ڈاک کے سرکاری گھوڑے لے لیے ، جب یہ لوگ اس گاؤں میں پہنچے ، جہاں بہلول کا غلام سرکہ خریدنے گیا اور اس کو سرکہ کے عوض شراب دی گئی تھی تو بہلول نے کہا کہ ہمیں اس موضع کے عامل سے ابتدا کرنا چاہیے کیونکہ اسی نے یہ بات کہی تھی کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے اسپر اسکے دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو خالد کو قتل کرنا چاہتے ہیں اگر ہم نے اس عامل سے ابتدا کر دی تو ہماری شہرت ہو جائیگی خالد وغیرہ حفاظت کی تدابیر اختیار کر لینگے ہم آپکو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ اس عامل کو قتل نہ کریں ورنہ خالد ہماری گرفت سے نکل جائیگا اور یہ وہ شخص ہے جو مساجد کو منہدم کراتا ہے ، گرجاؤں اور آتشکدوں کی تعمیر کراتا ہے ، مجوسیوں کو مسلمانوں پر والی مقرر کرتا ہے ، مسلمان عورتوں کا ذمیوں سے

بیاہ کرتا ہے، شاید ہم اِس کو قتل کرکے اللہ تعالیٰ کو خوش کر دیں گے مگر بہلول نے اُن کا مشورہ نہ مانا اور کہا کہ میں اُس بات کو جسکا کرنا مجھے اسوقت ضروری ہے اُس بات کی خاطر جو اُسکے بعد ہوگی نہیں چھوڑ سکتا۔ اور مجھے توقع ہے کہ میں اِس شخص کو قتل کرکے جس نے مجھ سے اِس طرح کی گفتگو کی تھی خالد کو بھی جا لونگا اور اُسے بھی قتل کر ڈالوں گا، اور اگر میں نے اِسے چھوڑ کر خالد کا قصد کیا تو ہماری شہرت پھیل جائیگی اور یہہ شخص ہمارے پنجہ سے نکل جائیگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ

(ترجمہ) "اُن کافروں سے جو تمہارے قریب ہوں لڑو، اور چاہیئے کہ کفار تم میں درشتی اور سختی پائیں"

اُسکے ساتھیوں نے کہا تو پھر جیسی آپ کی رائے ہو ویسا ہی کیجئے۔ چنانچہ بہلول نے حملہ کرکے اُس قریہ کے عامل کو قتل کر ڈالا۔ اس فعل سے تمام لوگ ہوشیار ہو گئے اور جان گئے کہ یہ خارجی ہیں، سب باشندے بھاگ کر شاہراہ عام کی طرف لپکے ڈاک لیجانے والے سپاہیوں نے فوراً جاکر خالد کو اُسکی اطلاع دی کہ خارجیوں نے خروج کیا ہے، اُس وقت تک سلطنت کے عمال کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان خارجیوں کا سردار کون ہے، خالد واسطہ سے روانہ ہو کر حیرہ آیا اُسوقت اُس نے بالکل بوسیدہ لباس پہن رکھا تھا،

اس زمانہ میں بنی القیس کا ایک شامی سردار کچھ فوج کے ساتھ عراق آیا تھا، یہ فوج اُس عامل کی امداد کے لئے جو ہندوستان پر خالد کی جانب سے مقرر تھا بھیجی گئی تھی۔ اور چونکہ یہ فوج حیرہ میں مقیم تھی اسی وجہ سے خالد نے حیرہ کا رخ کیا تھا۔ خالد نے اِس فوج کے سردار کو بلایا اور اُس نے کہا کہ تم اُن خارجیوں سے لڑو، تم میں سے جو شخص کسی خارجی کو قتل کریگا میں اُسے علاوہ اس تنخواہ کے جو اُسے شام میں مل چکی ہے اور بھی انعام دونگا اور ہندوستان جانے سے معاف کر دونگا۔ چونکہ یہ لوگ ہندوستان جانا پسند نہ کرتے تھے" اِس وجہ سے اُنھوں نے فوراً اس تجویز کو منظور کر لیا اور کہا کہ ہم ان نفروں کو قتل کرکے اپنے گھروں کو واپس

چلے جائیں گے۔

قبیثی چھ سو کی جمعیت کے ساتھ خارجیوں کی طرف چلا۔ اسکے علاوہ کوفہ کی جنگی پولیس کے دو سو جوان بھی خالد نے اُن کے ساتھ کر دیئے، دریائے فرات پر خارجیوں کا مقابلہ ہوا قبیثی نے اپنی فوج میں ترتیب جنگ قائم کی اس نے کوفہ کی جنگی پولیس کی جماعت کو بالکل علیحدہ کر دیا اور اُن سے کہدیا کہ تم ہمارے ساتھ مت رہو، اصل میں وہ یہ چاہتا تھا کہ صرف وہ اور اُسکی فوج دشمن سے نپٹ لیں تاکہ فتح کا سہرا صرف انھیں کے سر رہے، اور خالد کے وعدوں سے یہی متمتع ہوں۔

اب بہلول مقابلہ کے لئے اس فوج کی طرف بڑھا اُس نے سردار فوج کے مقام کو دریافت کرلیا، تھوڑی دیر اُسکے لئے رکا اُسکے ساتھ ایک سیاہ علم تھا بہلول قبیثی پر حملہ آور ہوا۔ اُسکی زرہ میں ایک فرجہ تھا بہلول نے اسی جگہ نیزہ کا وار کیا، نیزہ اُسکے جسم کے آر پار ہو گیا قبیثی نے کہا تو نے مجھے قتل کیا ہے اللہ تجھے ہلاک کرے گا۔ بہلول نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے آتش دوزخ میں لیجائے، سردار کے قتل کے بعد ہی اہل شام نے راہ گریز اختیار کی اُسکے ساتھ کوفہ کی جنگی پولیس والے بھی بھاگے اسی طرح کوفہ کے دروازہ تک پہنچے بہلول اور اُسکے ساتھی انھیں قتل کرنے لگے، چونکہ شامی عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے اس لئے وہ تو خارجیوں کے ہاتھ نہ آسکے البتہ خارجیوں نے کوفہ والوں کو آلیا کوفہ والوں نے بہلول سے کہا کہ آپ ہمارے معاملہ میں اللہ سے ڈریں کیونکہ ہم تو بالکل معذور و مجبور ہیں۔ حکم کے بندے ہیں، بہلول اُن کے سروں پر نیزہ کا بانس مارتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ جاؤ جاؤ بھاگ کر جان بچاؤ۔

بہلول نے دیکھا کہ قبیثی کے پاس نقد رقم کی ایک تھیلی ہے اُس نے اُسے اٹھالیا، اُسی زمانہ میں خود کوفہ میں چھ آدمی بہلول کے ہم خیال تھے، یہ بہلول کے ساتھ شریک ہو جانے کے ارادہ سے کوفہ سے نکلے تھے مگر قتل کر دئے گئے اب بہلول اس تھیلی کو لیکر اِن کی لاشوں پر آیا اور کہنے لگا کہ بتاؤ کہ کس کس نے انھیں قتل کیا ہے تاکہ میں اُسے یہ رقم انعام میں دوں یہ سنتے ہی ایک نے کہا"

میں نے" دوسرے نے کہا میں نے" اس ترکیب سے بہلول نے انھیں شناخت کر لیا یہ لوگ اس دھوکہ میں تھے کہ یہ شخص خالد کا فرستادہ ہے اِن کے خارجیوں کو قتل کرنے پر انھیں انعام دینے آیا ہے بہلول نے گاؤں والوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا یہ سچ کہتے ہیں کہ انھیں لوگوں نے اِن اشخاص کو قتل کیا ہے۔ اہل قریہ نے کہا جی ہاں سچ، بہلول نے یہ تصدیق اس لئے کی کہ اُسے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا ان لوگوں نے محض روپیہ کے لالچ میں اُن کے قتل کا ادعا کیا ہو، بہلول نے گاؤں والوں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ اور مدعیانِ قتل کے قتل کا حکم دیا۔ یہ لوگ قتل کر ڈالے گئے اُسکے ساتھیوں نے اُسکے اس فعل پر اُسے برا کہا، بہلول نے اپنے فعل کو دلیل سے حق بجانب ٹھہرایا اور آخر کار وہ بھی اُسکے فعل کے جواز کو مان گئے۔

اس فوج کی شکست اور اہل صوفین سے جو لوگ مارے گئے تھے اُنکی اطلاع خالد کو پہنچی خالد نے اس مرتبہ بنی شیبان کے خاندان بنی حوشب کے ایک سردار کو بہلول کے مقابلہ پر بھیجا۔ موصل اور کوفہ کے درمیان دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ بہلول نے اس سردار پر حملہ کیا، اُسنے رحم کی درخواست کی اور کہا کہ میں خود تمہارے مقابلہ سے ہٹ کر بچ جاتا ہوں۔ بہلول نے اُسکے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سردار کی فوج بھاگ کر خالد کے پاس آئی جو حیرہ میں مقیم اس جنگ کے نتیجہ کا منتظر تھا، یہ اس شکست خوردہ فوج کو دیکھکر جو اُسکے پاس اُمنڈ آئی تھی گھبرا گیا۔ بہلول اُسی دن موصل کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا۔ عاملِ موصل کو اُسکی جانب سے خوف پیدا ہوا اور اُس نے ہشام کو اطلاع دی کہ خارجیوں کی ایک جماعت نے خروج کر کے اودھم مچا رکھا ہے اور مجھے اپنا علاقہ بھی مامون نظر نہیں آتا آپ اُنکے مقابلہ کے لئے فوج بھیج دیجئے، ہشام نے اسے لکھا کہ کثارہ بن بشر کو خارجیوں کے مقابلہ کے لئے بھیجدو، ہشام کو بہلول کا صرف لقب معلوم تھا، اسپر عاملِ نے لکھا کہ یہ کثارہ ہی ہے جس نے خروج کیا ہے۔

دوسری جانب بہلول نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بخدا ہم ابن نصرانی عورت کے

بیٹے (یعنے خالد) کے ساتھ کچھ نہیں کریں گے، ہم نے صرف اللہ کے لیئے خروج کیا ہے کیا وجہ ہے کہ ہم اُس شخص کا ارادہ نہ کریں جو خالد اور مؤیدین خالد پر حکومت کرتا ہے، چنانچہ بہلول نے اب ہشام کے ارادہ سے شام کا قصد کیا، اُسپر ہشام کے تمام عامل ڈرے کہ اگر ہم نے بلا مزاحمت بہلول کو اپنے علاقوں سے گذر کر شام جانے دیا تو ہشام ہم پر ناراض ہوگا۔ اس لئے خالد نے عراقیوں کا اور عامل جزیرہ نے جزیرہ والوں کا ایک ایک لشکر بہلول کے مقابلہ کیلئے تیار کیا۔ خود ہشام نے بھی شامیوں کا ایک لشکر اُس کے مقابلہ کے لئے بھیجدیا، جزیرہ اور موصل کے درمیان ایک عیسائی خانقاہ پر یہ سب فوجیں جمع ہوئیں۔ اب بہلول بھی اُنکے مقابلہ پر آگیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موصل کے درے مقام کحیل پر یہ اجتماع ہوا تھا۔

بہلول اس خانقاہ کا دروازہ روک کر اُترا، حریف نے اُس سے کہا کہ دروازہ چھوڑ دو تاکہ سامنے آکر مقابلہ کریں، بہلول ہٹ گیا اور یہ فوجیں باہر نکل آئیں، جب اُس نے اس فوج کی کثرت دیکھی تو اپنی جماعت کو جنہیں صرف ستر آدمی تھے میمنہ اور میسرہ میں تقسیم کردیا اور مقابلہ کے لئے سامنے آگیا، اور اپنی حریف فوج سے کہنے لگا کہ کیا تمھارا ہر شخص یہ امید رکھتا ہے کہ وہ ہمیں قتل کرکے صحیح و سالم اپنے شہر اور اہل و عیال میں جائیگا، سب نے کہا ہاں انشاءاللہ ہمیں ایسی ہی امید ہے، اب بہلول نے ایک شخص کو حملہ کرکے قتل کرڈالا اور کہنے لگا کہ اب یہ تو اپنے گھر والوں کے پاس کبھی واپس نہیں جائے گا اسیطرح ایک ایک کرکے اُس نے چھ آدمیوں کو قتل کرڈالا۔ حکومت کی فوج کے اوسان خطا ہوگئے، اُن کے پاؤں میدانِ جنگ سے اُکھڑ گئے، بھاگ کر اس دیر میں آئے، بہلول نے اُنکا محاصرہ کرلیا، آخرکار بیس ہزار فوج اُنکی امداد کے لئے آئی۔ اس ٹڈی دل فوج کو دیکھکر بہلول کے ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں چاہیئے کہ اپنے گھوڑے ذبح کرڈالیں اور ایک ہی فیصلہ کن حملہ کردیں۔ مگر بہلول نے کہا کہ ایسا نہ کرو تاکہ جب تک ہم اپنے گھوڑوں پر جمے رہیں اپنی طرف سے اللہ کا حق ادا کریں۔

خارجی اُس روز شام ہونے تک لڑے اُنھوں نے مقابل فوج کے بہت سے لوگوں کو قتل اور زخمی کیا پھر بہلول اور اُس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کو ذبح کرڈالا، پا پیادہ ہو گئے اور تلواریں سونت کر دشمن میں گھس پڑے، دشمن کو بہت، نقصان پہنچایا۔

بہلول کے اکثر ساتھی قتل ہو چکے تھے، خود بہلول لڑتا بھی جاتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو دشمن سے بچاتا بھی جاتا تھا۔ قبیلۂ بنی جدیلہ قیس کے ایک شخص نے جسکی کنیت، ابو الموت تھی بہلول پر حملہ کیا اور نیزہ کے ایک وار سے اسے زمین پر گرادیا۔ اُسکے ساتھیوں میں سے جو زندہ تھے وہ اسکے پاس آئے اور کہا کسی شخص کو مقرر کر جایئے جو آپ کے بعد ہمارا سربراہ کار ہو، بہلول نے کہا اگر میں مرجاؤں تو، دعامۃ الشیبانی میری جگہ امیر المومنین ہوں گے اگر وہ بھی مرجائیں تو عمرو الیشکری امیر المومنین ہوں، ابو الموت بہلول کا داماد تھا۔ بہلول اسی رات کو مرگیا، جب صبح ہوئی تو دعامۃ اپنے ساتھی خارجیوں کو چھوڑ کر فرار ہوگیا۔ اُن کے ایک شاعر نے اُسکی ہجو میں ایک شعر کہا ضحاک بن قیس نے بہلول کا مرثیہ لکھا اور اُس میں اُسکے ساتھیوں کا بھی ذکر کیا۔

بہلول کے قتل کے بعد عمرو الیشکری نے خروج کیا مگر فوراً ہی قتل کر دیا گیا۔

اسکے بعد عنزی صاحب الاشہب نے ساٹھ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا خالد صاحب الاشہب ہی کے نام سے اس عنزی کو پہچانتا تھا خالد نے سمط بن مسلم البجلی کو چار ہزار فوج کے ساتھ اُسکے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ فرات کے ایک طرف دونوں کا مقابلہ ہوا عنزی نے سمط پر حملہ کیا اور تلوار اُس کی انگلیوں کے درمیان ماری، سمط کی تلوار گر پڑی اور اُسکا ہاتھ بیکار ہوگیا۔ سمط نے خارجیوں پر حملہ کیا، خارجیوں کو شکست ہوئی، دوران فرار میں اہل کوفہ کے غلاموں اور سفلے لوگوں نے اِن خارجیوں کو آلیا اور پتھروں سے اُن کا کام تمام کر دیا۔

اسکے بعد وزیر السختیانی نے حیرہ میں چند آدمیوں کے ساتھ خالد کے خلاف خروج کیا جس گاؤں میں اسکا گزر ہوتا اُسے جلا دیتا اور جو شخص اُسے ملتا اُسے

قتل کر ڈالا، حیرہ کے بیت المال اور تمام مال و متاع پر اس نے قبضہ کر لیا خالد نے اپنے درباریوں میں سے ایک سردار کو اور کوفہ کی جنگی پولیس کی ایک جماعت کو اسکی سرکوبی کے لئے بھیجا، وزیر نے اس جماعت کا مٹھی بھر آدمیوں سے مقابلہ کیا، آخر دم تک لڑتا رہا۔ اسکے تمام ساتھی مارے گئے، یہ زخموں سے چور میدان جنگ سے اٹھایا گیا خالد کے سامنے لایا گیا، جب یہ خالد کے پاس آیا تو وعظ کرنے لگا، اور قرآن کریم کی کچھ آیتیں خالد کو پڑھ کر سنائیں خالد یہ سنکر بہت خوش اور متاثر ہوا، اُس کے قتل کے ارادہ کو ترک کر دیا اور اپنے پاس ہی اُسے قید کر دیا۔ اُسکے بعد خالد کا یہ دستور ہو گیا کہ وہ راتوں کو اُسے اپنے پاس بلا لیتا اور اس سے باتیں کرتا۔ اور مختلف باتیں پوچھتا ہشام کو اُسکی اطلاع ہوئی۔ کسی نے اُس سے کہدیا کہ خالد نے ایک ایسے خارجی کو جس نے لوگوں کو قتل کیا، آگ لگائی، لوٹ مچائی، گرفتار کر کے جان بخشی کی اور پھر اُس نے اسے اپنا داستان گو بنا رکھا ہے۔ ہشام کو یہ سنکر غصہ آیا اُس نے خالد کو ایک خط لکھا جس میں اسے بُرا بھلا لکھا اور پھر حکم دیا کہ ایسے فاسق کی جو قتل و غارت کا ارتکاب کر چکا ہو جان بخشی نہ کرو!

وزیر کی فصاحت اور حسن بیان سے خالد ایسا مسحور ہو چکا تھا کہ اس خط کو پڑھکر اُس نے کہا کہ میں اسے موت سے بچاؤں گا، خالد نے اُسکے معاملہ میں پھر ہشام کو لکھا اور درخواست کی کہ آپ اپنے حکم میں نرمی کر دیجئے یہاں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خالد نے لکھا نہیں بلکہ وہ ہشام کے حکم کی تعمیل میں ارادۃً تاخیر کر رہا تھا اور وزیر کو بچا رہا تھا کہ ہشام نے دوبارہ اُسے فرمان لکھا جسمیں خالد کو سرزنش کی اور حکم دیا کہ وزیر کو فوراً قتل کر ڈالو اور جلا دو۔ اس آخری فرمان کے بعد خالد میں یہ طاقت کہاں تھی کہ وہ اُسکی تعمیل میں تاخیر کرتا اُس نے وزیر اور اُسکے اور چند ساتھیوں کو جو اسی کے ساتھ گرفتار کئے گئے تھے بلا یا اُن کے قتل کا حکم دیدیا، یہ لوگ مسجد میں لائے گئے سرکنڈے کے گٹھے بھی لائے گئے، اُن سب کو اِن گٹھوں میں باندھکر اُن پر نفط چھڑک دیا گیا، پھر اُنھیں چوک میں لاکر ٹکٹکیوں سے باندھکر اُن میں آگ لگا دی۔

سوائے وزیر کے سب نے آہ وواویلا مچایا البتہ اس نے حرکت تک نہیں کی برابر کلام پاک کی تلاوت کرتا رہا اور اسی حالت میں جان دی۔

اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے ختل پر چہاو کیا اور بدرطرخان بادشاہ ختل کو قتل کیا۔

اسد کی ختل پر فوجکشی اور بدرطرخان کا قتل

جب اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا (غزوۂ بدرطرخان یہی ہے)، تو مصعب بن عمرو الخزاعی کو پہلے روانہ کیا، چلتے چلتے یہ بدرطرخان کے قریب جا پہنچا۔ اس نے مصعب سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ خود اسد کی خدمت میں حاضر ہوگا، مصعب نے اُسکی درخواست منظور کر لی، اب خود اسد جہاد کیلئے روانہ ہوا، اسد نے بدرطرخان سے کچھ مالی مطالبات کیے جسکے دینے سے اُسنے انکار کر دیا۔ مگر پھر اُس نے اسد سے درخواست کی کہ دس لاکھ درہم قبول فرما لیجیے۔ اسد نے اُس سے کہا کہ تو بامیان کا رہنے والا ایک اجنبی شخص ہے تجھے ختل سے کیا تعلق تو جسطرح یہاں آیا تھا اُسی طرح نکل جا اسپر بدرطرخان نے اسد سے کہا کہ تم بھی تو خراسان میں صرف دس دم بریدہ گھوڑوں پر آئے تھے اور اگر آج تم یہاں سے جاؤ تو پانسو اُونٹ بھی تمھارے لیے کافی نہ ہوں گے۔ اسی طرح کی اور باتیں بھی اُس نے اسد سے کیں، اور کہا میں ختل میں کچھ لیکر آیا تھا جو میں لایا تھا وہ مجھے دیدو میں جسطرح یہاں آیا تھا اُسی طرح نکل جاؤنگا۔

اسد نے پوچھا کیا لیکر آئے تھے، بدرطرخان نے کہا میں ختل میں جب داخل ہوا تو جوان تھا، میں نے تلوار کے ذریعہ دولت حاصل کی اور اللہ نے مجھے اولاد اور اہل دی، تم مجھے میری جوانی واپس دیدو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں کیونکہ آپ خود دیکھیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اپنے اہل وعیال کو یہاں چھوڑ کر چلا جاؤں میں انکے بعد کسطرح زندگی گذار سکتا ہوں، اسد اس تقریر کو سنکر برہم ہوگیا، مگر بدرطرخان کو وعدۂ امان پر بھروسا تھا، اسد نے اُس سے کہا کہ تو اپنی گردن پر داغ غلامی لگا لے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس گستاخی کی وجہ سے میری فوج تیرے خلاف

کوئی فوری کارروائی نہ کر بیٹھے بدرطرخان نے کہا میں یہ نہیں کرنا چاہتا، میں بجائے اپنی گردن کے داغدار بنانے کے تمہاری جانب سے صرف پانوں چاہتا ہوں جو مجھے مصعب کے پاس پہنچادیں۔ مگر اب اسد نے اسکو اجازت دینے سے انکار کردیا تاوقتیکہ اسکی گردن میں داغ نہ دیدیا جائے چنانچہ اُسکی گردن میں داغ دیکر اسد نے اُسے اپنے آزاد غلام ابوالاسد کے حوالے کردیا۔ ابوالاسد اُسے لیکر روانہ ہوا اور شام کے قریب مصعب کے لشکر میں لے آیا۔

سلمہ بن ابی عبداللہ بھی موالیوں میں مصعب کے ہمراہ تھا ابوالاسد سلمہ سے ملا جو اُسوقت منجنیق کو اپنی جگہ پر نصب کر رہا تھا سلمہ نے ابوالاسد سے پوچھا کہ سپہ سالار نے بدرطرخان کے معاملہ میں کیا کیا، ابوالاسد نے سارا ماجرا سنادیا کہ اسطرح بدرطرخان نے جانیکی اجازت طلب کی۔ امیر نے اجازت دیدی اب میرے ساتھ اُسے مصعب کے پاس بھیجا ہے تاکہ اُسے قلعہ میں پہنچادیا جائے تمام واقعہ سنکر سلمہ نے کہا کہ امیر نے جو کچھ کیا غلط کیا وہ خود اُسکا برا نتیجہ دیکھ لیگا اور اپنے کیئے پر نادم ہوگا۔ اُسے یہ کرنا چاہیئے تھا کہ جس رقم کے دینے پر اُس نے آمادگی ظاہر کی تھی اُسے لے لیتا یا اُسے قید کردیتا تاکہ وہ اپنے قلعہ میں نہ داخل ہوسکتا ہم نے تو بڑی مشکلوں سے قلعہ میں داخل ہونیکا راستہ بنایا ہے، پل قائم کئے ہیں تنگناؤں کو درست کیا، اور اُس نے ہم سے اسلیئے تعارض نہیں کیا کہ اُسے صلح ہو جانے کی امید تھی، اب جب کہ اُسے صلح سے مایوسی ہوگئی ہے تو وہ کوئی دقیقہ ہمارے خلاف اٹھا نہ رکھے گا، تم آج رات تو اسے میرے خیمہ ہی میں رکھو۔ مصعب کے پاس نہ لیجاؤ، کیونکہ اسوقت مصعب اسکا انتظار کر رہا ہوگا کہ وہ آئے تو قلعہ میں بھیجدیا جائے۔

چنانچہ ابوالاسد اور بدرطرخان سلمہ کے خیمے میں ٹھہر گئے، دوسری جانب سے خود اسد اپنی فوج لیکر آگے بڑھا اُس نے پیش قدمی کے لئے ایک تنگ گھاٹی اختیار کی، جسکی وجہ سے فوج اُس سے علٰحدہ ہوگئی، بڑھتے بڑھتے اسد ایک ندی پر پہنچا، اُسے پیاس معلوم ہورہی تھی، اُس کے خدمتگاروں میں سے کوئی بھی اُسوقت ساتھ نہ تھا، اسد نے پانی مانگا، سعدی بن عبدالرحمٰن ابوطحمہ الذہبی

مع اپنے ایک خدمتگار کے وہاں موجود تھا، اُسکے خدمتگار کے پاس ایک پُھنی چھاگل تھی سغدی نے اُس چھاگل میں ستو ڈالا، پھر ندی سے پانی لیکر اس میں ڈالکر ہلایا، اسد اور فوج کے بعض دوسرے سرداروں نے اُسے نوش کیا۔

اسد ایک درخت کے سایہ میں اُتر پڑا فوج خاصہ کیر ایک سپاہی کو بلایا اور اپنا سر اُسکی ران پر رکھ لیا۔ مجشر بن مزاحم السلمی اپنے گھوڑے کی باگ روکتا ہوا آیا۔ اور اسد کے روبرو بیٹھ گیا، اسد نے اُس سے پوچھا اے ابوالعدیس کیسے ہو، مجشر نے کہا میں آج سے کل اچھا تھا، اسد نے کہا کیسے، مجشر نے کہا بدر طرخان ہمارے قبضہ میں تھا، اُس نے اتنی رقم پیش کی نہ امیر نے اُسکے پیشکش کو قبول کیا اور نہ اُسکی مشکیں بندھوائیں بلکہ اُسے جانے دیا، خود اُس کے وعدۂ امان کے ایفا کے خیال کے مطابق اُسے قلعہ میں جانے کی اجازت دیدی، اس تقریر کو سنکر اسد اپنے کیے پر نادم ہوا اُس نے اہل ختل میں سے ایک راستہ جاننے اور ایک شامی نافذ نام کو جو گھوڑوں کو سدھایا کرتا تھا بلایا۔ اور شامی سے کہا کہ اگر تو بدر طرخان کو قبل اُسکے کہ وہ قلعہ میں داخل ہوجائے تو میں تجھے ہزار درہم انعام دونگا۔ اسد نے ان دونوں کو بھیجدیا۔ یہ مصعب کے لشکر میں پہنچے، شامی نے پکار کر پوچھا کہ اُس کافر کا کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ سلمہ کے پاس ہے، راستہ بتانے والے نے واپس آکر اسد کو اسکی اطلاع دی اور وہ شامی شخص بدر طرخان کے ساتھ سلمہ کے خیمہ میں فروکش ہوگیا، اسد نے بدر طرخان کو پھر اپنے پاس بلوالیا۔ جب وہ سامنے آیا، اُسے گالیاں دیں، اب بدر طرخان تاڑ گیا کہ اسد نے عہد امان کو توڑ دیا۔ اُس نے چند کنکریاں اُٹھاکر آسمان کی طرف پھینکیں اور کہا یہ اللہ کا عہد ہے، پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی کیا اور کہا کہ یہ محمد صلعم کا عہد ہے، اب اسی طرح وہ کنکریاں آسمان کی طرف پھینکنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ امیر المومنین کا عہد ہے اور یہ مسلمانوں کا عہد ہے، اسپر اسد نے اُسکے ہاتھ قطع کرا دینے کا حکم دیدیا اسد نے اپنی فوج میں دریافت کیا کہ کوئی ازدی ابو فدیک کے وارثوں میں سے موجود ہے

جسے بدرطرخان نے قتل کیا تھا، ایک ازدی نے کہا میں ہوں۔ اسد نے اسے حکم دیا کہ تم ہی اسکی گردن ماردو، اُس نے اُسکی تعمیل کردی، اسد نے بڑے قلعہ پر تو قبضہ کرلیا البتہ قلعہ کے اندر جو بالا حصار تھا اور جس میں بدرطرخان کے اہل و عیال اور مال و متاع تھا وہ جوں کا توں بچا رہا۔ مسلمان اہل قلعہ تک نہیں پہنچے، اسد نے اپنے سواروں کو ختل کی وادیوں میں پھیلا دیا۔ اسد مرو آیا۔ ایوب بن ابی حسان التیمی مرو کا عامل تھا، اسد نے اسے معزول کرکے اُسکی جگہ اپنے عمزاد بھائی خالد بن شدید کو عامل مرو مقرر کردیا۔

جب اسد بلخ چلا آیا تو اُسے معلوم ہوا کہ عمارہ ابن حریم نے فاضلہ بنت یزید بن المہلب سے شادی کرلی ہے۔ اسد نے خالد ابن شدید کو لکھا کہ تم عمارہ سے کہدو کہ وہ یزید کی بیٹی کو طلاق دیدے اگر وہ انکار کرے تو سو کوڑے سزا دیجائے، خالد نے اُسے بُلایا۔ اسوقت خالد کے پاس عذافر بن زید التیمی بھی بیٹھا ہوا تھا، خالد نے عمارہ کو طلاق دینے کا حکم دیا۔ عمارہ نے کچھ انکار کے بعد طلاق دیدی، اسپر عذافر نے کہا کہ عمارہ خود بنی قیس کا ایک بہادر نوجوان اور انکا سردار ہے، یزید کی بیٹی میں کوئی ایسی وجہ امتیاز نہیں جسکی بنا پر وہ اِس سے اشرف سمجھی جائے، اِس کے بعد خالد بن شدید نے انتقال کیا اور اشعث بن جعفر البجلی کو اُس نے اپنا جانشین چھوڑا۔

اسی سنہ میں صحاری بن شبیب نے اپنے تئیں خدا کے لئے بیچڈالا (یعنے خارجی ہوگیا)، اور مقام جبل میں اُس نے خارجیوں کا شعار بلند کردیا۔

صحاری بن شبیب کے خروج کا واقعہ

واقعہ یہ ہے کہ صحاری بن شبیب ایک دن خالد کے پاس آیا اور عرض پرداز ہوا کہ بیت المال میں سے مجھے بھی کچھ دلوائے خالد نے کہا بھلا شبیب کا سپوت بیت المال سے حق لیکر کیا کرے گا، صحاری خالد سے رخصت ہوکر چلا آیا، مگر اُسکے جانیکے بعد خالد اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور اُسے یہہ اندیشہ ہوا کہ شاید یہ میرے خلاف کوئی فتنہ برپا کردے، لوگوں کو بھیجا کہ

اُسے بُلا لاؤ۔ صحاری (اُن) سے کہا کہ میں ابھی تو خالد کے پاس سے ہو کر آیا ہوں
مگر اُن لوگوں نے اُسکی کچھ نہ سُنی اور یہی کہتے رہے کہ ہم تمھیں لیکر جائینگے۔ صحاری نے
تلوار سے اُن پر حملہ کیا، تب اُنھوں نے اُسے چھوڑ دیا، صحاری گھوڑے
پر سوار ہو کر چلتا بنا، جب واسط سے نکل گیا تو اپنی نقل و حرکت کو پوشیدہ
رکھنے کے لئے اُس نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر ڈالا اور ایک کشتی
میں سوار ہو گیا پھر وہ بنی تیم اللات بن تعلبہ کے کچھ لوگوں کی طرف چلا جو جبل میں
تھے، تلوار حمائل کئے اُسکے پاس پہنچا سارا ماجرا جو اُسکے اور خالد کے درمیان
گزرا تھا اُن سے بیان کیا، اِن لوگوں نے صحاری سے کہا کہ، بھلا طلب
فریضہ سے تمھاری کیا توقع تھی تمھارے لئے زیادہ مناسب یہ تھا کہ تم ابن نصرانیہ
(خالد بن عبداللہ) کے پاس جاتے اور اپنی تلوار سے اُسے قتل کر ڈالتے۔
صحاری نے کہا طلب فریضہ کو میں نے اُس تک پہنچنے کا صرف بہانہ بنایا
تھا تاکہ وہ مجھے شناخت کر لے اور پھر میرا ارادہ تھا کہ فلاں شخص کے عوض
میں اُسے میں دھوکہ سے قتل کر ڈالونگا (خالد نے اس سے پیشتر قعدۃ الصفریہ
کی جماعت کے ایک شخص کو نہایت بے رحمی سے بے بسی کی حالت میں
قتل کر دیا تھا)، اِسکے بعد صحاری نے اُنھیں دعوت دی کہ میرے ساتھ
چلکر خالد پر اچانک ٹوٹ پڑو، بعض نے اُسکی دعوت کو قبول کر لیا، بعضوں نے
کہا ہم واقعات کی ترقی کا انتظار کریں گے، بعضوں نے بالکل ہی اُس کا ساتھ
دینے سے انکار کر دیا۔ صحاری نے اس موقع پر چند شعر کہے جنمیں اُس نے
اپنے عزم و استقلال کا اظہار کیا کہ چاہیے دوسرے حیل حجت کریں میں
خدا کی راہ میں ان ظالم سرکشوں سے جو بر سر اقتدار ہیں آخر دم تک لڑوں گا اور
اس بازی میں جیت کی خاطر ہر شئے لگا دوں گا۔
بہر حال تیس آدمیوں نے اُسکے ہاتھ پر بیعت کر لی، جبل ہی میں اُنھوں
نے اپنے تئیں خدا کے ہاتھ بیچ ڈالا یعنے آخر دم تک لڑنے کی ٹھان لی۔
یہ لوگ مبارک آئے۔ خالد کو اسکی اطلاع ہوئی، اُسنے سنکر کہا مجھے
پہلے ہی صحاری کی جانب سے یہ اندیشہ تھا، پھر اُس نے ایک فوج اسکے

مقابلہ پر بھیجی، مناذر کے ایک سمت حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ خارجیوں نے اس فوج کا سختی سے مقابلہ کیا، بے جگری سے لڑے، مگر پھر فوج نے انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب کو قتل کر ڈالا۔

اسی سنہ میں ابوشاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا امام ابن شہاب الزہری نے بھی اُسکے ساتھ حج کیا۔ محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا عامل تھا، عراق اور مشرقی صوبجات کا خالد بن عبداللہ القسری صوبہ دار تھا، خالد کی جانب سے اُسکا بھائی اسد بن عبداللہ خراسان کا عامل تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سنہ میں خالد کا بھائی اسد وفات پا چکا تھا اور اس نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو اپنا جانشین مقرر کردیا تھا، ایک اور روایت یہ ہے کہ خالد بن عبداللہ کے بھائی اسد نے سنہ ۱۲۰ ہجری میں انتقال کیا۔

مروان بن محمد آرمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔

سنہ ۱۲۰ھ کے اہم واقعات

اس سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے موسم گرما میں جہاد کیا اور سندرہ فتح کیا، نیز اسحق بن مسلم العقیلی نے بھی جہاد کیا۔ تومانشاہ کے کئی قلعے فتح کرلئے، اور اُسکے علاقہ کو برباد کردیا۔ مروان بن محمد نے ترکوں کی سرزمین میں جہاد کیا، مدائنی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے انتقال کیا،

اسد بن عبداللہ کی موت کا واقعہ

اسد کے شکم میں ایک پھوڑا تھا، جب وہ بلخ میں تھا تو عید مہرجان واقع ہوئی، اُمرا اور رؤسا تحائف پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ ان لوگوں میں ابراہیم بن عبدالرحمن الحنفی جو اسد کی جانب سے ہراۃ کا عامل تھا اور خراسان وہرات کا رئیس بھی تھا، یہ دونوں جو تحائف لیکر آئے تھے

اُن کی قیمت دس لاکھ درہم لگائی گئی، اِن تحائف میں دو محل تھے ایک چاندی کا اور ایک سونے کا، نیز سونے چاندی کے آفتابے اور رکابیاں تھیں۔ جسوقت یہ دونوں حاضر دربار ہوئے اسد اپنے تخت پر متمکن تھا، خراسان کے اشراف اور عمائدین کرسیوں پہ بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے دونوں محلوں کو سامنے رکھا اور اُن کے پیچھے، دوسرے ظروف مروی۔ قوہی اور ہروی دیبا کے تھان اور دوسری اشیاء رکھدیں جن سے سارا فرش بھر گیا، ہرات کا رئیس اسد کے لئے چاندی کا ایک کرہ بھی لایا تھا، اِن سب چیزوں کے رکھدینے کے بعد رئیس ہرات تقریر کرنے کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا "اللہ امیر کو نیک ہدایت دے، ہم عجمی ہیں ہم چارسو سال سے دنیا کے فوائد سے حلم۔ عقل اور وقار کی وجہ سے تمتع حاصل کرتے آئے ہیں۔ نہ ہم میں کوئی کتاب ناطق ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ تین شخصوں کی ہمارے دل میں بڑی وقعت ہے ایک وہ اقبالمند شخص کہ جدھر اسکا رخ ہو اللہ نے اُسے فتح دی، پھر اُسکے بعد وہ شخص ہے جو اپنے تمام خاندان میں سب سے زیادہ بامروت آدمی تھا۔ اور چونکہ وہ ایسا تھا اِس وجہ سے اُسکا خیر مقدم کیا گیا، اُسپر سلامتی بھیجی گئی، اس کی تعظیم کی گئی، اُسے سردار بنایا گیا اور آگے رکھا گیا، اُسکے بعد وہ شخص ہے جسکا سینہ فراخ اور ہاتھ گشادہ تھا وہ لوگوں کے لئے آمال گاہ بن گیا، اور چونکہ اس میں یہ صفات تھیں لوگوں نے اُسے اپنا سردار بنایا اور آگے بڑھایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وہ صفات جو اُن تینوں آدمیوں میں فرداً فرداً تھیں اور جنکی وجہ سے ہم چارسو سال سے عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے آئے ہیں وہ تمھاری اکیلی ذات میں جمع کردی ہیں، ہم کسی شخص کو نہیں جانتے جو آپ سے زیادہ عمدہ منتظم ہوا ہو، آپ نے اپنے خاندان والوں ملازمین اور موالیوں کو ایسا قابو میں رکھ چھوڑا ہے کہ اُن میں سے کسی شخص کی یہ مجال نہیں کہ وہ کسی چھوٹے بڑے، یا کسی امیر و فقیر پر دست تعدی دراز کرے اور اسی کا نام انتظام کی تکمیل ہے، پھر آپ نے بیابانوں میں سرائیں

بنوائیں کہ اگر ایک مسافر مشرق اور دوسرا مغرب سے آئے تو وہ اُن میں کوئی عیب نہ پائیگا بلکہ کہے گا سبحان اللہ کیسی عمدہ عمارت تعمیر کی ہے، اور یہ آپکی اقبال مندی ہے کہ خاقان سے آپ کا مقابلہ ہوا حالانکہ اُسکے پاس ایک لاکھ فوج تھی اور حارث بن سریج بھی اُسکے ہمراہ تھا مگر آپ نے اُسے شکست دی، اُسے بھگا دیا۔ اُسکی فوج کو قتل کر ڈالا اور اُسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آپکی اولوالعزمی اور سخاوت کا یہ عالم ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کونسا مال آپ کو زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے، آیا وہ جو آپ کے پاس آتا ہے یا وہ جو آپ کے پاس سے جاتا ہے، بلکہ جانے والے مال ہی سے آپ زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اور یہی آپ کی آنکھوں کو زیادہ بھلا لگتا ہے۔

اس تقریر کو سنکر اسد ہنسا۔ اور کہنے لگا کہ خراسان کے تمام تعلقداروں میں تم بہترین آدمی ہو، اور اپنے تحفہ کے اعتبار سے بھی تم سب سے بڑھے ہوئے ہو۔

اسد کے ہاتھ میں ایک سیب تھا وہ اُس نے اس رئیس کو دیا، رئیس نے اُسکو سجدہ کیا، اسد نظر نیچے کئے ہوئے ان تحائف کو دیکھتا رہا۔ داہنی جانب دیکھا اور کہا اے عبد اللہ بن یزید کسی شخص کو حکم دو کہ یہ محل اٹھا لیجائے، پھر محسن بن احمر سردار قیس سے (یا قنسرین سے) کہا کہ کسی کو حکم دو کہ یہ محل لیجائے پھر کہا فلاں! تو یہ آفتابہ لے اور فلاں! تو یہ دوسرا لے اسی طرح اُس نے اور ظروف بھی دے ڈالے، صرف دو تشتریاں بچیں، ابوالصیدا کو حکم دیا کہ ایک تم لے لو انھوں نے ایک کو ہاتھ میں اٹھا کر اُسکے وزن کا اندازہ کیا، پھر اُسے رکھکر دوسری کو اٹھا کر دیکھا، اسد نے پوچھا کیا ہے۔ ابوالصیدا نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جو ان میں زیادہ وزنی ہو اُسے لوں، اسد نے کہا تم دونوں لیجاؤ، اسی طرح اُس نے اور چیزیں فوج کے سرداروں اور دوسرے ایسے لوگوں کو جنھوں نے جنگ میں قابلِ قدر خدمات انجام دی تھیں دیدالیں، ابویعفور جنکی خدمت یہ تھی کہ وہ مغازی میں خراسان کے صوبہ دار کے آگے آگے چلتے تھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے بھی راستہ دو،

اسد نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا یہ دو نوں دیبا کے تھان تم لے لو
اسی طرح میمون العذاب نے کہا، مجھے بھی اپنے بائیں جانب راستہ پر جاتے
دو، اسد نے کہا تم نے بھی بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا۔ یہ دیبا تم لے لو،
غرض کہ ایوان دربار کے فرش پر جس قدر اشیا رکھی ہوئی تھیں وہ سب اسی طرح لوگونکو
عطا کر دیں، اسیر نہار بن توسعہ نے یہ شعر کہا۔

تُقِلون ان نادی لِروعٍ متوّبٍ   وانتم غداة المهرجان کثیر

اگر جہاد کے لیے تمھیں بلایا جائے تو تم کم ہوتے ہو مگر عید مہرجان کی
صبح کو تم بہت تھے"

پھر اسد بیمار پڑ گیا، مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو ایک دن باہر نکلا ناشپاتیاں پیش
کی گئیں جو فصل میں پہلی ہی مرتبہ آئی تھیں، اسد نے سب لوگونکو ایک ایک
کھلائی۔ ایک بہی اٹھا کر ہرات کے رئیس خراسان کی طرف پھینکی اس جھٹکے
سے اُسکا پھوڑا پھوٹ گیا اور اسد کا انتقال ہو گیا، جعفر البہرانی کو اس نے
اپنا جانشین مقرر کر دیا یہی جعفر بن خنظلہ ہے ۱۲۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔
چار ماہ تک یہ شخص عامل رہا پھر نصر بن سیار کا فرمان تقرر رجب ۱۲۱ھ ہجری
میں شرف صدور لایا۔

ابن العرس العبدی اور سلیمان بن قتّہ بن تیم بن مُرہ کے آزاد غلام نے
جو اسد کا دوست تھا اُسکے مرثیے کہے۔

اسی سنہ میں خراسان کے شیعیان بنی العباس نے سلیمان بن کثیر کو اپنا
وکیل بنا کر محمدؐ بن علی بن عباس کے پاس بھیجا تا کہ وہ اُنکی اور اُنکی تحریک
کی حالت سے اُنھیں پوری طرح باخبر کر دے۔

سلیمان بن کثیر کا محمدؐ بن علی بن عباس کے پاس وکیل بنکر آنا

محمدؐ بن علی اپنے خراسان کے پیرو دنسے اس وجہ سے ناراض تھے
کہ اُنھوں نے خدّاش کی اطاعت قبول کر لی تھی جسکا ذکر ہم اُوپر کر آئے ہیں،
اور جو غلط باتیں اُس نے اُن سے بیان کی تھیں اُسے اُنھوں نے تسلیم کر لیا تھا

اسو جہ سے محمد بن علی نے خراسانیوں سے مراسلت ترک کر دی، جب عرصہ سے اُن کا کوئی خط نہیں آیا تو یہ سب اس معاملہ پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے، اور سب نے باتفاق سلیمان بن کثیر کو منتخب کیا کہ وہ محمد بن علی کے پاس جاکر ہماری پوری حالت اُن سے بیان کرے اور جو کچھ وہ اسکے جواب میں اُس سے کہیں اُس سے ہمیں آکر اطلاع دیں؛

یہ شخص محمد بن علی کے پاس آیا جو اپنے خراسانی شیعوں سے سخت ناراض تھے، سلیمان نے اُن سے ساری کیفیت بیان کی، محمد بن علی نے خداش کی اتباع اور جھوٹی دعوت کو قبول کرنیکی وجہ سے خراسانیوں کی بہت زجر و توبیخ کی، اور کہا اللہ تعالیٰ خداش اور اُسکے مسلک پر چلنے والوں پر لعنت کرے، سلیمان خراسان واپس ہوگیا محمد بن علی نے اُسکے ہاتھ اپنے خراسانی شیعونکو ایک خط لکھدیا، سلیمان ان لوگونکے پاس اُس سربمہر خط کو لیکر آیا خط کھولا گیا مگر اسمیں سوائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کچھ بھی اور تحریر نہ تھا اس سے اُن لوگوں کو سخت صدمہ ہوا اور اب انھیں معلوم ہوا کہ جو باتیں خداش نے اُن سے آکر بیان کی تھیں وہ محمد بن علی کے حکم کے بالکل مخالف تھیں

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر کے واپس جانے کے بعد محمد بن علی نے بکیر بن ماہان کو اپنے خراسانی شیعوں کے پاس ایک خط دیکر بھیجا جس میں انھیں بتایا تھا کہ، خداش نے میرے متبعین کو غلط راستہ پر لگایا، جب بکیر اس خط کو لیکر خراسان پہنچا تو شیعوں نے اُسکے بیان کو غلط سمجھا اور اُسکی بات پر مطلقاً اعتنا نہیں کیا، بکیر پھر محمد بن علی کے پاس چلا آیا۔ اس مرتبہ محمد بن علی نے اُسکے ساتھ شام لگے ہوئے عصا بھیجے جنمیں بعض میں لوہے کی شام تھی اور بعض میں سیسے کی، بکیر انھیں لیکر خراسان آیا، اعیان قوم اور شیعوں کو جمع کیا اور ہر شخص کو اُس نے ایک ایک عصا دیا۔ اُس سے وہ سمجھے کہ ابتک اُنکا جو طرز عمل رہاہے وہ اُنکی سیرت کے مخالف تھا ان لوگوں نے واپس جاکر اپنے افعال سے توبہ کی؛

اسی سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اُسکے عہدہ سے

برطرف کر دیا اور تمام وہ علاقے جو اُس کے ماتحت تھے اُسکی اوارت سے نکال لیے گئے۔

خالد بن عبداللہ کی برطرفی کے اسباب و واقعات

خالد کی برطرفی کے اسباب کے متعلق ارباب سیر کے کئی بیان ہیں انہیں سے جو اقوال ہم تک پہنچے ہیں اُنھیں ہم یہاں بیان کرتے ہیں ایک بیان یہ ہے کہ فروخ ابوالمثنی ہشام بن عبدالملک کی ذاتی جاگیر کا تعہدار رستاق الرمان یا نہر الرمان نام ایک موضع میں قیام پذیر تھا اسی بنا پر اسے فروخ الرمانی کہتے تھے، خالد کو اُسکا اس عہدہ پر رہنا سخت گراں گزر رہا تھا ایک دن اُس نے حسان النبطی سے کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور فروخ جس قدر رقم دیتا ہے اُسپر اضافہ کردو، حسان ہشام کے پاس آیا اور دو لاکھ درہم اضافہ کا اقرار کیا۔ ہشام نے اہل شام میں سے دو دیانت دار آدمیوں کو بھیجا اُنھوں نے تمام جاگیر کا جائزہ فروخ سے لے لیا، مگر اب حسان کا یہ تقرر خالد کے لئے فروخ سے بھی زیادہ گراں ہو گیا، اُس نے حسان کو ستانا شروع کیا، حسان اُس سے کہتا تھا کہ مجھے اپنا مخالف نہ بنا دیں تو تمھارا ہی ساختہ پرداختہ آدمی ہوں مگر خالد نے اُسکی کچھ نہ سنی اور اسی طرح اُسے دق کرتا رہا۔

حسان جب خالد سے ملنے آیا تو اُس نے آبپاشی کی نہروں کے مُہرے توڑ دیئے جن سے تمام مقطع برباد ہو گیا، پھر حسان نے ہشام سے آکر کہا کہ خالد نے نہروں کے مُہرے آپ کے مقطع کی طرف توڑ دیئے، ہشام نے ایک شخص کو اُسکی تصدیق کے لئے بھیجا اس نے آکر بیان کیا۔ حسان نے ہشام کے ایک شاگرد پیشہ سے کہا کہ اگر یہ جملہ جو میں تم سے کہوں تم اسطرح کہہ دو کہ اسے ہشام سن لے تو ایک ہزار دینار دوں گا۔ اُس نے کہا پہلے دلا دیجئے پھر جو آپ نے چاہیں کہہ دوں گا چنانچہ حسان نے وہ رقم اُسے دیدی اور اُس نے کہا کہ تم ہشام کے کسی بچہ کو رلاؤ اور جب وہ رونے لگے تو اُس سے کہو کہ چپ رہو کیا تم خالد القسری کے

بیٹے ہو جسکے پاس ایک کروڑ تیس لاکھ ہیں۔ ہشام نے اِسے سنا گراں سُنی کر گیا۔ جب اُسکے بعد حسّان اُسکے پاس آیا تو اُس نے حسّان کو اپنے بالکل قریب بلا کر پوچھا کہ خالد کی دولت کتنی ہوگی، حسّان نے کہا ایک کروڑ تیس لاکھ، ہشام نے کہا تم نے مجھے اسکی اطلاع کیوں نہیں دی۔ حسّان نے کہا کیا آپ نے کبھی مجھ سے دریافت کیا تھا۔ یہ بات ہشام کی پوری طور پر دل نشین ہوگئی اور اُس نے خالد کی برطرفی کا فیصلہ کر لیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ خالد اپنے بیٹے یزید سے کہا کرتا تھا کہ تو کسی طرح مسلمہ بن ہشام سے کم نہیں ہے کیونکہ تو بجا طور پر ان ایسی تین باتوں پر لوگوں کے سامنے فخر کر سکتا ہے کہ جنپر کوئی اور فخر نہیں کر سکتا۔ میں نے بغیر کسی دوسرے کو تکلیف دئے دریائے دجلہ کا بند ھ بنوایا۔ مکہ کی تمام آبادی کو میری طرف سے پانی پلایا جاتا ہے، اور میں عراق کا صوبہ دار ہوں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام اسی وجہ سے خالد سے ناراض ہوا کہ قریش کے ایک صاحب خالد کے پاس آئے، خالد نے اُنکی بہت تذلیل کی اور کچھ ناگوار خاطر الفاظ بھی انھیں کہے، اُنھوں نے ہشام کو اسکی شکایت لکھی اسپر ہشام نے خالد کو یہ خط لکھا۔

حمد وثنا کے بعد، اگرچہ امیر المومنین نے تیرے ہاتھ اور تیری رائے کو اُن لوگوں کے بارے میں جنکی حکومت کی باگ تیرے ہاتھ میں دیدی گئی ہے اور جنکا تجھے محافظ بنایا گیا ہے اس بنا پر آزادی دیدی ہے کہ انھیں توقع تھی کہ تو اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام دیگا اور انھیں تیری انتظامی اور سیاسی قابلیت پر بھروسا تھا، مگر اسکے معنے یہ نہ تھے کہ انھوں نے اپنے خاندان والوں کی پیشانیاں تیرے قدموں سے روندے جانے کیلئے بچھا دی ہیں بلکہ تجھے یہ بھی حق نہیں دیا گیا تھا کہ تو ٹیڑھی نگاہ سے بھی اُنکی طرف دیکھے باوجود ان تمام باتوں کے اب بتا کہ تو نے کیوں عراق میں اُن کی عزت پر حملہ کیا اور کیوں زجر و توبیخ کے الفاظ انھیں کہے کیا اس سے اُسکی تذلیل و تحقیر مقصود تھی کیا تو اپنے تئیں اسکا ہمسر سمجھتا ہے اور اسی بنا پر دربار عام میں اُسے سخت سست الفاظ کہنے کی تجھے جراءت ہوئی اور

کیا اسی وجہ سے تو اسے آتا دیکھ کر اپنی صدر مسند سے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہے جھپٹ کر استقبال کے لئے نہیں اٹھا، حالانکہ خود تیری قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے حسب و نسب کے اعتبار سے تجھ سے بڑھ کر ہیں اور انھیں تجھ پر تقدیم حاصل ہے، گو تو اس مرتبہ پر پہنچا کہ جسکے ذریعہ سے آل عمرو نے تجھکو تیری خاکسر پست حالت سے ایک بلند مرتبہ پر سرفراز کر دیا اور تجھے امیر المومنین سے پہلے ہی معزز اور مشہور قبائل کے نوجوانوں اور بڑے سرداروں کے برابر کر دیا۔ اور اسی وجہ سے تو اپنے اس موجودہ منصب پر فائز ہوا کہ جس کے گھمنڈ پر تو اُن پر فخر کرتا ہے اور یہ کہنا تیری انتہائی اور بدترین ناشکری کا ثبوت ہے، پسر ائے ذلیل عورت کے بیٹے تو اپنی اصل نسل پر غور کر جب وہ تیرے پاس آئے تجھے تو تو نے اُن کے قدم چومے ہوتے اُنھیں اپنے پاس بٹھایا ہوتا اپنی صدر مسند سے اُن کی تعظیم کے لئے ہٹ جاتا اور پھر بڑھکر امیر المومنین کے لحاظ سے خندہ روئی سے اُنکا استقبال کرتا۔ اور جب تو انھیں اپنی جگہ پر بٹھا دیتا تو تجھے چاہیئے تھا کہ اُنکی قرابت اور حق کا لحاظ کرکے تو اُنھیں خوش و خرم زندگی بسر کرنیکی دعا دیتا اس لئے کہ وہ ہمارے دونوں خاندانوں کے معزز ترین شخص ہیں وہ آل ابی العاص اور حرب کے سردار کے بیٹے ہیں اور ہمارے سب کے سردار ہیں "

امیر المومنین قسم کہا کر کہتے ہیں کہ اگر تیری عزت کا پاس نہ ہوتا اور اس بات کو وہ برا نہ سمجھتے کہ تیرے دشمن تیری تذلیل سے خوش ہوں گے تو وہ ضرور تجھے تیرے موجودہ معزز منصب سے ہٹا دیتے اور تجھے اُس حال میں کر دیتے کہ جسکی وجہ سے ضرورت مند تیرے محل کے صحن میں آتے ہیں اور تیرے دروازہ پر سواریوں کا ہجوم رہتا ہے، اور ابھی میں نے ایسے مناسب نہیں خیال کیا ہے کہ میں تجھے اُن لوگوں کا دست نگر بنا دوں جو اب تک تیرے دست نگر رہے ہیں اس لئے جب امیر المومنین کا قاصد اور خط تیرے پاس پہنچے تو چاہیے تو کسی حال میں ہو اور چاہے دن ہو یا رات تو اپنے تمام خدم و حشم کے ساتھ پیدل چلکر ابن عمرو کے دروازہ پر جا کر

کھڑا ہو، پھر نہایت عاجزی سے اُن سے ملنے کی اجازت طلب کر اور چاہے وہ اجازت دیں اور یا نہ دیں تو کسی نہ کسی طرح اُن تک پہنچ جا اگر تو نے اُن کے جذبات رحم و کرم کو متحرک کر دیا تو وہ تیرے اِس بلے اجازت آجانے کو درگزر کر دیں گے اور اگر اِس وجہ سے اُنہیں حمیت و غیرت آگئی تو پھر تو پورے ایک سال اُنکے دروازہ پر تغیر وہاں سے ہٹے کھڑا رہ اور اُس کے بعد بھی تیرے عزل و نصب کا پورا اختیار اُنھیں رہیگا چاہے وہ اپنا بدلہ لے لیں یا معاف کر دیں، اللہ تجھ پر لعنت کرے کون بھلا ایسا ہو سکتا ہے جو اِس معاملہ میں اُن پر عتماد کرے۔ اشراف کے ساتھ تیری گستاخانہ گفتگو اور دریدہ دہنی کی اطلاعات امیر المومنین کو برابر پہنچ رہی ہیں تیری یہ اہانت آمیز گفتگو اُن لوگوں کے مقابلہ میں ہے جو عراق کے میرے دونوں شہروں ولایت کے تجھ سے زیادہ اہل، اور حقدار ہیں امیر المومنین نے اپنے چچازاد بھائی کو اِس تحریر کے مضمون سے جو اُنھوں نے تجھے لکھی ہے اطلاع دیدی ہے کیونکہ اِس معاملہ کی وجہ سے وہ تجھ سے ناراض ہیں، اور اُنھیں لکھدیا ہے کہ اُنھیں پورا اختیار ہے کہ چاہے وہ تیری خطا کو معاف کر دیں یا ناراض ہو کر تجھے سزا دیں جو کچھ تیرے بارے میں وہ کریں گے امیر المومنین نہایت خوشی سے اُسی پر کاربند ہونگے۔ اور اُسکی تعمیل کرائینگے، انشاء اللہ" ہشام نے حسب ذیل خط ابن عمرو کو لکھا:

"حمد و ثنا کے بعد۔ امیر المومنین کو آپ کا خط ملا، دربار عام میں خالد نے جو اہانت آمیز گفتگو آپ سے کی، آپ کی بے توقیری کی امیر المومنین سے آپ کی قرابت اور اُنکے آپ سے جو مربیانہ تعلقات ہیں اُن کا کچھ خیال نہیں کیا مگر اُسپر بھی آپ نے محض امیر المومنین اور اُن کے دبدبۂ سلطنت کو برقرار رکھنے کے خیال سے اور اِس خیال سے کہ آپ کو اپنی مخلصانہ اطاعت پر جو صیانت عزت کا بہترین ذریعہ ہے پورا بھروسا تھا آپ نے اُس کے خلاف کچھ نہیں کیا حالانکہ اُسکی اہانت آمیز گفتگو اور تیز کلامی سے آپ کو سخت رنج پہنچا اور جب آپ اِس بات کا شریفانہ طریقہ پر لحاظ کرتے ہوئے کہ خود

امیر المومنین نے اُسکی زبان کو آزادی دی ہے اُسکی باگ ڈھیلی چھوڑی ہے اُسے ایک پست حالت سے بلند مرتبہ پر پہنچایا ہے اُسکی گمنامی کو شہرت دی ہے اُس کے پاس سے چلے آئے تو اس گفتگو نے آپ کو اور بھی رنجیدہ کر دیا۔ یہ تمام باتیں جو آپ نے اپنے خط میں لکھی تھیں وہ سب امیر المومنین کو معلوم ہوئیں ؎

اس میں کوئی شک نہیں کہ اے آل سعید تم حقیقت میں ایسے ہی ہو کہ ہمیشہ ذلیل نفرو بھی بیہودگی پر بردباری سے کام لیتے ہو، تم خاموش ہو جاتے ہو مگر یہ خاموشی کسی ضعف یا لکنت کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ تمھارے حلم کی وجہ سے جو اپنے وزن میں کوہ مثال ہے آپ نے اس معاملہ میں امیر المومنین کی جیسی تعظیم اور اُن کے دبدبۂ سلطنت کی جیسی توقیر کی اُسے امیر المومنین نے بہت پسند کیا اور اُسکے وہ شکر گزار ہیں۔ اُنھوں نے خالد کے معاملے میں اب آپ کو کامل اختیار دیدیا ہے، چاہے آپ اُسے معزول کر دیں یا برقرار رکھیں۔ اگر آپ اُسے معزول کر دینگے تو امیر المومنین فوراً اُسکی تعمیل کرائینگے اور اگر آپ اُسے بحال رکھینگے تو یہ احسان آپ کا اُسپر ہوگا۔ امیر المومنین اس بارے میں آپکے شکر گزار نہ سمجھے جائیں۔ امیر المومنین نے خالد کو ایک ایسا خط لکھا ہے کہ جب وہ خط اُسے ملے گا تو اُسکا سارا نشہ ہرن ہو جائیگا، امیر المومنین نے اُسے حکم دیا ہے کہ شب و روز میں جس حال اور جسوقت امیر المومنین کا خط اور اُنکا فرستادہ قاصد خالد کے پاس پہنچیں وہ فوراً پیدل چلکر آپ کے دروازہ پر آکر کھڑا ہو، اب آپ کو اختیار ہے چاہے آپ اُسے اندر آنے کی اجازت دیں یا روکدیں۔ اسے بحال رکھیں یا معزول کر دیں، امیر المومنین نے اپنے قاصد کو یہ بھی حکم دیدیا ہے کہ وہ آپ کے سامنے اُسکے سر پر بیس کوڑے مارے البتہ ایسی صورت میں کہ خود آپ اُسکے عہدہ کے اعزاز کا لحاظ کر کے اس سزا کو غیر مناسب سمجھیں تو وہ بھی اس سزا کا اجرا نہ کرے۔ بہر حال جو آپ چاہیں امیر المومنین اُسکی ضرور تعمیل کریں گے کیونکہ اُنھیں آپ کے ساتھ حسن سلوک کا بڑا خیال ہے وہ آپ کی ذاتی عزت، قرابت اور رشتہ داری کا

بڑا لحاظ کرتے ہیں اور آپ کو اپنا دوست سمجھتے ہیں کیونکہ اُن کی یہ نیت ہے کہ ابی العاص اور سعید کی اولاد کے حقوق کو پوری طرح سرانجام دیں ؛

آپ امیر المومنین کو جس وقت کوئی ضرورت ہو بڑی خوشی سے خط لکھنے چاہیے اُس میں آپ کی طرف سے ابتدا ہو یا آپ جواب لکھ رہے ہوں یا محض یوں ہی گپ شپ کے لئے ہو، یا کسی ضرورت کے لئے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ خود آپکو یا آپکے خاندان والونکو جو اصل میں امیر المومنین ہی کے خاندان والے ہیں بعض ضروریات پیش آئیں اور وہ اپنی غیرت اور شرم اور بعد مسافت کی وجہ سے امیر المومنین تک اُس بات کو پہنچا کر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ یا اُن ضروریات کے پیش آنے کی وجہ سے وہ خود امیر المومنین کے پاس نہ آسکتے ہوں تو ایسی صورتوں میں آپ بلا تکلف امیر المومنین کو ایسے معاملات میں لکھا کیجیے اور بیکر رسہ کر یا دہانی سے نہ گھبرائیگا ! ہر شخص کے متعلق جو کچھ لکھا جائے وہ اُسکی قرابت اور حسب نسب کے اعتبار سے لکھا جائے، آپ اُن کے لئے روپیہ مانگ سکتے ہیں اُنکی ضروریات زندگی کا انتظام کرا سکتے ہیں یا جو لوگ پہلے سے وظیفے پا رہے ہیں اُنکی ماہوار میں اضافہ کی درخواست کر سکتے ہیں، اِن تمام صورتوں میں آپ دیکھینگے کہ امیر المومنین بہت جلد اپنی عنایت اور احسان کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھائیں گے کیونکہ وہ اپنے رشتہ داروں سے نیکی اور اُن کے حقوق کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس حُسن نیت میں وہ اللہ سے طالب اعانت ہیں، اور اسی پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں اور اللہ ہی اُنکا مالک اور آقا ہے والسلام

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد اکثر ہشام کو اہانت آمیز الفاظ و القاب سے یاد کرتا تھا، ابن الحمقا کہا کرتا تھا کیونکہ ہشام کی ماں بالکل پاگل تھی ہم اس سے پہلے اُسکا قصہ بیان کر چکے ہیں ؛

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد نے ایک خط ہشام کو لکھا تھا جسے دیکھکر ہشام کو سخت غصہ آیا۔ اور ہشام نے اُسے لکھا "اسے اپنی

ماں کے بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے کہ عراق کی ولایت میرے لئے باعث عزت و شرف نہیں، حرامزادے۔ بھلا عراق کی حکومت تیرے لئے باعث شرف کیوں نہیں، بتا کیا تو بنی بجیلہ سے نہیں ہے جنکی تعداد بہت تھوڑی ہے اور جو بہت ہی ذلیل ہیں میں بتائے دیتا ہوں کہ قریش کا ایک کم سن بھی اگر تیری مشکیں کس دیگا۔"

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام نے خالد کو لکھا کہ تیرا یہ قول مجھ تک پہنچا ہے کہ میں خالد بن عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کرز ہوں کیا میں ان پانچ معزز اجداد کی وجہ سے اشرف ترین شخص نہیں ہوں۔ بخدا میں تجھے ایسا ذلیل کردونگا کہ تو پھر اپنا خچر اور فیروزی پگڑی سنبھال لیگا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی کہ خالد اپنے بیٹے سے کہا کرتا ہے،"جب امیر المومنین کے بیٹے تجھسے اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہیں تو تیری عزت کا کیا ٹھکانا" اسکے چہرہ پر غیظ و غضب کے آثار نمایاں ہو گئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ شام کے ایک صاحب ہشام کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے خالد کو امیر المومنین کا ایسے الفاظ میں ذکر کرتے سنا ہے کہ میں انھیں بیان نہیں کر سکتا، ہشام نے کہا کیا اس نے احول کہا، انھوں نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی سخت لفظ کہا ہے، ہشام نے کہا وہ کیا انھوں نے کہا میں کبھی اسے اپنی زبان سے دہرا نہیں سکتا، غرض کہ اسی قسم کی باتیں خالد کی طرف سے ہشام کو برابر پہنچتی رہیں آخر کار ہشام کے خیالات اسکی طرف سے بگڑ گئے

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک تعلقدار خالد کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ کے صاحبزادہ کی دولت ایک کروڑ سے بڑھ گئی ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ امیر المومنین کو اسکی اطلاع ہوگی اور وہ اس رقم کو بہت زیادہ خیال کریں گے، اور لوگ تو آپ کی ظاہری شکل کو محبوب رکھتے ہیں اور میں آپ کے جسد اور روح دونوں کو محبوب رکھتا ہوں خالد نے کہا کہ اسد بن عبداللہ نے بھی مجھ سے یہ کہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی نے انھیں اس بات کا مشورہ دیا ہوگا، اس تعلقدار نے اس بات کا اقرار کیا، خالد نے کہا میرے بیٹے کے معاملہ کو چھوڑ دو اسکی تو

یہ حالت ہے کہ اگر ایک درہم بھی وہ کبھی مانگتا ہے تو وہ اُسے نہیں ملتا!

جب ہشام کو خالد کے متعلق مسلسل ایسی باتوں کی اطلاع پہنچتی رہی جسے وہ اچھا نہیں سمجھتا تھا تو اُس نے اُسکو برطرف کر دینے کا ارادہ کرلیا مگر اس بات کو ابھی بالکل پوشیدہ رکھا۔

خالد کو معزول کرنے میں ہشام کی تدبیر و کارروائی

ہشام نے خالد کے معزول کر دینے کے ارادہ کو کسی شخص سے بیان نہیں کیا بلکہ خود اپنے قلم سے یوسف اپنے عامل یمن کو لکھا کہ تم تیس آدمیوں کے ساتھ عراق جاؤ۔ یوسف کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور اُسکے بالکل قریب پہنچکر اُس نے رات بسر کی، خالد کے افسر مالگذاری طارق نے اپنے بیٹے کی ختنہ کرائی تھی، اور اس تقریب کے موقع پر اُس نے ایک ہزار آزاد غلام۔ ایک ہزار خادم اور ایک ہزار چھوکریاں علاوہ نقد اور کپڑوں وغیرہ کے خالد کو نذر دی تھیں، رات کو پہرہ دینے والے پولیس والے یوسف اور اُسکے ساتھیوں کے پاس سے گزرے، یوسف اُسوقت نماز پڑھ رہا تھا۔ عطر کی خوشبو اُسکے لباس سے مہک رہی تھی۔ گشت والوں نے پوچھا تم کون ہو، اُنھوں نے کہا راہ گیر ہیں، گشت والوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو، اُنھوں نے کہا بعض مواضعات میں گشت والے طارق اور اُسکے مصاحبین کے پاس آئے یہ واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے ہم اُن لوگوں کو اچھا نہیں سمجھتے ہمارا خیال ہے کہ ہم اُنھیں قتل کر ڈالیں اگر یہ خارجی ہوئے تو اُن کے شر سے ہم کو نجات ملجائیگی اور اگر وہ تمھارے لئے آئے ہونگے تو آپ کو اسکا علم ہو جائے گا اور آپ جس غرض کے لیئے وہ آئے ہونگے۔ اس کے خلاف تیاری کرلیں گے۔ مگر طارق نے اُن کے قتل سے پولیس کو منع کر دیا۔ پولیس کے جوان پھر اپنی گشت پر چلے گئے!

جب صبح کو یوسف اور اُس کے ہمراہی اس مقام سے اُٹھکر بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے تو پہرہ والوں کا پھر ادھر گزر ہوا اُن میں سے ایک نے پوچھا کہ تم کون ہو، اُنھوں نے جواب دیا راہگیر ہیں سپاہی نے پوچھا کہاں جاؤ گے اُنھوں نے کہا بعض دیہات میں، یہ گشت والے پھر طارق اور اُس کے مصاحبین کے پاس آئے اور کہا کہ وہ لوگ بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے ہیں اور ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اُنھیں قتل کر دیں، مگر سب لوگوں نے اُنھیں منع کر دیا۔

ادھر یوسف نے ایک ثقیفی سے کہا کہ یہاں جتنے مضری ہوں سب کو میرے پاس بلالاؤ، اس شخص نے اسکے حکم کی تعمیل کی فجر کی نماز کے وقت یوسف مسجد میں آیا۔ موذن کو اقامت کا حکم دیا موذن نے کہا کہ امام کو آجانے دیجئے۔ یوسف نے اُسے ڈانٹ بتائی۔ موذن نے اقامت کہی یوسف آگے بڑھا اُسنے ایک رکعت میں اذا وقعت الواقعہ اور دوسرے میں وسَأَلَ سَائِلٌ۔ تلاوت کی، پھر خالد۔ طارق اور اُن کے مصاحبین کو اپنے آدمی بھیجکر گرفتار کرلیا۔ اور اُدھر دعوت کے لئے دیگیں پک رہی تھیں۔

ربیع بن سابور بنی الحریش کے آزاد غلام جو ہشام کی فوج خاصہ کے افسر تھے اور جنکے پاس ہشام کی مُہر بھی رہتی تھی بیان کرتے ہیں کہ ہشام کے پاس خالد کا خط آیا جس سے وہ سخت برہم ہوا۔ اسی زمانہ میں جندب یوسف ابن عمر کا آزاد غلام یوسف کا خط لیکر ہشام کے پاس آیا تھا، ہشام نے اُس خط کو پڑھا اور پھر سالم عنبسہ بن عبدالملک کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ تم اپنے ہی طرف سے اُس کا جواب دیدو، مگر خود ہشام نے بھی ایک چھوٹا سا خط خود اپنے قلم سے لکھا، مجھسے کہا کہ سالم کا لکھا ہوا خط لے آؤ (سالم ہشام کے میر منشی تھے) میں اُس خط کو لے آیا۔ ہشام نے اُس اپنے چھوٹے سے خط کو بھی اس خط میں لپیٹ دیا پھر مجھے حکم دیا کہ اُسپر مُہر لگادو میں نے مُہر لگادی، پھر یوسف کے قاصد کو بلا کر اُس سے کہا کہ تیرا آقا اپنی حد سے آگے تجاوز کرگیا ہے اور ایسی شئے کی درخواست کرتا ہے جو اُسکے مرتبہ سے ارفع ہے، ہشام نے پھر مجھے حکم دیا کہ اسکے کپڑے پھاڑ ڈالو، اپنے حکم سے اُسکے کوڑے لگوائے، اور کہا اُسے میرے پاس سے نکالدو اور یوسف کا یہ خط اُسے دیدو، میں نے وہ خط جندب کو دیدیا اور کہا جا تیری جان بچی، بشیر بن ابی ثلجۃ الدرونی کے دل میں جو سالم کا مددگار تھا شبہ پیدا ہوا اور اُس نے کہا کہ یہ محض دکھاوا ہے امیر المومنین نے یوسف کو عراق کا گورنر جنرل مقرر کردیا۔ اُس نے سالم کے مکانات کے مختار عام عیاض کو لکھا تمہارے گھر والوں نے تمھیں یمنی کپڑا بھیجا ہے جب وہ تمہارے پاس پہنچے تم اُسے پہن لو (یعنے قتل کر ڈالو) اور اللہ کا شکر کرو، طارق کو بھی اُس کی اطلاع کردو، عیاض نے وہ خط طارق بن ابی زیاد کے پاس بھیجدیا، مگر اب بشیر اپنے اس خط لکھنے پر نادم ہوا اور اُس نے دوسرا خط عیاض کو لکھا کہ تمہارے لوگوں کا خیال اب بدل گیا ہے اور وہ اب کپڑا نہیں بھیجینگے لہذا اب تم اُسپر بھروسا رکھو، عیاض اس دوسرے خط کو

لیکر طارق کے پاس آیا طارق نے کہا کہ صحیح اطلاع پہلے ہی خط میں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دوست اطلاع دیکر نادم ہوا اور اُسے یہ خوف ہوا کہ مبادا یہ بات ظاہر ہو جائے اس لئے اُس نے یہ دوسرا خط بھیجا ہے۔

طارق کوفہ سے سوار ہو کر خالد کے پاس روانہ ہوا جو واسط میں تھا ایک دن اور رات چلکر صبح ہوتے ہی خالد کے پاس پہنچا داؤد البربری نے جو خالد کا میر منشی حاجب اور فوج خاصہ کا افسر تھا طارق کو دیکھا، خالد سے جاکر اطلاع کی۔ خالد طارق کے بلا اجازت چلے آنے پر بہت برافروختہ ہوا مگر جب طارق سامنے آیا تو اُس سے آنیکی وجہ دریافت کی، طارق نے کہا ایک معاملہ میں مجھ سے خطا ہو گئی ہے اُس کی تلافی کے لئے حاضر ہوا ہوں خالد نے پوچھا کیا طارق نے کہا اسد کی وفات۔ اگرچہ میں نے جناب والا کو تعزیت کا خط لکھدیا تھا مگر میرا فرض تھا کہ میں خود چلکر آپ کی خدمت میں پرسے کے لئے حاضر ہوتا خالد کا دل بھر آیا آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے، طارق سے کہا اچھا اب اپنے مستقر پر چلے جائیے طارق نے کہا مجھے ایک بات راز میں عرض کرنا ہے، خالد نے کہا داؤد سے کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ طارق نے کہا یہ میرا ایک ذاتی معاملہ ہے، داؤد کو یہ جملہ برا معلوم ہوا اور اُٹھکر چلا گیا، طارق نے تمام واقعہ سے خالد کو اطلاع دی۔ خالد نے پوچھا اب کیا کیا جائے۔ طارق نے کہا آپ خود امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوں اور اگر کوئی شکایت آپکی اُن سے کی گئی ہے تو اُسکی معافی چاہیئے۔ خالد نے کہا کہ میں اگر بغیر اجازت اُن کے پاس چلا جاؤں تو میں بہت ہی برا آدمی ہونگا، طارق نے کہا اچھا تو یہ دوسری ترکیب کیجئے، خالد نے کہا وہ کیا۔ طارق نے کہا آپ تو اپنے علاقہ کے دورہ پر چلے جائے اور میں شام جاتا ہوں آپ کے لئے اجازت حاصل کرتا ہوں اور ابھی آپ اپنے علاقہ کی انتہائی سرحد پر بھی نہ پہنچیں گے کہ امیر المومنین کی اجازت آپ کو پہنچ جائیگی خالد نے کہا یہ بھی ٹھیک نہیں" طارق نے کہا تو اچھا میں جاتا ہوں اور ان سنین میں آمدنی میں جو کمی ہوئی ہے اُسکی ضمانت کرتا ہوں اور ابھی آپ کے لئے فرمان استقلال لے آتا ہوں خالد نے پوچھا وہ کتنی رقم ہوگی۔ طارق نے کہا دس کرور، خالد نے کہا بھلا اتنی بڑی رقم مجھے کہاں سے ملیگی میں چاہوں تو دس ہزار بھی نہیں ملتے۔ طارق نے کہا میں اور سعید بن راشد چار کرور دینگے۔ زینی اور ابان بن الولید دو کرور دینگے بقیہ رقم آپ اپنے دوسرے عمال پر تقسیم کر دیجئے۔ خالد نے کہا کہ اگر میں کسی کو

دیکر واپس ہوں تو میں نہایت ہی ذلیل آدمی ہونگا۔ میں یہ بھی نہیں کرسکتا، طارق نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو اور خود کو اپنے مال کا صدقہ دیکر بچالیں اور دنیا پر لات ماریں۔ اور اسطرح یہ موجودہ نعمت حکومت آپ کے اور ہمارے پاس باقی رہیگی، یہ صورت اس سے تو اچھی ہے کہ کوئی اور آکر ہمارے مال کا مطالبہ کرے جو اسوقت کوفہ کے تاجروں کے پاس ہے جو اسوقت سینے نکالے ہوئے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ ہم قتل کردیئے جائیں تاکہ وہ اس روپیہ کو ہضم کرجائیں، خالد نے اس بات کے ماننے سے بھی انکار کردیا، طارق نے اس سے رخصت چاہی رونے لگا اور اُس نے کہا کہ دنیا میں یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔

طارق چلا آیا۔ اب داؤد خالد کے پاس گیا۔ خالد نے داؤد سے سارا واقعہ بیان کیا، داؤد نے کہا کہ طارق جانتا تھا کہ آپ تو بغیر اجازت کے جا نہیں سکتے اسلئے اُس نے چاہا کہ آپ کو دھوکہ دیکر خود شام جائے اور پھر وہ اور اسکا بھتیجا سعید بن راشد عراق پر حکمران ہوکر آئیں طارق کوفہ واپس چلا گیا اور خالد حمہ کی طرف روانہ ہوا۔

ادھر یوسف کے پاس جب یمن میں اُسکا قاصد آیا تو اُس نے قاصد سے پوچھا کہو خیر ہے، قاصد نے کہا خیر نہیں ہے امیر المومنین ناراض ہیں۔ انھوں نے مجھے مارا آپ کے خط کا جواب نہیں لکھا البتہ یہ میر منشی سالم کا خط ہے، یوسف نے خط چاک کیا اُسے پڑھا۔ جب آخر میں پہنچا تو وہ خط پڑھا جو ہشام نے اپنے قلم سے لکھا تھا اس خط میں یوسف کو حکم دیا تھا کہ تم عراق جاؤ میں نے تمھیں عراق کا صوبہ دار مقرر کردیا ہے۔ کسی شخص کو اسکی اطلاع مت کرنا۔ ابن النصرانیہ (خالد) اور اُس کے عمال کو گرفتار کرکے مجھے اُنکی جانب سے راحت اور اطمینان دلاؤ۔

یوسف نے حکم دیا کہ کسی ایسے شخص کی تلاش کیجائے جو راستہ سے اچھی طرح واقف ہو، چند آدمی پیش کئے گئے یوسف نے ایک کا انتخاب کیا اور اُسی روز روانہ ہوگیا اپنے بیٹے صلت کو یمن پر اپنا قائم مقام مقرر کیا، صلت باپ کی مشایعت کے لئے کچھ دور آیا جب واپس جانے لگا تو یوسف سے پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ یوسف نے سو کوڑے اُسکے مارے اور کہا اے حرام زادے کیا اگر میں کسی جگہ استقلال سے بیٹھونگا تو وہ تجھ سے پوشیدہ رہیگی۔ چلتے چلتے جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے دو راستے علیحدہ علیحدہ جاتے تھے تو پوچھا، کہا گیا کہ یہ راستہ عراق کو جاتا ہے یوسف نے کہا عراق ہی کو لیچل، غرض کہ اسیطرح

یوسف کوفہ پہنچ گیا۔

حسان النبطی کہتے ہیں کہ میں نے ہشام کے لئے حلوا تیار کیا تھا، میں اُسکے سامنے تھا اور وہ اس حلوے کو دیکھ رہا تھا اتنے میں اُس نے مجھ سے کہا حسان یمن سے کوئی شخص کتنے عرصہ میں عراق آجاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا ہشام نے یہ شعر پڑھا

امرتُكَ امرًا حازمًا فعصيتني فاصبحت مسلوب الامارة نادما

میں نے ایک دوراندیشی کی بات تجھ سے کہی تھی مگر تو نے نہ مانی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تیری امارت چھن گئی اور تو اپنی حماقت پر پشیمان ہوا۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد عراق سے یوسف کا خط آیا کہ وہ عراق پہنچ گیا یہ واقعہ جمادی الآخر ۱۲۰ سنہ ہجری کا ہے۔

سالم زنبیل کہتے ہیں کہ جب ہم نجف آئے تو یوسف نے مجھے حکم دیا کہ طارق کو لے آؤ میں انکار تو کر نہیں سکتا تھا مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ بھلا میں کسطرح طارق سے ایسی حالت میں کہ وہ برسراقتدار ہے عہدہ برآ ہوسکتا ہوں کوفہ آکر میں نے طارق کے غلاموں سے کہا کہ مجھے طارق سے ملنے کی اجازت دو، اُنھوں نے مجھے پیٹا، میں نے چلاکر طارق کو آواز دی اور کہا کہ میں سالم یوسف کا آزاد غلام ہوں جو عراق کا والی ہوکر آیا ہے۔ طارق یہ سنتے ہی نکلا اپنے غلاموں کو ڈانٹا اور کہا کہ میں خود اُن کے پاس آتا ہوں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے کیسان کو حکم دیا کہ جاکر طارق کو میرے پاس لے آؤ اگر وہ خود آرہا ہو تو گھوڑے کی زین پر بٹھاکر عزت سے لانا اور اگر نہ آرہا ہو تو گھسیٹتے ہوئے لاؤ۔ کیسان حیرہ میں عبدالمسیح کے مکان میں آیا، یہ شخص اہل حیرہ کا رئیس اعظم تھا۔ کیسان نے اُس سے کہا کہ یوسف عراق کا گورنر مقرر ہوکر آیا ہے اور اُنھوں نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ طارق کی مشکیں باندھکر اُسکی خدمت میں حاضر کریں۔ عبدالمسیح اپنے بیٹوں اور غلاموں کو لیکر طارق کی قیام گاہ پہنچا، طارق کا ایک بہادر غلام تھا اور اُسکے ساتھ اور بہادر غلام تھے جو تمام اسلحہ سے آراستہ تھے، اس غلام نے طارق سے کہا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے ساتھیوں کو لیکر اِن پر حملہ کرکے سب کو قتل کرڈالتا ہوں پھر آپکو موقع مل جائیگا جدھر چاہیں چلے جائیگا۔

بہرحال طارق نے کیسان کو اندر بلالیا اور پوچھا کیا امیر روپیہ چاہتے

ہیں کیسان نے کہا ہاں، طارق نے کہا وہ جتنا مانگیں میں دینے کے لئے تیار ہوں۔

اب یہ سب کے سب یوسف سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے، اتنے میں یوسف بھی حیرہ پہنچ گیا تھا یہیں انکی ملاقات ہوئی یوسف نے طارق کو دیکھتے ہی نہایت بری طرح اسے پٹوایا کہا جاتا ہے کہ پانسو کوڑے لگوائے، یوسف کوفہ میں داخل ہوا اور عطار بن مقدم کو اُس نے خالد کے پاس حیرہ بھیجا۔

عطاء کہتے ہیں کہ میں دربان کے پاس آیا میں نے اس سے کہا میرے لئے ابی الہیثم سے ملنے کی اجازت لاؤ، دربان منہ بنا کر اندر چلا گیا، خالد نے پوچھا کیا ہے۔ دربان نے کہا خیریت ہے، خالد نے کہا خیریت تو معلوم نہیں ہوتی دربان نے کہا کہ عطاء بن مقدم نے آکر مجھ سے کہا کہ میں ابی الہیثم سے ملنا چاہتا ہوں خالد نے کہا انھیں آنے دو، میں سامنے گیا۔ خالد نے کہا اسکی ماں سخطہ کا برا ہو، میں ابھی اپنی جگہ بیٹھا بھی نہ تھا کہ حکم بن الصلت آئے اور خالد کے پاس بیٹھ گئے خالد نے ان سے کہا جو شخص کہ اب مجھ پر والی ہوگا وہ تمہارے مقابلہ میں مجھے زیادہ محبوب ہے۔

یوسف نے کوفہ میں تقریر کی جسمیں اس نے بیان کیا کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابن النصرانیہ کے تمام عاملوں کو گرفتار کرکے امیر المومنین کو ان کی جانب سے مطمئن کردوں، میں اس حکم کی پوری تعمیل کروں گا بلکہ اس سے زیادہ کروں گا۔ اے عراقیو۔ جو تم میں منافق ہیں انھیں تلوار سے قتل کرونگا اور تمہارے فاسقوں و بدمعاشوں کو عذاب دے دے کر ہلاک کرونگا۔ اتنا کہکر یوسف منبر سے اتر آیا۔ اور واسط چلا گیا اور یہیں خالد اسکے سامنے پیش کیا گیا۔

یوسف نے خالد کو قید کردیا مگر ابان بن الولید اور اسکے دوستوں نے نوے ۹۰ لاکھ درہم پر اسکی جانب سے صلح کرلی۔ مگر اب اقرار کر لینے کے بعد یوسف اپنے کئے پر نادم ہوا۔ اس سے لوگوں نے کہا کہ اگر تم اقرار نہ کر لیتے تو اس سے دس کروڑ وصول کرتے یوسف نے کہا مگر اب میں اپنی زبان نہیں پھیر سکتا میں اقرار کر چکا ہوں خالد کے دوستوں نے خالد کو اسکی اطلاع دی۔ خالد نے کہا کہ تم نے برا کیا کہ پہلے ہی وہلہ میں نوے لاکھ منظور کر لئے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اس رقم کو وصول کرنے کے بعد اپنے اقرار سے پھر جائیگا

اور مزید رقم کا مطالبہ کریگا۔ تم لوگ اُسکے پاس پھر جاؤ۔

یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اور اُس سے کہا کہ ہم نے خالد کو اتنی رقم پر سمجھوتہ کی اطلاع دی۔ وہ ہماری ضمانت کو ماننے کے لئے تیار نہیں وہ کہتا ہے کہ میں اتنی رقم کسی طرح ادا نہیں کرسکتا یوسف نے کہا یہ تو تم ہی خوب جانتے ہوگے یا تمہارا دوست میں تو اپنے اقرار سے اب پھرتا نہیں تم اگر پھرنا چاہتے ہو تو میں تمھیں روکتا بھی نہیں، اُنھوں نے کہا تو اچھا ہم اپنے عہد ضمانت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں، یوسف نے پوچھا کیا واقعی تم ایسا کرتے ہو، اُنھوں نے کہا جی ہاں، یوسف نے کہا تو اب یاد رکھو چونکہ نقض عہد کی ابتدا تم نے کی ہے اِس لئے اب میں نہ یہ رقم قبول کرونگا اسکی دوگنی اور نہ چوگنی۔

چنانچہ یوسف نے اُس سے کہیں زیادہ رقم اُس سے وصول کی۔ کہا جاتا ہے کہ اِس نے دس کروڑ لئے۔

ابن عیاش راوی ہیں کہ ہشام نے خالد کے معزول کردینے کا ارادہ کرلیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ خالد نے عراق میں بڑی جائداد پیدا کرلی تھی نہریں کھدوائی تھیں جنکی آمدنی دوکروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ صرف نہر خالد کی آمدنی پچاس لاکھ تھی اسیطرح باجوی۔ بارمانا۔ مبارک، جامع، کوزہ ما بور اور قبلیج کی نہریں تھیں مگر باوجود اسکے خالد اکثر کہا کرتا تھا بخدا میں مظلوم ہوں یہ جسقدر زمین ہے از روئے حق میری ہے اُسکا مطلب یہ ہوتا تھا کہ حضرت عمر نے علاقہ سواد کا چوتھائی حصہ بنی بجیلہ کو دیدیا تھا۔

عُریان بن الہیثم کہتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں سے اکثر کہا کرتا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خالد اِس بات سے بالکل خالی الذہن ہے کہ قریشی اسے اور اِس جیسے کسی اور کو کبھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھینگے، یہ لوگ بڑے حاسد ہیں اور دیکھ لینا کہ اِس سے کیا کیا باتیں پیدا ہونگی۔ میں نے ایک دن خالد سے کہا کہ یہاں بعض ایسے لوگ ہیں جن کی نظروں پر آپ چڑھ گئے ہیں یہ قریش ہیں آپ کے اور اُن کے درمیان کوئی ناتا یا قرابت بھی نہیں ہے انھیں آپ کی پروا نہیں مگر آپ کو ان کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے۔ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ آپ کیوں نہیں ہشام کو اپنی جائداد و املاک کی مفصل اطلاع دیدیتے اور جو چیز اُن کے پسند آئے اُسے کیوں نذر نہیں کردیتے کیونکہ اسطرح سے آپ کو پھر یہ موقع ملجاتا ہے

کہ اُس ہی جیسی آپ اور جائداد حاصل کرلیں کیونکہ وہ پھر آپ سے بگاڑ نہیں پیدا کرے گا چاہے وہ اُسے دل سے چاہتا ہو۔ میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر کچھ چلا جائے اور کچھ باقی رہے تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ سب کا سب چلا جائے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ تمہارا کوئی مخالف یا حاسد ہشام کے پاس آئے گا اور وہ اُسکے بیان کو سچ سمجھ لیگا، تم اگر اپنی خوشی سے یہ دیدو تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ تم سے زبردستی چھین لیا جائے۔

خالد نے سنکر کہا میں تم پر بدنیتی کا الزام نہیں رکھتا مگر یہ کبھی نہیں ہوگا، اسپر میں نے کہا آپ میرے مشورہ پر عمل کیجئے مجھے اپنا وکیل بناکر ہشام کے پاس متعین کردیجئے۔ اگر کوئی لڑی کھل جائے گی تو میں اُسی مضبوطی سے کس دونگا اور اگر کوئی گانٹھ پڑ گئی تو میں اُسے کھولدونگا خالد نے کہا میں ہرگز ایسی ذلت گوارا کرنیکے لئے تیار نہیں ہوں۔ میں نے اُس سے کہا یہ تو آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی ساری جائداد واملاک اُسکی سلطنت میں ہیں کیا اگر وہ انھیں لے لے تو آپ اُسے روک سکتے ہیں، خالد نے کہا میں نہیں روک سکتا، میں نے کہا ہاں تو پھر بہتر یہ ہے کہ خود آپ اس میں مسابقت کریں اور اُسے نذر کردیں کیونکہ وہ اسے آپ ہی کی نگرانی میں دیدیگا اور اسی وجہ سے آپ کا شکرگزار ہوگا۔ اور اگرچہ آپ پر سوائے اسکے کہ جس سے وہ آپ ابتدا کرے اور کوئی احسان نہ رہے تب بھی آپ اس قابل ہوں گے کہ اپنی جائداد کو سنبھال لیں اور اُسپر قبضہ رکھیں خالد نے کہا کہ یہ بھی کبھی نہیں ہوسکتا۔

تب میں نے اُس سے کہا اچھا اگر وہ تمھیں برطرف کردے اور تمھاری تمام جاگیر وجائداد کو ضبط کرلے تو تم کیا کروگے، بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس معاملہ میں ابتدا کرو، اور یہ سب کچھ اُسکے نذر کردو، اس لئے کہ اُسکے بھائی۔ بیٹوں اور خاندان والوں نے پہلے ہی اس معاملہ میں تمھاری بہت کچھ شکایت کردی ہے اور پھر تمھیں یہ موقع ملیگا کہ تم اپنی چالوں سے انکی سازش کو انھیں پر الٹ دو اور پھر ہشام سے تم جسطرح چاہنا اپنی منھ مانگی مرادیں حاصل کرلینا۔

خالد نے کہا جو کچھ تم نے کہا میں نے اُسے سمجھا مگر میں یہ بھی نہیں کرونگا۔ عریان کہنے لگے گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ خالد معزول کردیا گیا ہے، اُس کا مال ضبط کرلیا گیا ہے اُسپر الزام لگایا گیا ہے اور پھر کوئی تدبیر اُسکے حق میں مفید ثابت نہیں ہوتی، چنانچہ بعینہٖ ایسا ہی ہوا۔

بلال بن ابی بردہ کو جو خالد کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا جب ہشام کی خالد پر خفگی کا علم ہوا تو اُس نے خالد کو لکھا کہ ایک ایسا معاملہ رونما ہوا ہے کہ مجھے آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے پاس آنیکی اجازت مرحمت فرمائیے کیونکہ صرف ایک رات اور دن آپ تک آنے میں صرف ہونگے ایک دن میں آپ کے پاس رہونگا اور پھر اسی طرح ایک رات اور دن میں واپسی کا سفر طے کرکے اپنے مستقر پر آجاونگا، خالد نے لکھدیا کہ جب چاہو آجاؤ۔ بلال مع اپنے دو آزاد غلاموں کے تیز رفتار اونٹوں پر سوار ہو کر روانہ ہوا ایک دن اور ایک رات چلکر مغرب کی نماز کوفہ میں آکر پڑھی۔ بصرہ سے کوفہ اسّی فرسخ تھا، خالد کو اُسکے آنیکی اطلاع پہنچ گئی خود خالد اُسکے پاس آیا مگر ذرا اُس سے برافروختہ ہو گیا تھا۔ خالد نے اُس سے پوچھا کہو ابو عمرو کیا تم نے خود کو تھکا دیا ہے۔ بلال نے کہا جی ہاں۔ خالد نے کہا بصرہ کب چھوڑا۔ بلال نے کہا کل۔ خالد نے کہا کیا تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ بلال نے کہا بخدا ایسا ہی ہے۔ خالد نے کہا اچھا کہیئے اتنی تکلیف کیوں گوارا کی، بلال نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین آپ سے ناراض ہیں اور اُنھوں نے اُسکا اظہار بھی کیا ہے اِن کے بیٹوں اور خاندان والوں نے آپ کی اُن سے شکایت کی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو خود اُن کے پاس جائیے ہمارا کچھ روپیہ اُنھیں دینے کا وعدہ کیجئے اُسکے عوض اپنے استقلال کا حکم حاصل کیجئے تاکہ ہم لوگ اپنی جگہ مطمئن ہوں۔ پھر اپنا تمام مال و متاع اُن کے سامنے پیش کردیجئے اُس میں سے جتنا وہ لینگے اُسکے عوض میں اُتنا ہی ہم آپ کو بعد میں دیدیں گے۔

خالد نے کہا میں تم پر الزام نہیں رکھتا مگر مجھے غور کرنے دو، بلال نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ ابھی سوچتے ہی رہینگے اور آپ کے خلاف جلد کارروائی ہو جائیگی خالد نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلال نے کہا قریش کو آپ خوب جانتے ہیں اور وہ ضرور اس معاملہ میں آپکے خلاف فوری کارروائی کریں گے۔ خالد نے کہا بلال اپنی کوئی شے جبراً تو کبھی بھی نہ دونگا۔ بلال نے کہا کیا جناب والا میں کچھ اور عرض کروں۔ خالد نے کہا ہاں کہو بلال نے کہا کہ آپ کے مقابلہ میں ہشام اس معاملہ میں زیادہ معقول وجہ رکھتا ہے وہ کہے گا میں نے تجھے والی بنایا اور تیرے پاس اُسوقت کچھ نہ تھا، اگر پھر بھی تو اپنی اس دولت میں جواب تیرے پاس جمع ہو گئی ہے میرا کوئی حق نہیں سمجھتا اور مجھے کچھ نذر نہیں دیتا ایک مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ حسان النبطی اُسے

ایسے سبز باغ دکھائیگا کہ آپ اُسکا اوراک بھی نہیں کر سکتے اس لئے اس مہلت کو غنیمت سمجھے، خالد نے کہا میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں تم اب اپنے مستقر پر واپس چلے جاؤ، بلال واپس جانے لگا وہ کہتا جاتا تھا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ گویا ایک دو رکا شخص اُس پر مسلط کر کے بھیجا گیا ہے، جو تند خو بدطینت، بے دین اور بے شرم ہے اور جس نے خالد کو گرفتار کر کے اپنا سخت کینہ اور عداوت اس سے نکالی ہے، چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا۔

اسی بلال نے کوفہ میں ایک مکان بنایا تھا۔ خالد سے اُسکے دیکھنے کی استدعا کی تھی مگر خالد یوں تو گیا نہیں البتہ گرفتار کر کے اسی مکان میں رکھا گیا اُس کے بعد سے آج تک یہ مکان جیل خانہ ہی بنگیا۔

خالد اپنی تقریر میں کہا کرتا تھا کہ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نرخ گراں کر دیتا ہوں جو ایسا کرتا ہو اُس پر خدا کی لعنت ہو، اصل بات یہ تھی کہ ہشام نے خالد کو لکھ دیا تھا جبتک ہماری خام اجناس فروخت نہ ہو جائیں کسی اور کی نہ بکنے پائیں اس بنا پر قیمت اتنی چڑھی کہ ایک کیلجہ[1] غلہ ایک درہم کو ملنے لگا۔

شوال ۱۰۵ھ میں خالد عراق کا والی مقرر ہوا اور جمادی الاول ۱۲۰ہجری میں اس عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔

اسی سنہ میں یوسف عراق کا والی ہو کر آیا اُس کے آنیکا واقعہ اور سبب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ نیز اسی سنہ میں یوسف نے جعفر بن حنظلہ کو موقوف کر کے جدیع بن علی الکرمانی کو خراسان کا والی مقرر کیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ عراق آنے کے بعد یوسف نے سلم بن قتیبہ کو خراسان کا والی مقرر کرنا چاہا، ہشام کو اس بارہ میں لکھا اور اُس تقرر کی اجازت چاہی ہشام نے لکھا کہ سلم بن قتیبہ ایک ایسا شخص ہے کہ خراسان میں اسکا خاندان نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو اُسکا باپ قتل نہ کیا جاتا۔

بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے ولایت خراسان کا پروانہ کرمانی کے نام بنی سلیم کے ایک شخص کے ہاتھ بھیجا۔ کرمانی اس وقت مرو میں تھا۔ کرمانی نے فرمان وصول کرتے ہی اہل مرو کے سامنے تقریر کی حمد و ثنا کے بعد اُس نے اسد اور اُسکے خراسان آنے اور جو جو تکالیف اور ابتلائیں انہیں اور

---

[1] غلہ کا ایک پیمانہ جو ۱½ من کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم

جو فلاح وبہبودی کے کام اہلِ خراسان کے لئے اسد کے ہاتوں سرانجام پذیر ہوئے انھیں بیان کیا، پھر اُس نے اسد کے بھائی خالد کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا، اور اُسکی تعریف کی پھر یوسف کے عراق کا والی مقرر ہونیکی خبر لوگوں کو بتائی، حکومت کی فرمان برداری اور یکجہتی اتحاد کی تاکید کی اسد کے لئے دعاء مغفرت مانگی، معزول شدہ کے لئے خدا سے معافی کی درخواست کی اور نئے آنے والے (یوسف) کو مبارکبادی اور پھر منبر سے اُتر آیا۔

اسی سنہ میں کرمانی خراسان کی ولایت سے معزول کردیا گیا اور اُسکی جگہ نصر بن سیار بن لیث بن مرافع، بن ربیعہ، بن محرّی بن عوف بن عامر بن جندع بن لیث بن بکیر بن عبد مناۃ بن کنانہ خراسان کا والی مقرر کیا گیا۔ اُنکی ماں زینب بنت حسان التغلبی تھیں۔

نصر بن سیار کی ولایت خراسان

جب ہشام کو اسد کی موت کا علم ہوا تو اُس نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا کہ کون ایسا شخص ہے جو خراسان کی حکومت کو بوجہ احسن چلا سکے۔ اِن لوگوں نے کئی آدمیوں کے نام پیش کئے اور ہشام کے پاس اُنکے نام لکھکر پیش کردیئے جن اصحاب کی اس عہدہ کے لئے سفارش کی گئی تھی اُن میں یہ لوگ تھے، عثمان بن عبداللہ بن الشخیر، یحییٰ بن حضین بن منذر الرقاشی نصر بن سیار اللیثی، قطن بن قتیبہ بن مسلم، مجشر بن المزاحم السلمی (از قبیلہ بنی حرام)، عثمان بن عبداللہ بن الشخیر کے متعلق کہا گیا کہ یہ شراب پیتے ہیں، مجشر کے لئے کہا گیا کہ یہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، ابن حضین کے متعلق کہا گیا کہ اِن میں اپنی بڑائی کا خیال اور نخوت ہے، قطن بن قتیبہ کے متعلق کہا گیا کہ چونکہ انکا باپ وہیں قتل کیا گیا ہے اس لئے یہ انتقام جو ہیں۔ نصر بن سیار کے متعلق کہا گیا کہ اِن کا وہاں خاندان نہیں ہے کہ جسکی امداد انہیں حاصل ہو سکے۔ ہشام نے کہا میں خود نصر کا خاندان بنا جاتا ہوں، غرض کہ ہشام نے نصر ہی کو خراسان کا گورنر مقرر کردیا، عبدالکریم بن سلیط بن عقبہ الہفانی (ھفان بن عدی بن حنیفہ) کو نصر کا فرمانِ تقرر دیکر روانہ کیا۔ عبدالکریم اسے لیکر خراسان روانہ ہوا اُسکے ہمراہ اُسکا منشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا جب یہ، سرخس پہنچا تو وہاں اُسے کوئی پہچانتا نہ تھا حفص بن عمر بن عباالتیمی تمیم بن عمر کا بھائی سرخس کا عامل تھا ابوالمہند نے اُسے نصر کی ولایت کا حال بتا دیا حفص نے یہ سنتے ہی اپنا ایک قاصد نصر کے پاس بھیجا جس نے یہ خبر نصر کو پہنچا دی۔ اب عبدالکریم بن سلیط بھی مرو آگیا

ابو المهند نے کرمانی کو بھی اسکی اطلاع دیدی کرمانی نے نصر بن حبیب بن بحر مالک بن عمر الکرمانی کو نصر بن سیار کے پاس بھیجا مگر اس سے پہلے حفص کا قاصد نصر کے پاس پہنچ گیا، اور اسی نے سب سے پہلے امیر کہکر نصر کو سلام کیا۔ نصر نے اس سے کہا تو مکار شاعر معلوم ہوتا ہے، پیامبر نے حفص کا خط پیش کیا۔

اس سے پہلے جعفر بن حنظلہ نے کرمانی کو معزول کر کے عمرو بن مسلم کو مرو کا حاکم مقرر کر دیا تھا، منصور بن عمر و کو ابر شہر کا اور نصر بن سیار کو بخارا کا عامل مقرر کیا تھا۔

جعفر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ کئی دن پہلے کہ نصر کا فرمان تقرر آئے میں نے نصر کو بلایا اور کہا کہ میں تمہیں بخارا کا عامل مقرر کرتا ہوں۔ نصر نے بختری بن مجاہد سے مشورہ کیا بختری نے کہا یہ بھی بنی شیبان کے آزاد غلام ہیں اس سے کہا کہ تم اسے قبول مت کرو، نصر نے وجہ پوچھی بختری نے کہا چونکہ خراسان میں اسوقت تم ہی سارے بنی مضر کے شیخ ہو اسلیے مجھے یقین ہے کہ تم ہی سارے خراسان کے والی بنا دیے جاؤ گے چنانچہ جب واقعی نصر کا فرمان تقرر اسے مل گیا تو اس نے بختری کو بلا بھیجا۔ بختری نے اسکے قاصد کے آتے ہی اپنے دوستوں سے کہا کہ نصر بن سیار خراسان کا والی مقرر ہو گیا، بختری نے آکر نصر کو امیر کہکر سلام کیا، نصر نے پوچھا آپکو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی بختری نے کہا چونکہ آپ نے آج مجھے بلا بھیجا حالانکہ اس سے پہلے آپ خود میرے پاس آیا کرتے تھے میں سمجھ گیا کہ آپ خراسان کے والی مقرر ہو گئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب اسد بن عبداللہ کی موت کی خبر ہشام کو معلوم ہوئی تو اس نے عبد الکریم سے پوچھا کہ بتاؤ میں کسے خراسان کا والی مقرر کروں میں تم سے اس لیے مشورہ لیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خراسان اور وہاں کے امیروں سے اچھی طرح واقف ہو، عبد الکریم کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین سے کہا کہ باعتبار اپنی احتیاط، تدبیر اور شجاعت کے کرمانی اسکے اہل ہیں۔ امیر المومنین نے اپنا منہ پھیر لیا اور پوچھا کہ اسکا کیا نام ہے میں نے کہا جدیع بن علی۔ اس نام سے انھوں نے برا شگون لیا اور کہا کہ میں اسے نہیں کرنا چاہتا کسی اور کا نام بتاؤ میں نے کہا۔ چرب زبان آزمودہ کار یحییٰ بن نعیم بن ہبیرۃ الشیبانی ابو المیلاء ہشام نے کہا یہ بنی ربیعہ میں سے ہیں اور بنی ربیعہ سے سرحدوں کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ عبد الکریم کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں نے اپنے جی میں کہا کہ ربیعہ اور یمن دونوں کو اس نے ناپسند کیا ہے اور مضر میں سے کسی کا نام لیکر دیکھوں۔ میں نے کہا عقیل بن المعقل اللیثی بھی ہیں،

اگر آپ انکی ایک کمزوری کا خیال نہ فرمائیں۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا ہے، میں نے کہا وہ عفیف نہیں ہیں۔ ہشام نے کہا میں انھیں بھی نہیں کرنا چاہتا میں نے عرض کیا منصور بن ابی الخرقاء السلمیؒ اگر آپ انکی ایک فطری خرابی کا خیال نہ فرمائیں کیونکہ انکی صورت منحوس ہے ہشام نے کہا کسی اور کا نام بتاؤ، میں نے کہا مجشر بن مزاحم السلمی۔ عاقل وشجاع ہیں' مدبر ہیں مگر ذرا جھوٹ بولنے کی عادت ہے، ہشام نے کہا جھوٹ میں بھلائی نہیں ہیں۔ نے کہا یحیی بن حضین ہشام نے کہا میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ بنی ربیعہ سے سرحد کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ غرض کہ اسی طرح جس کسی یمنی یا ربیعہ کے سردار کا میں نام لیتا ہشام اُسے ناپسند کرتا میں نے ارادتاً نصر بن سیار کو سب کے آخر میں رکھا حالانکہ وہی سب میں زیادہ شجاع، دانا اور تجربہ کار سیاست تھا۔ میں نے عرض کیا کہ نصر بن سیار اللیثی، ہشام نے کہا ہاں یہ منظور ہے، میں نے کہا ان میں بھی ایک کمی ہے اگر آپ اسکا خیال نہ فرمائیں تو مناسب ہے، اگرچہ وہ عفیف؛ وتجربہ کار اور فرزانہ ہیں ہشام نے کہا آخر کہو وہ کیا کمی ہے میں نے کہا خراسان میں انکا خاندان وقبیلہ بہت کم ہے ہشام نے کہا کیا ڈر ہے، کیا وہ مجھ سے بڑھ کر کسی خاندان کا آرزومند ہے۔ میں اسکا خاندان اور حامی ہوں گے۔

دوسرے ارباب سیر کا بیان ہے کہ جب یوسف بن عمر عراق آیا تو اُس نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ کسی ایسے شخص کو بتاؤ جسے میں خراسان کا والی مقرر کروں، لوگوں نے اُسے سلمہ بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم، قدید بن منیع المنقری نصر بن سیار، عمرو بن مسلم، مسلم بن عبدالرحمٰن بن سلم منصور بن ابی الخرقا۔ سلم بن قتیبہ یونس بن عبد ربہ اور زیاد بن عبدالرحمن القشیری کے نام بتائے، یوسف نے یہ سب نام ہشام کے پاس بھیجدئے قیسی سرداروں کی بڑی تعریف کی اُس نے سب کے آخر میں نصر بن سیار الکنانی کا نام لکھا تھا، ہشام نے خط پڑھ کر کہا کیا وجہ ہے کہ یوسف نے کنانی کا نام سب کے آخر میں لکھا ہے، یوسف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ خراسان میں نصر کا قبیلہ اور خاندان بہت تھوڑا ہے، ہشام نے اسکے جواب میں یوسف کو لکھا، تمھارے خط کے مضمون سے میں آگاہ ہوا تم نے قیسی سرداروں کی جو اتنی تعریف کی ہے اُسے بھی میں سمجھا۔ تم نے نصر کے ذکر کے ساتھ اسکے خاندان کی قلت کا بھی ذکر کیا ہے وہ شخص کیسے بے یار و مددگار سمجھا جا سکتا ہے کہ جسکا میں خود حامی ہوں، تم نے میرے سامنے قیسیوں کی حمایت کی ہے اور میں تیرے مقابلہ میں بنی خندف کا ساتھ

دونگا۔ نصر کو خراسان کا والی مقرر کردو، اُسکے حامی کم نہیں ہیں جبکے خود امیرالمومنین حامی ہوں بلکہ بنی تمیم ہی کی تعداد خراسان میں سب سے زیادہ ہے"۔

ہشام نے نصر کو یہ بھی لکھدیا تھا کہ تم یوسف بن عمر کو اپنے مراسلات بھیجنا (یعنے یہ کہ تم یوسف کے ماتحت رہو گے) یوسف نے سلم کو بھی ہشام کے پاس بھیجا تھا اور اُسکی بہت کچھ سفارش بھی کی تھی مگر اُس نے اُسے والی نہیں بنایا۔ اسی طرح اُس نے شریک بن عبدربہ النمیری کو ہشام کے پاس بھیجا اور اُسکی بھی سفارش کی کہ اِسے خراسان کا گورنر مقرر فرما دیجئے" مگر ہشام نے اُسے بھی منظور کرنے سے انکار کردیا"۔

نصر نے خراسان سے حکم بن یزید بن عمیر الاسدی کو بھیجا اور اُسکی سفارش کی، یوسف نے اُسے پٹوایا اور خراسان واپس جانے سے روکدیا۔ البتہ جب یزید بن عمرو بن ہبیرہ آیا تو اُس نے حکم بن یزید کو کرمان کا عامل مقرر کیا ہشام نے نصر کا فرمان تقرر عبدالکریم الحنفی کے ہاتھ روانہ کیا اُنکے ہمراہ اُنکا میرمنشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا۔ جب یہ سرخس آئے تو برف گرنے لگی یہ وہیں ٹھہر گئے حفص بن عمرو بن عباد التمیمی کے پاس مہمان رہے حفص بن عمر سے کہا کہ میں نصر کا فرمانِ تقرر لیکر آیا ہوں یہ اِن دنوں سرخس کا عامل تھا۔ حفص نے اپنے غلام کو ایک گھوڑے پر نصر کے پاس روانہ کیا، اُسے کچھ روپیہ بھی دیا اور کہا کہ بس اڑے ہوے چلے جاؤ چاہے گھوڑا مر ہی کیوں نہ جائے" جب یہ بیکار ہو جائے تو اور خرید لینا غرض کہ جس طرح بنے پوری سرعت کے ساتھ نصر کے پاس پہنچ جاؤ"۔

غلام روانہ ہوا۔ بلخ میں نصر کے پاس آیا۔ نصر اُسوقت بازار میں تھا، غلام نے خط اُسکے حوالہ کیا، نصر نے پوچھا تمھیں معلوم ہے کہ اِس خط میں کیا ہے۔ غلام نے انکار کیا، نصر نے خط اپنی مٹھی میں دبالیا۔ گھر آیا، مگر ابھی سے یہ خبر عام ہوگئی کہ نصر کے پاس خراسان کی ولایت کا فرمان آگیا ہے نصر کے بعض خاص دوست آئے، اُنھوں نے اُس سے حقیقت دریافت کی۔ نصر نے کہا مجھے تو اب تک کوئی ایسا حکم نہیں ملا۔ اُس روز نصر ٹھہرا رہا۔ دوسرے دن ابوحفص بن علی الحنظلی نصر کا خسر نصر کے پاس آیا یہ بہت ہی جلد باز بے وقوف اور دولتمند تھا، اس نے نصر سے پوچھا کہ تمام لوگ تمھارے خراسان کا والی مقرر ہونے کے معاملہ میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں کیا واقعی تمھیں اِسکے متعلق کوئی حکم موصول ہوا ہے؟ نصر نے صاف

انکار کر دیا۔ یہ اٹھکر جانے لگا، نصر نے کہا ذرا ٹھہریئے اور پھر وہ خط پڑھ کر اُسے سنایا۔ ابوحفص نے کہا حفص تمھیں کبھی جھوٹ نہیں لکھیگا، ابھی وہ اس معاملہ پر گفتگو ہی کر رہے تھے کہ عبد الکریم نے ملاقات کی اجازت طلب کی، اور فرمانِ تقرر اُنکے حوالے کیا، نصر نے اُسے دس ہزار درہم دیئے پھر نصر نے مسلم بن عبد الرحمٰن بن مسلم کو بلخ کا عامل مقرر کیا، وشاح بن بکیر بن وشاح کو مرو الروذ کا حارث بن عبد اللہ بن الحشرج کو ہرات کا زیاد بن عبد الرحمٰن القشیری کو ابرشہر کا ابوحفص بن علی اپنے خسر کو خوارزم کا اور قطن بن قتیبہ کو سغد کا عامل مقرر کیا، ایک یمنی شام کے باشندے نے اس طرز عمل کو دیکھکر کہا کہ ایسا تعصب تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ نصر نے کہا جی ہاں وہ تعصب جو اس سے پہلے تھا، غرض کہ نصر نے اُسکے بعد آیندہ چار سال تک مضری سردار کے علاوہ کسی کو اور کوئی ذمہ دار عہدہ نہیں دیا۔ خراسان کو ایسا آباد کر دیا کہ اُسکے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا، مالگزاری میں بھی کمی کر دی، اُسکی حکومت اور مالگزاری کی وصول یابی نہایت کامیاب رہی سوار بن الاشعر نے اپنے دو شعروں میں نصر کے انتظام کی تعریف کی۔

رجب سنہ ۱۲۰ ہجری میں نصر کو فرمانِ تقرر ملا۔ بختری نے اُس سے کہا کہ آپ سب لوگوں کو اپنا فرمانِ تقرر پڑھکر سنا دیجئے اور کچھ تقریر بھی کیجئے چنانچہ نصر نے مجمع عام میں تقریر کی اور کہا کہ آپ اپنے طرز عمل سے میرے ساتھیوں کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے باز رکھئے کیونکہ ہم آپکی خوبی اور برائی سے واقف ہیں۔

محمد بن ہشام بن اسمٰعیل اس سال امیر حج تھے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ سلیمان بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ بعضوں نے یزید بن ہشام کا نام لیا ہے۔ اس سال محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا، عراق اور مشرق کا ناظمِ اعلیٰ یوسف بن عمر و تھا نصر بن سیار خراسان کا والی تھا، بیان کیا گیا ہے کہ اس سنہ میں جعفر بن حنظلہ خراسان کا والی تھا۔ یوسف بن عمرو کی جانب سے کثیر بن عبد اللہ السلمی بصرہ کا عامل تھا۔ عامر بن عبیدۃ الباہلی بصرہ کے قاضی تھے، مروان بن محمد آرمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔ ابن شبرمہ کوفہ کے قاضی تھے۔

سنہ ۱۲۱ھ کے اہم واقعات

اس سنہ میں مسلمہ بن ہشام بن عبد الملک نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا، اور مطامیر فتح کیا، مروان بن محمد نے سونے کے تخت والے رئیس کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اُس کے

قلعے سر کیے، علاقہ کو برباد کر ڈالا، اُسے جزیہ دینے پر مجبور کر دیا۔ ایک ہزار راس سالانہ جزیہ ٹھہرا باقاعدہ ادائی کی ضمانت کے لیے یرغمال لے لئے، اور مروان نے اُسے اُسکے علاقہ کا رئیس بنا دیا۔

اسی سنہ میں عباس بن محمدؒ پیدا ہوا۔ اسی سنہ کے ماہِ صفر میں واقدی کے بیان کے مطابق زید بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب قتل کیے گئے۔ البتہ ہشام بن محمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ماہِ صفر ۱۲۲ھ ہجری میں پیش آیا۔

زید بن علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کے خروج اور قتل کا واقعہ

اس واقعہ کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ زید بن علی۔ محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب اور داؤد بن علی بن عبد اللہ بن عباس خالد بن عبد اللہ کے پاس جو اُسوقت عراق کا والی تھا آئے خالد نے اُنکو بہت سا روپیہ ہدیۃً دیا۔ یہ لوگ مدینہ واپس آ گئے۔ جب یوسف بن عمر خالد کا جانشین ہوا تو اُس نے ہشام کو ان اصحاب کے نام اور وہ رقم لکھدی جو خالد نے انھیں دی تھی، نیز اپنے خط میں اسکا بھی تذکرہ کیا کہ خالد نے زید بن علی سے مدینہ میں ایک زمین دس ہزار دینار میں خریدی تھی۔ مگر پھر انھیں واپس دیدی۔ ہشام نے اپنے عامل مدینہ کو حکم بھیجا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیجدو، جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے اُن سے دریافت کیا، ان لوگوں نے اُس روپیہ کا تو اقرار کیا جو بطور صلہ کے خالد نے انھیں دیا تھا، باقی اور تمام باتوں سے انکار کر دیا، ہشام نے زید سے زمین کے متعلق دریافت کیا۔ زید نے انکار کیا اور حلف اٹھایا ہشام نے اُن کے بیان کو صحیح تسلیم کر لیا۔

دوسرا بیان یہ ہے کہ زید بن علیؓ کا پہلا قصہ یہ ہے کہ یزید بن خالد القسری نے دعویٰ کیا کہ ہمارا روپیہ زید بن علیؓ محمدؒ بن عمرو بن علیؓ بن ابی طالب، داود بن علیؓ بن عبد اللہ بن عباسؓ بن عبد المطلب، ابراہیم بن سعد بن عبد الرحمٰن بن عوف الزہری اور ایوب بن سلمہ بن عبد اللہ بن الولید بن المغیرۃ المخزومی کے پاس جمع ہے، یوسف بن عمرو نے ان لوگوں کے بارے میں ہشام کو لکھا، زید بن علیؓ اُس وقت رصافہ میں اپنے چچا زاد بھائیوں بنی الحسنؓ بن الحسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب سے رسول اللہ صلعم کے وقف کے متعلق مقدمہ

لڑ رہے تھے، محمد بن عمرو بن علیؓ اسوقت زید بن علی کے ہمراہ تھے، جب یوسف بن عمر کے کئی خط اس بارے میں ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان اصحاب کو اس معاملہ کی اطلاع دی کہ یوسف بن عمر نے مجھے لکھا ہے کہ یزید بن خالد مدعی ہے کہ اُن کا روپیہ آپ لوگوں پر واجب الادا ہے۔ انھوں نے اس مطالبہ سے انکار کیا، ہشام نے اُن سے کہا کہ میں آپ سب صاحبوں کو یوسف کے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ آپ لوگوں کا آپ کے مدعیوں سے مقابلہ کرا دے۔

زید بن علی نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہمیں یوسف کے پاس نہ بھیجیں ہشام نے پوچھا یوسف سے آپ کیوں خائف ہیں، انھوں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ دست تعدی دراز کریگا، ہشام نے کہا وہ آپکے ساتھ ایسا نہیں کرسکتا۔ ہشام نے اپنے میر منشی کو بلا کر حکم دیا کہ یوسف کو لکھو کہ جب فلاں فلاں اشخاص تمھارے پاس آئیں تو تم انکا یزید بن خالد القسری سے مقابلہ کرانا، اگر وہ دعویٰ کو تسلیم کرلیں تو انھیں میرے پاس بھیجدینا اگر وہ انکار کریں تو مدعی سے ثبوت طلب کرنا اگر وہ ثبوت نہ پیش نہ کرسکے تو بعد نماز عصر ان اصحاب سے حلف لینا کہ ہم خدائے واحد و یکتا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یزید بن خالد القسری نے نہ کوئی مال امانت ہمارے پاس رکھوایا اور نہ ہم پر اُسکا کوئی قرضہ واجب الادا ہے۔ قسم کھلانے کے بعد انھیں چھوڑ دینا۔

ہشام سے ان اصحاب نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ وہ آپ کے اس خط کے مضمون سے تجاوز کر جائیگا اور ہمیں عرصہ تک اس قضیہ میں اُلجھائے رکھے گا۔ ہشام نے کہا یہ کبھی نہیں ہوسکتا میں ایک اپنا سپاہی آپ لوگوں کے ساتھ کیئے دیتا ہوں تاکہ وہ اس حکم کی تعمیل کرائے اور جلد ہی آپکو اس قضیہ سے فراغت ملجائے۔

سب نے انکا شکریہ ادا کیا دعا دی اور کہا کہ آپ نے بالکل انصاف سے کام کیا ہے۔

ہشام نے ان تمام اصحاب کو یوسف کے پاس بھیجدیا۔ مگر ایوب بن سلمہ کو اپنے پاس روک لیا کیونکہ ہشام بن عبدالملک کی والدہ ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن ولید بن المغیرۃ المخزومی کی اولاد میں تھی اور یہ ہشام کے ماموواں میں ہوتے تھے اس بنا پر اس دعوےٰ میں اُن سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی۔ یہ لوگ عراق پہنچے یوسف نے انھیں اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی اُس نے زید بن علی کو اپنے قریب بٹھایا اور بہت ہی

نرم و تواضع کے لہجہ میں اُن سے سوال کیا پھر سب سے روپیہ کے متعلق دریافت کیا سب نے انکار کیا اور کہا کہ اُس نے نہ کچھ ہمارے پاس امانت رکھوایا اور نہ ہم پر اُسکا کچھ واجب الادا ہے خود پوچھ لینے کے بعد اب یوسف نے یزید بن خالد کو اِن کے سامنے بلایا اور اُس سے کہا کہ یہ زید بن علی ہیں۔ یہ محمدؐ بن عمر بن علی ہیں اور یہ فلاں ہیں اور یہ فلاں ہیں جنکے خلاف تو نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہے۔ یزید نے کہا " ان لوگوں پر نہ میرا کچھ زیادہ ہے اور نہ تھوڑا ہے " یوسف نے کہا کیا مجھ سے مذاق کرتا ہے یا امیر المومنین سے، چنانچہ اُس روز یوسف نے اُسے ایسی ایسی تکلیفیں دیں کہ لوگونکو خیال ہوا کہ اُسے ہلاک ہی کر دیا گیا مگر پھر عصر کی نماز کے بعد اُسے مسجد میں لایا گیا سب سے حلف لئے، سب نے قسمیں کھالیں زید بن علی کو چھوڑ کر اور سب پر سختیاں کی گئیں مگر ان میں سے کسی نے روپیہ کا اقرار نہیں کیا، یوسف نے ہشام کو اُسکی اطلاع دی ہشام نے اُسے لکھا کہ اُن سے حلف لیکر چھوڑ دو، یوسف نے انھیں چھوڑ دیا یہ لوگ کوفہ سے مدینہ چلے آئے مگر زید بن علی کوفہ ہی میں ٹھہر گئے۔

عطاء بن مسلم الخفاف بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی نے خواب دیکھا تھا کہ عراق میں انھوں نے آگ مشتعل کی ہے پھر اُسے بجھا دیا اور پھر وہ مر گئے۔ اس خواب نے انھیں خوف زدہ کر دیا۔ انھوں نے اپنے بیٹے یحییٰ سے بیان کیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے پھر وہ خواب بیان کیا اِسکے بعد ہشام کا خط اُنکی طلبی کیلئے آیا۔ جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے انھیں حکم دیا کہ آپ اپنے حاکم یوسف کے پاس جائیے، انھوں نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ آپ مجھے اُسکے پاس نہ بھیجیں کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے مجھے اُسکے پاس بھیجدیا تو میں اور آپ پھر کبھی زندہ اِس دنیا میں، ایک جا جمع نہ ہوں گے، مگر ہشام نے کہا جیسا آپکو حکم دیا جاتا ہے اُسکی تعمیل کیجئے، چنانچہ زید یوسف کے پاس آئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہشام نے زید کو مدینہ سے یوسف کے خط کی بنا پر اپنے پاس بلایا۔ اُسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب یوسف بن عمر نے خالد بن عبداللہ پر سختی کی تو اُس نے دعویٰ پیش کیا کہ میں نے، زید بن علی، داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ اور قریش کے دو اور شخصوں کے پاس جن میں سے ایک مخزومی اور دوسرا جمحی تھا ایک بڑی رقم بطور امانت رکھائی ہے، اِسکے متعلق یوسف نے ہشام کو لکھا اور ہشام نے اپنے

ماموں ابراہیم بن ہشام کو جو مدینہ کے عامل تھے لکھا اور حکم دیا کہ اِن لوگوں کو میرے پاس بھیجدو، ابراہیم بن ہشام نے زید اور داؤد سے بُلاکر اِس معاملہ میں دریافت کیا اور کہا کہ خالد نے ایسا بیان کیا ہے، اُنھوں نے قسم کھاکر کہا کہ اُس نے کوئی رقم ہمارے پاس امانت نہیں رکھوائی۔ ابراہیم نے کہا میں تو آپ کو بالکل سچا سمجھتا ہوں، مگر آپ کو معلوم ہے کہ امیر المومنین کا حکم آیا ہے اور اُسکی تعمیل ضروری ہے۔

ابراہیم نے اِن دونوں کو شام بھیجدیا وہاں جاکر اُنھوں نے نہایت سخت قسم کھاکر کہا کہ خالد نے ہمارے پاس کوئی امانت نہیں رکھوائی، داؤد نے یہ بھی کہا کہ میں عراق میں اُسکے پاس گیا تھا اور اُس نے ہدیۃً مجھے ایک لاکھ درہم دلائے تھے، ہشام نے کہا میں ابن النصرانیہ کے مقابلہ میں آپ دونوں کو بالکل سچا سمجھتا ہوں آپ یوسف کے پاس جائیے تاکہ وہ آپ کا اُس سے مواجہہ کرادے اور آپ اُس کے منہ پر اُسے جھٹلا دیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زید اپنے چچا زاد بھائی عبداللہ بن حسن بن حسنؓ بن علیؓ کے خلاف دعوی کرنے کیلئے ہشام کے پاس آئے تھے جویریۃ بن اسماء کہتے ہیں کہ میں نے زید بن علیؓ اور جعفر بن حسن بن حسنؓ کی وہ مقدمہ بازی جو حضرت علیؓ کے اوقاف کے متعلق تھی دیکھی ہے زید بنی الحسین کی جانب سے اور جعفر بنی الحسن کی طرف سے مقدمہ لڑتے تھے۔ جعفر اور زید والی کے سامنے ایک دوسرے کے مقابلہ میں حد سے آگے بڑھ جاتے تھے اور پھر اُٹھ جاتے تھے اور جو گفتگو اُن میں ہو چکی ہوتی تھی اُس کا ایک حرف واپس نہیں لیتے تھے، جب جعفر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ کہنے لگے کہ اب کون جعفر کے بجائے ہماری حمایت میں پیروی کرے گا حسن بن حسن بن حسنؓ نے کہا میں اُنکی جگہ کام کروں گا، عبداللہ نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا میں تمھاری زبان اور تمھارے ہاتھ سے ڈرتا ہوں اور اب میں ہی اِس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لونگا حسن نے کہا آپ کے دلائل آپکی حاجت روائی نہیں کر سکینگے، عبداللہ نے کہا حجت کو تو میں تکمیل کو پہنچا دونگا! اب دونوں فریقوں میں والی کے سامنے مقدمہ بازی ہونے لگی، ابراہیم بن ہشام اسوقت عامل مدینہ تھا۔

عبداللہ نے زید سے کہا کہ تم ان اوقاف کو لینا چاہتے ہو حالانکہ تم ایک سندھی لونڈی کے بطن سے ہو، زید نے کہا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی لونڈی کے بطن سے تھے اسی بنا پر انھیں زیادہ وراثتِ نبوت ملی، عبداللہ یہ جواب سنکر خاموش ہو گئے، غرض کہ اُس روز

ایک نے دوسرے کو بُرا کہنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی، دوسرے دن والی نے پھر اُنھیں بُلایا اور تمام قریش اور انصار کو بھی بُلایا۔ اب دونوں میں پھر جواب و سوال شروع ہوئے، ایک انصاری نے آگے بڑھ کر اُن کے درمیان میں مداخلت کی زید نے اُس سے کہا تمھیں ہمارے درمیان مداخلت کرنے کا کیا حق ہے؟ تم قحطانی ہو، اُس انصاری نے کہا بخدا میں اپنی ذاتی شرافت اور باپ و ماں کی وجہ سے تم سے اشرف ہوں، زید یہ جواب سُن کر چپ ہو گئے مگر ایک قریشی نے آگے بڑھ کر کہا بخدا تو جھوٹ بولا، زید باعتبار اپنی ذات باپ ماں کے اول و آخر دنیا اور آخرت میں تجھ سے افضل و اعلیٰ ہیں، والی نے کہا تمھیں اس معاملہ سے کیا غرض۔ اُس قریشی نے کنکریاں مُٹھی میں بھر کر زمین پر ماریں اور کہا مجھ سے اس معاملہ میں صبر نہیں ہو سکتا، اب عبداللہ اور زید دونوں سمجھ گئے کہ ہمیں لڑانے سے والی کا مقصد ہماری بے عزتی اور جگ ہنسائی ہے، عبداللہ کچھ کہنا چاہتے تھے کہ زید نے اُن سے التجا کی اور وہ چپ رہے پھر زید نے والی سے کہا بخدا تو نے ہمیں ایسی بات کے لئے اپنے سامنے بلایا ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی ہمیں کبھی نہ بلاتے میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب میں عبداللہ کے مقابلہ میں تیرے سامنے جب تک زندہ ہوں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے نہ آؤنگا پھر زید نے عبداللہ کو مخاطب کر کے کہا اے میرے چچیرے بھائی اب یہاں سے اُٹھ چلو، دونوں اُٹھ گئے اور لوگ بھی چلے گئے۔

بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زید ہمیشہ جعفر بن حسن سے جھگڑتے رہتے تھے، جعفر کے بعد عبداللہ سے مقابلہ رہا جب ہشام نے، خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا تو یہ دونوں اُن کے سامنے رجوع ہوئے عبداللہ نے زید کو سخت بُرا بھلا کہا اور ہندیہ کے بیٹے کہہ کر خطاب کیا، زید ہنسے اور کہا کہ اے ابو محمدؐ آپ نے اس سخت کلامی کی ابتدا کی، پھر زید نے بھی اُنکے ماں کے متعلق بعض نا ملایم الفاظ کہے۔

مدائنی کہتے ہیں کہ جب عبداللہ نے زید کے متعلق یہ لفظ کہا تو زید نے جواب دیا، جی ہاں یہ صحیح ہے مگر میری ماں نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد کسی اور سے شادی نہیں کی اور چپ بیٹھی رہیں برخلاف دوسروں کے کہ اُن سے صبر نہ ہو سکا مگر پھر زید کو

اپنے کہے پر ندامت ہوئی اور اسی بنا پر وہ اپنی پھوپھی سے شرمانے لگے اور ایک زمانہ تک اُن کے سامنے نہیں گئے تا آنکہ پھر خود اُنھوں نے زید سے کہلا بھیجا اے میرے بھتیجے میں اس بات کو جانتی ہوں کہ تم اپنی ماں کو ایسا ہی سمجھتے ہو جیسا کہ عبداللہ اپنی ماں کو سمجھتے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فاطمہ نے زید سے کہلا بھیجا کہ اگر عبداللہ نے تمہاری ماں کو بُرا کہا ہے تو تم بھی اُنکی ماں کو بُرا کہو، اُنھوں نے عبداللہ سے پوچھا کہ کیا تم نے زید کی ماں کو بُرے الفاظ سے یاد کیا ہے، عبداللہ نے کہا جی ہاں۔ فاطمہ نے کہا بخدا تم نے بہت بُرا کیا زید کی ماں غیر کفو سے آنے والی بیویوں میں بہترین بیوی تھیں۔

پھر خالد بن عبدالملک نے اُن دونوں سے کہا کل صبح ہی آپ تشریف لائیں اگر میں آپ کے درمیان تصفیہ نہ کرا دوں تو میں عبدالملک کا بیٹا نہیں۔ اس خبر سے مدینہ میں ایک کھلبلی مچ گئی جتنے منہ اُتنی باتیں، کوئی کہتا تھا زید نے ایسا کہا کوئی کہتا تھا عبداللہ نے ایسا کہا دوسرے دن خالد نے دربار منعقد کیا۔ تمام لوگ جمع ہوئے، اُن میں سے بعض خوش ہونے والے تھے اور بعض غمگین، خالد نے دونوں صاحبوں کو سامنے بُلایا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس طرح ان کی جگ ہنسائی ہو عبداللہ گفتگو شروع کرنا چاہتے تھے کہ زید نے اُن سے کہا اے ابو محمد آپ جلدی نہ کیجئے اگر زید اب کبھی خالد کے سامنے آپ سے مخاصمت کرے تو اُسکے تمام لونڈی غلام آزاد ہیں۔ پھر زید نے خالد کو مخاطب کر کے کہا تو نے رسول اللہ کی اولاد کو ایسی بات کے لیئے اپنے سامنے بُلایا ہے جسکے لیئے ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی اُنھیں اپنے پاس نہیں بُلاسکتے تھے، خالد نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کیا کوئی شخص یہاں ایسا نہیں ہے جو اس بیوقوف کو جواب دے۔ انصار میں سے ایک شخص نے جو عمرو بن حزم کی اولاد میں سے تھا کہا اے ابی تراب اور حسینؓ بن احمق کے بیٹے کیا تو والی کا اپنے اُوپر کوئی حق نہیں سمجھتا اور کیا اُن کی اطاعت تیرے لیئے ضروری نہیں ہے، زید نے کہا اے قحطانی تو خاموش رہ میں تجھ ایسے کو جواب نہیں دینا چاہتا، اُس شخص نے کہا کیوں جناب آپ مجھ سے کیوں الگ ہٹتے ہیں بخدا میں تم سے اچھا ہوں۔ میرا باپ تمہارے باپ سے اور میری ماں تمہاری ماں سے بہتر ہے، زید ہنسے اور کہنے لگے اے گروہ قریش دین تو جا ہی چکا کیا حسب بھی رخصت ہوگیا؟ یہ تو ہوا ہے کہ کسی قوم کا دین جا چکا ہے مگر اُن کے حسب چلے نہیں جاتے، عبداللہ بن واقد بن عبداللہؓ بن عمرؓ

بن الخطاب نے کہا اے قحطانی تو جھوٹا ہے زید تجھ سے اپنی ذات اپنے والدین اور اصل ونسل کے اعتبار سے افضل ہیں، اسی طرح کی اور بھی بہت سی باتیں انھوں نے کہیں۔ اُس قحطانی نے اُن سے کہا ابن واقد تم اس معاملہ سے الگ رہو، ابن واقد نے مٹھی بھر کنکریاں اُٹھا کر زمین پر دے ماریں اور پھر کہنے لگے، افسوس بخدا ہم ایسی باتوں پر صبر نہیں کر سکتے پھر وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔

زید ہشام بن عبدالملک کے پاس آئے، ہشام کسی طرح ملاقات کا موقع نہیں دیتا تھا، زید مختلف قصص کے پیرایہ میں اجازت طلب کرتے وہ ہر قصہ کے نیچے لکھ دیتا کہ جو تمھارے حاکم ہیں اُن کے پاس جاؤ، اس پر زید کہتے بخدا اب میں خالد کے سامنے تو کبھی نہیں جاؤنگا، میں کچھ مانگنے نہیں آیا بلکہ میں اپنے حق کے لئے مقدمہ پیش کرنے آیا ہوں، آخر کار بہت عرصہ کے انتظار کے بعد ہشام نے اُن کو باریابی کا موقع دیا۔

محمد بن عبدالعزیز الزہری بیان کرتے ہیں کہ جب زید بن علی ہشام سے ملنے آئے تو حاجب نے اُن کے آنے کی اطلاع دی ہشام ایک بلند نشین پر چڑھ گیا، پھر انھیں آنیکی اجازت دی، ایک خادم کو حکم دیا کہ تم اسطرح اُن کے پیچھے پیچھے رہو کہ یہ تمھیں نہ دیکھیں اور جو وہ کہیں سنتے جاؤ، یہ خادم بیان کرتا ہے کہ سیڑھیوں پر میں اُن کے پیچھے ہو لیا۔ زید چونکہ بہت موٹے تھے اس لئے وہ ایک سیڑھی پر ٹھہر گئے اور کہنے لگے بخدا جس نے دنیا کو چاہا وہ ذلیل ہوا۔ جب وہ ہشام کے پاس پہنچے تو اپنی ضروریات منظور کرالیں اور کوفہ چلے گئے۔ ہشام اس بات کو اپنے خادم سے پوچھنا ہی بھول گیا، اور اس واقعہ کو عرصہ گزر گیا اُس کے بعد اس نے خادم سے پوچھا خادم نے جو سنا تھا بیان کر دیا۔ ہشام نے اُس کی طرف دیکھا، ابرش نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہوگی کہ وہ تمھاری خلافت سے علیحدگی اختیار کریں گے، چنانچہ ہشام کو سب سے پہلی اطلاع جو موصول ہوئی وہ زید کی بغاوت تھی جیسا ابرش نے کہا تھا وہی وقوع پذیر ہوا۔

خود زید سے روایت ہے کہ میں نے ہشام کے روبرو کسی معاملہ پر قسم کھائی، ہشام نے کہا میں تمھیں سچا نہیں سمجھتا، میں نے کہا امیرالمومنین اللہ تعالیٰ نے کسی کا رتبہ اتنا نہیں بڑھایا کہ اُسے یہ جرأت ہو کہ وہ کوئی غلط بات اللہ کی نسبت سے بیان کرے اور نہ اُس نے کسی کے درجہ کو اس قدر

کھلتا ہے کہ اگر وہ کوئی بات خدا کی نسبت سے بیان کرے تو اُسے سچ نہ مانا جائے ہشام نے مجھ سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خلافت کے متمنی ہو تم ایک لونڈی کے بطن سے ہو کر ایسی توقع کیونکر کر سکتے ہو ، میں نے کہا امیر المومنین آپ کی بات کا ایک جواب بھی ہے ؛ ہشام نے کہا کہو ، میں نے کہا نبی مبعوث سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کا مرتبہ رفیع و اعلیٰ نہیں ، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک برگزیدہ نبی تھے اور انکے پوتے محمد رسول اللہ صلعم جو بہترین نبی ہیں ، حالانکہ حضرت اسمٰعیل لونڈی کے بیٹے تھے اور اُن کے بھائی بیوی کے بطن سے تھے مگر اللہ نے حضرت اسمٰعیل کو اُن کے بھائی پر ترجیح دی اور اُنکی اولاد میں سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو پیدا کیا جو خیر البشر ہیں اور رسول اللہ صلعم کے دادا کے متعلق کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ پوچھے کہ اُن کی ماں کون تھیں ، ہشام نے اُنھیں نکل جانے کا حکم دیا ۔ زید نے کہا میں جاتا ہوں مگر یاد رکھو اب تم صرف ایسی ہی صورت میں مجھے دیکھو گے جو تمھیں ناگوار ہوگی ، سالم نے اُن سے کہا اے ابو الحسین آپ کو یہ بات ہرگز ظاہر نہ کرنا چاہیے تھی ۔

(یہاں سے پھر ابی مخنف کی روایت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ۔)

غرض کہ اب شیعہ زید بن علی کے پاس آتے جاتے رہے اُنھیں خروج کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں توقع ہے کہ آپ منصور و کامیاب ہونگے اور یہی وہ زمانہ ثابت ہوگا کہ جسمیں بنو امیہ ہلاک ہو جائینگے ، زید کوفہ میں مقیم رہے ، یوسف بن عمر بھی اُن کی خبر معلوم کرتا رہتا تھا اور جب اُس سے کہا جاتا کہ وہ ابھی یہیں ہیں تو اُن کے پاس کسی کو بھیجکر چلے جانے کی درخواست کرتا ۔ زید اُسوقت تو اقرار کر لیتے مگر پھر درد کا بہانہ کر کے جب تک جا سکتے اپنی روانگی کو ٹالتے رہتے ، ایک مرتبہ یوسف نے پھر اُنھیں پوچھا معلوم ہوا کہ ابھی کوفہ ہی میں ہیں گئے نہیں ۔ یوسف نے پھر اُن سے چلے جانے کے لیے کہلوایا ۔ زید نے اس مرتبہ یہ حیلہ کیا کہ مجھے کچھ اشیا خریدنا ہیں اُنھیں خرید لوں تو جاؤں اور میں خود سفر کی تیاری کر رہا ہوں ۔

مگر جب زید نے دیکھا کہ یوسف کسی طرح انکا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اُنھوں نے روانگی کا تہیہ کر لیا اور کوفہ سے چلکر قادسیہ آ گئے ، بعضوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یوسف نے اُن کے ہمراہ اپنا ایک قاصد بھی کر دیا تھا تاکہ یہ اُنھیں عذیب تک پہنچا آئے ۔ شیعہ اُنکے پاس

پہنچے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کوفہ کے ایک لاکھ جوانمرد تلوار لئے موجود ہیں جو آپ کیلئے صبح جنگ میں اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ اور آپکے مقابل شامیوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ بلکہ ہماری ان قبائل مذحج۔ ہمدان۔ تمیم یا بکر میں سے ایک بھی تنہا انکا مقابلہ کرے تو اللہ کے حکم سے وہ اُنکے لئے بالکل کافی ہے ہم آپکو اسلئے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ واپس نہ جائیں

اسی طرح کی چرب زبانی سے آخر کار شیعہ اُنھیں کوفہ میں واپس لے آئے اس روایت کے علاوہ ایک دوسرا بیان اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ جب زید بن علی یوسف کے پاس آئے تو یوسف نے اُن سے کہا خالد اس بات کا مدعی ہے کہ اسنے کوئی رقم آپکے پاس امانت رکھوائی تھی، زید نے کہا بھلا وہ کیونکہ میرے پاس کوئی رقم امانت رکھواتا وہ تو بر سر منبر میرے آباو اجداد کو گالیاں دیا کرتا تھا، یوسف نے خالد کو طلب کیا۔ خالد ایک ٹاٹ کا لبادہ پہنے حاضر کیا گیا، یوسف نے اُس سے کہا دیکھ یہ زید ہیں جنکے متعلق تو نے دعوی کیا تھا کہ تو نے اپنی کوئی رقم اُن کے پاس امانت رکھوائی تھی، یہ اس بات سے انکار کرتے ہیں، خالد نے دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھا اور یوسف کو خطاب کر کے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تو نے میرے معاملہ میں جو گناہ اپنے سر لیا ہے اُسکے ساتھ اس بابۂ البحث واقعہ کا گناہ بھی جمع کرے میں اُنھیں اور اُنکے آباو اجداد کو بر سر منبر سب وشتم کرتا رہا ہوں میں کیونکر کوئی رقم اُن کے پاس امانت رکھواتا؛

یوسف نے یہ جواب سنکر خالد کو گالیاں دیں اور حکم دیا کہ اسے واپس لیجاؤ؛

مگر ابو عبیدہ یہ کہتے ہیں کہ یوسف نے جو الزام زید پر لگایا اسکے متعلق زید کے بیان انکار ہی کو ہشام نے توضیح تسلیم کر لیا۔ پھر بھی سب لوگوں کو یوسف کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ اِن سبھوں نے میرے سامنے حلف اُٹھالیا ہے جسے میں نے صحیح تسلیم کر لیا ہے اور میں نے انھیں ادائی رقم سے بری کر دیا۔ مگر پھر بھی میں صرف اس غرض سے انھیں تمھارے پاس بھیجتا ہوں کہ تم خالد کا اُن سے مواجہہ کرا دو تاکہ یہ اُسے جھٹلا دیں۔ ہشام نے اُن صاحبوں کو کچھ رقم بھی عطا کی؛

جب یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اُس نے اُنھیں اپنا مہمان رکھا اُن کی تعظیم و تکریم کی، اور خالد کو اپنے سامنے طلب کر کے اُس سے کہا کہ اُن سب صاحبوں نے حلف اُٹھالیا ہے،

اور اس بارہ میں امیر المومنین کا یہ حکم اُنکی برائت کے متعلق شرف صدور لایا ہے۔ کیا اب تم اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہو، مگر خالد کے پاس کوئی دلیل نہ تھی جسے وہ پیش کرتا اُسپر تمام لوگوں نے دریافت کیا کہ بتاؤ تم نے کیوں، یہ جھوٹا دعویٰ کیا، خالد نے کہا چونکہ مجھپر شدید سختیاں کی جارہی تھیں اس بنا پر میں نے ایسا دعویٰ اس امید میں کیا کہ آپ لوگوں کے یہاں آنے سے پہلے شاید اللہ تعالیٰ میرے مصائب میں کچھ کمی کر دے ؎

یوسف نے اُن سب صاحبوں کو بری الذمہ قرار دیکر جانے کی اجازت دیدی، دونوں قرشی، جمحی اور مخزومی تو مدینہ چلے گئے اور دونوں ہاشمی داؤد بن علی اور زید بن علی کوفہ ہی میں رہ گئے ؎

بیان کیا گیا ہے کہ زید کوفہ میں چار یا پانچ ماہ مقیم رہے۔ یوسف جو اُس وقت حیرہ میں تھا اپنے عامل کوفہ کو لکھتا رہتا کہ زید کو کوفہ سے خارج کردو۔ زید اُس سے کہتے کہ میں طلحہ بن عبید اللہ کے بعض وارثوں سے مدینہ کی ایک جائداد کے متعلق گفت وشنید کر رہا ہوں اُسکا تصفیہ ہو جائے تو جاؤں، عامل یہ بات یوسف کو لکھدیتا یوسف نے چند سے توقف کیا اور جب اُسے پھر معلوم ہوا کہ شیعہ زید کے پاس آتے جاتے ہیں تو اُس نے اپنے عامل کو لکھا کہ زید کو فوراً خارج البلد کردو، اگر وہ کسی تنازع کا ذکر کریں تو وہ بدستور چلتا رہے اور اُنکی طرف سے کوئی مختار وکالت کرے ؎

اسی اثنا میں ایک جماعت نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی جسمیں سلمہ بن کہیل معیز بن خزیمۃ العبسی، معاویہ بن اسحٰق بن زید بن حارثۃ الانصاری، حجبۃ بن اخلص الکندی خاص طور پر قابل ذکر ہیں اسکے علاوہ بیعت کرنے والوں میں اور بھی عمائد کوفہ تھے، جب داؤد بن علی نے یہ رنگ دیکھا تو زید سے کہا، بھائی آپ ان کے دھوکہ میں آکر اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالئے آپ کے خاندان والوں کی سابقہ مصیبت اور اُن لوگوں کی عین موقع پر دھوکہ دہی آپ کے لئے درس عبرت ہے، مگر زید نے جواب دیا اے داؤد بنی امیہ سرکش ہو گئے ہیں اُن کے قلب سخت ہو گئے ہیں، داؤد ہمیشہ انھیں سمجھاتے رہے آخر کار انھوں نے روانگی کی ٹھان ہی لی اور یہ دونوں کوفہ سے چلکر قادسیہ پہنچے۔ مگر کوفہ والوں نے اُن کا پیچھا نہ چھوڑا ثعلبہ تک ساتھ آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ اگر آپ کوفہ واپس چلیں تو ہم چالیس ہزار جان نثار آپ کے ہمراہ ہیں ہم میں سے ایک شخص بھی

آپکا ساتھ نہ چھوڑیگا، علاوہ بریں اُنھوں نے عہد و اور میثاق اُن سے کئے اور سخت قسمیں کھائیں، زید نے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ تم میرا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ جیسا کہ تم نے میرے باپ اور دادا کے ساتھ کیا ہے۔ داؤد بن علی نے اُن سے کہا بھائی یہ آپ کو دھوکہ دے کر آپکی جان کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں کیا اُنھوں نے اُن حضرات کا ساتھ نہیں چھوڑا جو آپکے مقابلہ میں اُن کے نزدیک زیادہ معزز تھے، آپ کے دادا حضرت علیؑ کا واقعہ موجود ہے کہ وہ شہید کر ڈالے گئے اُن کے بعد حضرت امام حسنؓ ہیں جنکے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی مگر پھر اُنھیں پر یہ چڑھ دوڑے، اُن کی ردا اُن کے دوش سے اُتار لی اُن کے خیمہ و خرگاہ کو لوٹ لیا۔ اُنھیں مجروح کر دیا، کیا یہی وہ لوگ نہیں ہیں جنھوں نے آپکے دادا حضرت امام حسینؓ کو مدینہ سے بُلوایا اور اُنکا ساتھ دینے اور حمایت کرنے کے لئے سخت سے سخت قسمیں کھائیں مگر پھر بھی اُنھوں نے اُنکا ساتھ چھوڑ کر اُنھیں دشمن کے حوالے کر دیا۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اُنھیں شہید ہی کر کے چھوڑا۔ آپ ہرگز ہرگز اُنکی درخواست کو قبول نہ کریں اور اُنکے ہمراہ کوفہ واپس نہ جائیں ؎

اس تقریر کے جواب میں کوفیوں نے کہا یہ رشک و حسد سے ایسا کہتے ہیں چاہتے ہیں کہ آپ غالب نہ ہوں کیونکہ داؤد سمجھتے ہیں کہ وہ اور اُن کا خاندان خلافت کے لئے آپ سے زیادہ مستحق ہے اسی بنا پر یہ مشورہ دے رہے ہیں ؎

زید نے داؤد سے کہا کہ معاویہ حضرت علیؑ سے اپنے مکر و فریب اور اہل شام کے ذریعہ لڑتے تھے، اور یزید بن معاویہ حسینؓ سے لڑا۔ اب تو معاملہ ہی دوسرا ہے اس وقت تو خلافت خود ہمیں پیش کیجا رہی ہے۔ مگر اب بھی داؤد نے یہی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر آپ انکے ہمراہ واپس چلے گئے تو اُن سے زیادہ آپ کے حق میں کوئی سخت دل و ظالم نہ ہوگا، اور آپ ہی اپنے معاملات کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ داؤد تو مدینہ چلے آئے اور زید کوفہ واپس گئے ؎

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہشام نے یوسف کو حکم بھیجا کہ زید کو انکے شہر بھیجدو، کیونکہ جس کسی اور شہر میں یہ جائینگے اور وہاں کے باشندوں کو اپنی بیعت کے لئے دعوت دینگے وہ ضرور اُنکی دعوت کو قبول کریں گے چنانچہ یوسف نے زید کو کوفہ سے نکالدیا، جب یہ ثعلبیہ یا قادسیہ پہنچے تو بدبخت اہل کوفہ اُن کے پاس آئے اُنھیں واپس لے گئے

اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کی، سلمہ بن کہیل زید سے ملنے آیا جب ملاقات کی اجازت لیکر اندر آیا۔ تو زید کی رسول اللہ صلعم سے قرابت اور اُن کے حق کا ذکر نہایت خوبی سے کیا، زید نے بھی اُس کے جواب میں عمدہ تقریر کی، سلمہ نے امان طلب کی، زید نے کہا بھلا آپ ایسا شخص مجھ سے امان طلب کرے، (سلمہ کا اس سے یہ مقصد تھا کہ وہ اس بات کو اُن کے دوسرے طرفداروں کو سنا دے) زید نے انھیں امان دیدی، سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دیکر آپ سے پوچھتا ہوں کہ کتنے لوگوں نے آپکی بیعت کی ہے، زید نے کہا چالیس ہزار نے سلمہ نے کہا آپ کے دادا کے ہاتھ پر کتنوں نے بیعت کی تھی؟ زید نے جوابدیا اسی ہزار نے۔ سلمہ نے پوچھا اور اُن میں سے کتنے اُن کے وفادار رہے، زید نے کہا تین سو۔ سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دیکر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ بہتر ہیں یا آپ کے دادا۔ زید نے کہا میرے دادا سلمہ نے کہا کیا یہ زمانہ جسمیں آپ نے خروج کیا ہے بہتر ہے یا وہ زمانہ جسمیں آپ کے دادا نے خروج کیا تھا زید نے کہا میرے دادا نے جس زمانے میں خروج کیا تھا وہ بہتر تھا سلمہ نے کہا کیا آپکو یہ امید ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے دادا کے ساتھ بے وفائی کی وہ آپ کے وفا شعار ثابت ہونگے زید نے کہا انھوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور میرے اور اُنکے لئے اس پر کاربند ہونا ضروری ہے، سلمہ نے کہا کیا آپ مجھے اس شہر سے چلے جانیکی اجازت مرحمت فرمائینگے، زید نے اُس کی وجہ پوچھی۔ سلمہ نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ کی اس کارروائی میں کہیں کوئی تکلیف وہ بات پیدا ہوجائے اور اُسوقت میں بالکل بے بس ہوں، زید نے اُسے اجازت دی، یہ یمامہ چلا آیا۔ زید نے خروج کیا، قتل کئے گئے اور سولی پر لٹکا دئے گئے، ہشام نے اس بات پر یوسف کو ملامت کی کہ اُس نے کیوں سلمہ بن کہیل کو جانے دیا اور لکھا کہ تمھارے ساتھ صرف اُنکی موجودگی ان اور ان رسا ہونگے دستوں سے زیادہ کارآمد ہوتی۔

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن الحسنؓ نے زید بن علیؓ کو لکھا تھا کہ "اے میرے چچا کے بیٹے اہل کوفہ کی یہ حالت ہے کہ وہ ظاہری طور پر بڑی بڑی باتیں بناتے ہیں مگر اندرونی طور پر نہایت بزدل واقع ہوئے ہیں حالت اطمینان میں اپنے آپے سے باہر ہوجاتے ہیں فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں مگر جنگ میں جزع و فزع کرنے لگتے ہیں، اُنکے دل اُنکی زبان کی پیروی نہیں کرتے، حوادث کیلئے پہلے سے تیاری نہیں کرتے اور نہ دولتِ شہادت کے حصول کا

ارادہ رکھتے ہیں۔ میرے پاس اُن کے بہت سے دعوتی خطوط متواتر آئے مگر میں نے اُنکی ایک نہ سُنی، اُن کی یاد کو بھی اپنے دل سے نکالدیا۔ کیونکہ مجھے اُنکی جانب سے بالکل مایوسی ہے اور میں اُن سے کوئی تعلق قایم نہیں رکھنا چاہتا اُونکی مثال بعینہٖ وہی ہے جیساکہ حضرت علیؓ نے عراقیوں کے متعلق فرمایا تھا،، اگر تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ تو تم فتنہ وفساد میں مبتلا ہو جاتے ہو، اگر تمھیں لڑایا جائے تو بزدلی دکھاتے ہو اگر کسی امام کے ہاتھ پر تمام لوگ بیعت کرلیں تب بھی تم اُس کی مخالفت کرتے ہو اور اگر کوئی مشکل کام تم سے لیا جائے تو تم نکمے ثابت ہوتے ہوئے

ہشام بن عبدالملک نے زید بن علیؓ کے متعلق حسب ذیل خط یوسف کو لکھا تھا اور اہل کوفہ کو اہل بیت سے جو محبت ہے اُس سے تم واقف ہو وہ اُنھیں اُنکی اہلیت سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ اسی بنا پر اُنھوں نے اُنکی اطاعت کو اپنے اُوپر فرض کرلیاہے اور اُنھیں کے مسلک پر چلنا وہ واجب سمجھتے ہیں۔ اور اُنکی خاطر اُنھوں نے آیندہ کے واقعات کے متعلق پیشینگوئیاں بھی کیں یہانتک کہ جماعت کی تفریق کی بنا پر اُن کے دماغوں میں خروج کی سوجھی، زید بن علیؓ عمر بن الولید کے خلاف مدعی کی حیثیت سے میرے پاس آئے تھے۔ میں نے ان دونوں کے درمیان تصفیہ کردیا۔ میں نے دیکھا کہ زید ایک جھگڑالو چرب زبان، تقریر میں رنگ آمیزی کرنے والے اپنے مطلب کے مطابق سلسلۂ کلام کو ڈھالنے والے ہیں۔ یہ اپنی حلاوت بیان اور دلائل و براہین کے کثرت سے پیش کرنے کی وجہ سے لوگوں کو جری بنانے کی اہلیت رکھتے ہیں، اسی طرح وہ مقدمات ونزاعات کی پیروی میں اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے لئے اپنے حریف کے مقابلہ میں اپنی قوت تقریر اور شخصیت کے اثر سے کامیابی حاصل کرتے ہیں اس لئے تم اُنھیں فوراً حجاز بھیجدو اور اپنے پاس مت رہنے دو، کیونکہ اگر لوگوں نے اُن کی باتیں سننا شروع کردیں تو وہ اپنے الفاظ کی ملائمت، زبان کی شیرینی اور اُسکے ساتھ پھر رسول اللہ کے ساتھ اُنکی قرابت کا اظہار یہ تمام وہ باتیں ہیں جس سے وہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالینگے نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام لوگ اُن کی طرف جھک پڑینگے نہ اُن کے دل ٹھکانے رہینگے نہ عقلیں اور نہ اُنکے اخلاق اور اُنکا دین، زید کے معاملہ میں تمہارا تھوڑا سا تجاہل وتساہل اُن کے لئے باعث تکلیف ثابت ہوگا، اُنکا اخراج، اور اُن کو اس طرح چھوڑ دینا کہ

جس میں سب کی سلامتی ہو، خون نہ بہے اُنکا فرقہ محفوظ رہے اسے میں زیادہ اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اسکے کہ انکا خون بہے اُنکا نام باقی نہ رہے اور اُنکی نسل منقطع ہو جائے جماعت اللہ کی مضبوط رسی ہے تم کوفہ کے اشراف کو جماعت میں رہنے کی دعوت دو اور ڈراؤ کہ ورنہ انھیں قتل کیا جائیگا اور اُنکا تمام مال و متاع ضبط کر لیا جائیگا جو لوگ ہماری اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھا چکے ہیں یا عہد کر چکے ہیں وہ اُنکا ساتھ نہ دینگے۔ صرف عام رعایا دیہاتی یا دوسرے حاجتمند جو فتنہ و فساد سے لذت حاصل کرتے ہیں وہی اُنکی حمایت میں کھڑے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ابلیس کو پوجتے ہیں اور وہ اُن کی پرستش کرتا ہے اسلئے پہلے اُنھیں محض دھمکاؤ، پھر کوڑے سے خبر لو اور آخر میں تلوار سے کام لینا۔ متوسط طبقہ کے لوگوں سے پہلے اشراف و اعیان کو ڈرانا۔ اور ادنیٰ ارذل لوگوں سے پہلے متوسط طبقہ کے لوگوں کو ڈرانا یہ سمجھ لو کہ تم محبت کے دروازہ پر کھڑے ہو، امیر المومنین کی اطاعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہو اتحاد و جماعت کیلئے ترغیب و تحریض دے رہے ہو، اور دین الٰہی کے لئے مستعدی کا اظہار کر رہے ہو، ایسی صورت میں تم اُنکی کثرتِ تعداد سے پریشان نہ ہو جانا، خدا کی ذات پر بھروسہ اپنے دین کی حمایت کا جوش، شیرازۂ اتحاد جماعت کی صیانت کا خیال اور اُس شخص کے مقابلہ اور سختی سے ممانعت کو جو اِس دروازہ کو جسمیں اللہ نے داخل ہونیکا حکم دیا ہے توڑنا چاہے اپنا مامن و ملجا سمجھنا۔ امیر المومنین نے ہر ایسے شخص کے لئے اپنا عذر بیان کر دیا ہے اور اُنھوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے، اِس لئے اب کسی شخص کے لئے یہ موقع باقی نہیں رہا کہ وہ اپنے حق کا دعویٰ کرے جو خود اُسکے نفس نے اُس سے چھین لیا ہے نہ وہ خراج کے متعلق کسی رعایت کا مستحق ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی عزیز کے ساتھ صلہ رحمی کرینگے مگر وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں جنھوں نے امیر المومنین سے ڈر کر اس احمقانہ شورش میں کوئی حصہ نہیں لیا ہو جسکی وجہ سے یہ باغی نہایت ہی بدبخت اور گمراہ ہوں گے اور یہ فعل اُن کو سخت تلخ معلوم ہوگا، البتہ امیر المومنین کے لئے یہ شورش نہایت ہی اہم ہے اور دین کی مدافعت و صیانت کی وجہ سے اُسکو فرو کرنا آسان ہوگا، اِس لئے کہ امیر المومنین یہ نہیں چاہتے کہ وہ اپنی قوم کی بُری حالت دیکھیں جو اُن کے لئے عذاب اور تباہ کن ہو اِس لئے وہ ہمیشہ واقعات